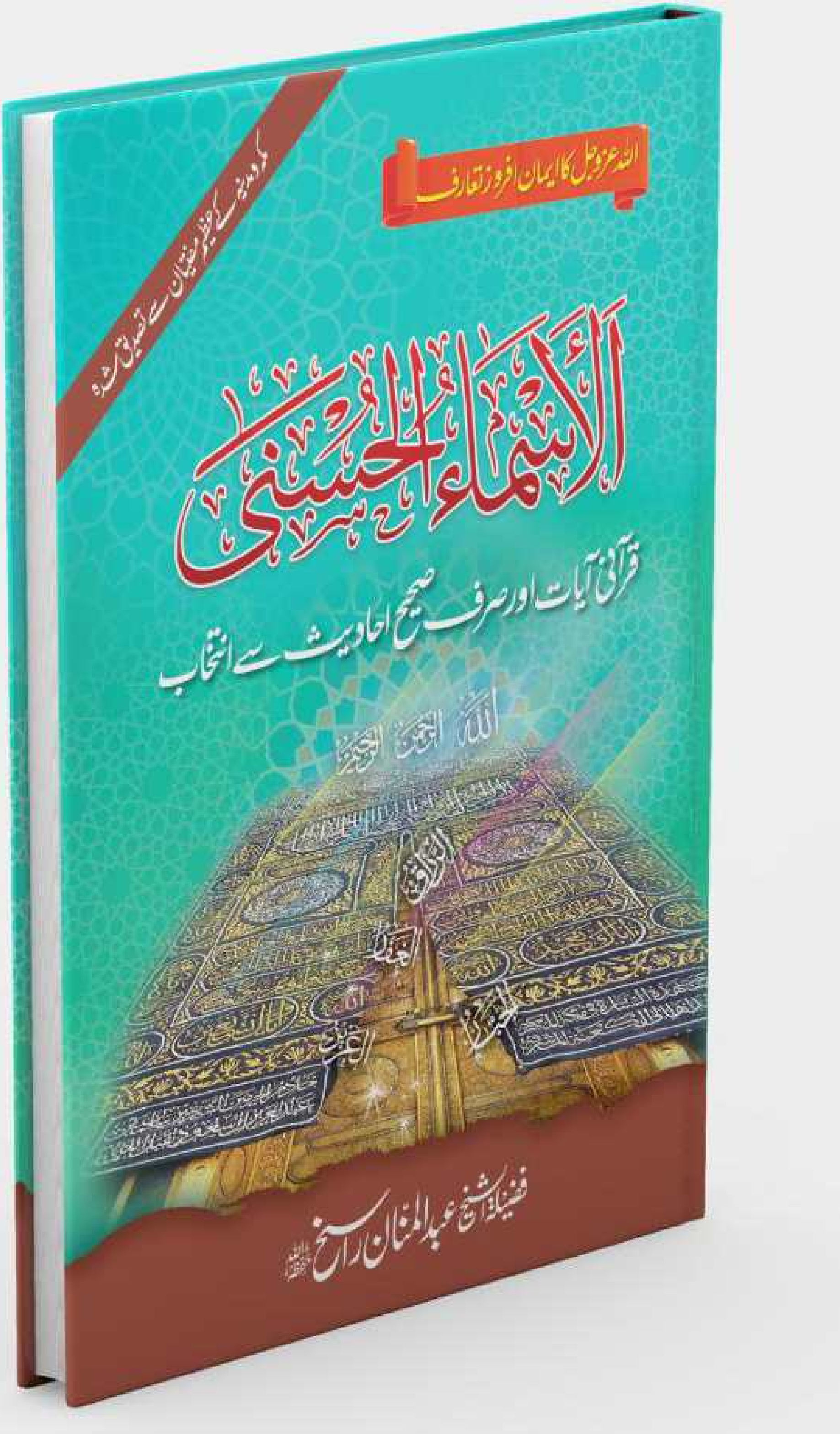
اللہ عزوجل کا ایمان افروز تعارف
الأسماء الحسنى
قرآنی آیات اور صرف صحیح احادیث سے انتخاب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

مکہ و مدینہ کے عظیم مفتیان سے تصدیق شدہ

اللہ عزوجل کا ایمان افروز تعارف

الأسماء الحسنى

قرآنی آیات اور صرف صحیح احادیث سے انتخاب

فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ

ہر مسلمان کو یہ کتاب شائع کرنے کی عام اجازت ہے

وَلِلّٰہِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اَلْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

مؤلف — أبو الحسن عبد المنان راسخ حفظہ اللہ

دوسرا ایڈیشن — 2025

صفحات — 224

تزین و آرائش — حافظ محمد نعمان حنیف
+92 342 736 94 05

ناشر

راسخ اکیڈمی فیصل آباد پاکستان

Rasikh Rasikh Abdul Mannan Rasikh 0300-6686931

بسم الله الرحمن الرحيم

عرضِ راسخ

نام نہاد عاملوں کی طرح اللہ تعالیٰ
کے ناموں کی مخصوص تعداد پڑھ کر
دنیا کے مخصوص فائدے حاصل
کرنے کی بجائے ان پیارے
ناموں کو یاد کریں، سمجھیں اور ان
کے مطابق عقیدہ بنا کر اپنی زندگی
بسر کریں اسی میں خیر و برکت اور
کامیابی کے سب خزانے ہیں

فہرست

	کتاب لکھنے کا مقصد		13
1	اَللّٰہُ	ذاتی نام	17
2	اَلْاَحَدُ	اکیلا، یکتا، تنہا	20
3	اَلْاَعْلٰی	اونچا، بلند و بالا، برتر	22
4	اَلْاَکْرَمُ	بہت زیادہ کرم والا	24
5	اَلْاِلٰہُ	عبادت و اطاعت اور بادشاہی کے لائق	26
6	اَلْاَوَّلُ	سب سے پہلے	29
7	اَلْاٰخِرُ	سب سے پیچھے	31
8	اَلظَّاھِرُ	سب سے نمایاں	33
9	اَلْبَاطِنُ	پوشیدہ ہونے والا	35
10	اَلْبَارِئُ	وجود میں لانے والا	37
11	اَلْبَرُّ	بہت بڑا محسن، بڑا ہی باوفا	39
12	اَلْبَصِیْرُ	خوب دیکھنے والا، سب کچھ دیکھنے والا	41

13	اَلتَّوَّابُ	بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا	43
14	اَلْجَبَّارُ	زورآور، اپنے فیصلے پر غالب	45
15	اَلْحَافِظُ	حفاظت کرنے والا	48
16	اَلْحَسِيْبُ	پورا حساب لینے والا	50
17	اَلْحَفِيْظُ	ہمیشہ حفاظت کرنے والا	52
18	اَلْحَفِيُّ	بہت مہربان	54
19	اَلْحَقُّ	انمٹ ذات جسے کبھی زوال نہ آئے	56
20	اَلْمُبِيْنُ	کھول کر واضح کر دینے والا	58
21	اَلْحَكِيْمُ	خوب حکمت والا	60
22	اَلْحَلِيْمُ	بہت زیادہ برداشت کرنے والا	62
23	اَلْحَمِيْدُ	بے حد خوبیوں والا، تعریف والا	64
24	اَلْحَيُّ	ہمیشہ زندہ رہنے والا، زندگی دینے والا	66
25	اَلْقَيُّوْمُ	خوب قائم رہنے والا، رکھنے والا	68
26	اَلْخَبِيْرُ	نہایت خبر رکھنے والا	70

27	اَلْخَالِقُ	پیدا کرنے والا	72
28	اَلْخَلَّاقُ	بہت پیدا کرنے والا	74
29	اَلرَّؤُوْفُ	حد درجہ پیار کرنے والا	76
30	اَلرَّحْمٰنُ	بڑا مہربان	78
31	اَلرَّحِيْمُ	ہمیشہ رحم کرنے والا	78
32	اَلرَّزَّاقُ	بہت زیادہ رِزق دینے والا	80
33	اَلرَّقِيْبُ	انتہائی نگرانی کرنے والا	82
34	اَلسَّلَامُ	سراسر سلامتی، سلامتی دینے والا	84
35	اَلسَّمِيْعُ	خوب سننے والا	86
36	اَلشَّاكِرُ	قدردان	89
37	اَلشَّكُوْرُ	بہت زیادہ قدردان	91
38	اَلشَّهِيْدُ	گواہ	94
39	اَلصَّمَدُ	بے نیاز، عظیم سردار، باکمال	96
40	اَلْعَالِمُ	جاننے والا	98
41	اَلْعَزِيْزُ	نہایت قوت و غلبے والا، بلند رتبہ	101

42	اَلْعَظِيْمُ	بڑی عظمت والا	103
43	اَلْعَفُوُّ	بہت زیادہ درگزری کرنے والا	105
44	اَلْعَلِيْمُ	بہت زیادہ علم والا	107
45	اَلْعَلِيُّ	بلندی والا	109
46	اَلْغَفَّارُ	بہت زیادہ معاف کرنے والا	111
47	اَلْغَفُوْرُ	بہت زیادہ معاف کرنے والا	113
48	اَلْغَنِيُّ	ہر اعتبار سے مالا مال	115
49	اَلْفَتَّاحُ	خوب کھولنے والا	117
50	اَلْقَادِرُ	قدرت رکھنے والا	119
51	اَلْقَاهِرُ	غلبے اور تسلط والا	121
52	اَلْقُدُّوْسُ	نہایت پاکیزہ	123
53	اَلْقَدِيْرُ	ہمیشہ سے بہت زیادہ قدرت والا	125
54	اَلْقَرِيْبُ	انتہائی نزدیک	127
55	اَلْقَوِيُّ	سب سے زیادہ طاقتور	129
56	اَلْقَهَّارُ	سخت گرفت اور پورے غلبے والا	131

57	اَلْكَبِيْرُ	بہت زیادہ بڑائی والا	133
58	اَلْكَرِيْمُ	ہمیشہ سے بہت زیادہ کرم والا	135
59	اَللَّطِيْفُ	نہایت لطف وکرم والا	137
60	اَلْمُؤْمِنُ	امن دینے والا	139
61	اَلْمُتَعَالِيْ	نہایت بلند، بہت بلند	141
62	اَلْمُتَكَبِّرُ	بڑائی، کبریائی والا	143
63	اَلْمَتِيْنُ	نہایت قوت والا	145
64	اَلْمُجِيْبُ	قبول کرنے والا	147
65	اَلْمَجِيْدُ	بہت زیادہ شان والا	149
66	اَلْمُحِيْطُ	گھیرنے والا	151
67	اَلْمُصَوِّرُ	صورت بنانے والا	153
68	اَلْمُقْتَدِرُ	نہایت قدرت والا	155
69	اَلْمُقِيْتُ	روزی دینے والا	157
70	اَلْمَلِكُ	بادشاہ	159
71	اَلْمَلِيْكُ	حقیقی اور دائمی بادشاہ	161

72	اَلْمَوْلٰی	آقا، کارساز، حامی، مشکل کشا	163
73	اَلْمُهَيْمِنُ	نگران، نگہبان، محافظ	165
74	اَلنَّصِيْرُ	ہمیشہ سے خوب مدد کرنے والا	167
75	اَلْوَاحِدُ	ایک	169
76	اَلْوَارِثُ	حقیقی وارث، اصل مالک	172
77	اَلْوَاسِعُ	کشادگی والا، فراخی والا	174
78	اَلْوَدُوْدُ	بہت زیادہ محبت کرنے والا	176
79	اَلْوَكِيْلُ	کارساز	178
80	اَلْوَلِيُّ	دوست، مددگار، قریبی	180
81	اَلْوَهَّابُ	بہت زیادہ دینے والا	182
82	اَلْجَمِيْلُ	نہایت حسن و جمال والا	184
83	اَلْجَوَّادُ	بہت زیادہ سخی، نہایت عمدہ	186
84	اَلْحَكَمُ	فیصلہ کرنے والا، حاکم	188
85	اَلْحَيِيُّ	بہت زیادہ حیا کرنے والا	190
86	اَلرَّبُّ	پالنے والا، خبر گیری کرنے والا	192

87	اَلرَّفِيْقُ	نرمی والا	194
88	اَلسُّبُّوْحُ	بہت زیادہ پاکی والا	196
89	اَلسَّيِّدُ	آقا، سردار، پیشوا	198
90	اَلشَّافِيُ	شفا دینے والا	200
91	اَلطَّيِّبُ	پاک	202
92	اَلْقَابِضُ	کنٹرول میں رکھنے والا	204
93	اَلْبَاسِطُ	کشادگی کرنے والا	206
94	اَلْمُقَدِّمُ	آگے کرنے والا	208
95	اَلْمُؤَخِّرُ	پیچھے کرنے والا	211
96	اَلْمُحْسِنُ	حسنِ سلوک کرنے والا	213
97	اَلْمُعْطِيُ	عطا کرنے والا	215
98	اَلْمَنَّانُ	بہت زیادہ احسان کرنے والا	218
99	اَلْوِتْرُ	اکیلا، یکتا، طاق	221

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى

ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها

اللہ تعالیٰ کے لئے اسمائے حسنیٰ ہیں
اس کو ان ناموں کے ساتھ پکارو

القرآن

من أحصاها دخل الجنة

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کو
اچھی طرح یاد کرلیا وہ جنت میں داخل ہوگا

صحیح البخاری

کتاب لکھنے کا مقصد

دیگر زبانوں کی طرح اردو زبان میں بھی اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ ناموں پر درجنوں کتابیں موجود ہیں، بعض کتابیں تفصیلی اور کچھ حد درجہ مختصر ہیں، ہماری یہ خواہش تھی کہ ہم ایک درمیانی ضخامت کی کتاب مرتب کریں جس میں عام فہم انداز میں اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں کا تعارف پیش کیا جائے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ہماری اس خواہش کو اپنی خاص رحمت سے پورا کر دیا ہے۔

کسی بھی مسلمان کیلئے سب سے پہلا علم اور سب سے پہلا سبق اللہ تعالیٰ کی پہچان کا سبق ہے جس مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہو جاتی ہے وہ کسی صورت بھی اللہ تعالیٰ کو فراموش کر سکتا ہے نہ اس کے ساتھ شرک کر سکتا ہے اور نہ ہی اس میں جانوروں اور درندوں جیسی حرکتیں آ سکتی ہیں۔

ہمارے علم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی پہچان کا سب سے آسان اور سب سے بہترین طریقہ اس کے پاکیزہ ناموں کی معرفت ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاکیزہ ناموں کو اچھی طرح سمجھ لیتا ہے اس کو کافی حد تک اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل ہو جاتی ہے اور پھر اس پہچان کے بعد جہاں عقیدہ توحید کی محبت اور حلاوت نصیب ہوتی ہے وہاں ایک مسلمان کو شرک جیسے خطرناک گناہ سے ہمیشہ کیلئے سخت نفرت ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں کی پہچان کا علم ایسا مبارک علم ہے کہ جس کو پا کر ایک مسلمان با کردار، تربیت یافتہ مثالی مسلمان بن جاتا ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں اور بالخصوص ہمارے ملک میں جگہ جگہ شرک کے اڈے

آباد ہونے کی سب سے بڑی وجہ اور مسلمانوں کے ظالم، حاسد، خائن، بے عمل اور بدعمل ہونے کا سب سے بڑا سبب ہی یہی ہے کہ انہوں نے جس اللہ کو اپنا الٰہ مانا ہے اس کی ان کو سِرے سے کوئی پہچان ہی نہیں ہے، ہمارے بچے حفظِ قرآن سے لے کر ایم اے تک کی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں لیکن ان میں سے شاید ننانوے فیصد ایسے بچے ہوتے ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں کے متعلق کسی قسم کی کوئی پہچان نہیں ہوتی اور یہ ہمارے لئے بہت زیادہ محرومی کی بات ہے۔

اس کتاب کے ذریعے اسی بنیادی کوتاہی کو دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔آپ اس کتاب کو اِدارے کے نصاب میں شامل کریں اور اپنے آفس، دوکان، مکان اور گاڑی میں اپنے ساتھ رکھیں اور بچوں کے ساتھ بیٹھ کر یا اکیلے بلا ناغہ اسے پڑھتے رہیں اور پھر اس کے مطابق اپنے عقیدے کی اصلاح کرتے رہیں۔ یہ کتاب صرف آپ کے عقیدے کو ہی درست نہیں کرے گی بلکہ آپ دیکھتے دیکھتے ایک با اخلاق اور با کردار مثالی مسلمان بن جائیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ناموں کی پہچان کا سب سے بڑا فائدہ ہی یہی ہوتا ہے کہ عام مسلمان کو ایک مثالی مسلمان بنا دیتے ہیں۔

باقی اس حقیقت میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ خیر وبرکت، اجروثواب، گناہوں کی بخشش، دعاؤں کی قبولیت اور جنت کے حصول کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ناموں کو یاد کرنا، پڑھنا ازحد ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین

اُبوالحسن عبدالمنان راسخ

اس قدر زیادہ مہربان، قدردان اور
پیار کرنے والے پروردگار کو چھوڑ کر

فَأَيْنَ تَذْهَبُونَ

کس طرف جا رہے ہو...؟

التکویر: 26

صاحبِ کتاب اہل علم کی نظر میں

1: سینئر پروفیسر ساجد میر صاحب:

جناب مولانا عبدالمنان راسخ صاحب کا عام تعارف ایک کامیاب اور مؤثر خطیب کا ہے، لیکن وہ مقبول خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ بحرِ علم کے شناور بھی ہیں اور ذوقِ تصنیف کے مالک بھی ہیں۔

2: ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر صاحب:

ہمارے نیک اور نوجوان بھائی عبدالمنان راسخ صاحب حد درجہ مخلص اور فاضل ہیں، ان کی تصنیفات بہت شوق سے پڑھی جاتی ہیں اور ایک کثیر تعداد ان کے مواعظ حسنہ سے مستفید ہوتی ہے۔

3: شیخ العرب والعجم حافظ ثناء اللہ زاہدی صاحب:

ہمارے بھائی عبدالمنان راسخ علم وعمل میں بہت زیادہ محنت کرنے والے ہیں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے ان کو خطابت کا منفرد سلیقہ عطا کیا ہے۔

4: محقق دوراں فضیلۃ الشیخ محمد عزیز شمس صاحب مکہ مکرمہ:

میں نے اپنے فاضل بھائی عبدالمنان راسخ کو بہت زیادہ تحقیق کرنے والا اور علم کا شوق رکھنے والا پایا ہے ان کے دل میں لوگوں کے درمیان خیر پھیلانے کا بہت عمدہ جذبہ ہے۔

4: جانشین شہید ملت انجینئر ڈاکٹر حافظ ابتسام الٰہی ظہیر صاحب:

مولانا عبدالمنان الراسخ سے میرے تعلقات کئی برسوں پر محیط ہیں میں نے مولانا عبدالمنان راسخ کو ایک علم دوست انسان پایا ہے، آپ ایک فصیح وبلیغ خطیب اور صاحبِ قلم وقرطاس ہیں، جس موضوع پر بولتے اور لکھتے ہیں، اس موضوع پر بولنے اور لکھنے کا حق ادا کر دیتے ہیں۔

6: شیخ العرب والعجم قاری صہیب احمد میر محمدی صاحب:

ہمارے محترم ومکرم فاضل پیارے بھائی الشیخ عبد المنان راسخ **حفظه الله وسلمه واستعمله فی کل خیر** ایک نیک، صالح، محقق عالم دین، مبلغ اور مربی ہیں۔

1 اللّٰہ ذاتی نام

''اللّٰہ'' دونوں جہانوں کے خالق و مالک اور قابض کا ذاتی نام ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے بھی یہ نام عرش و فرش کے حقیقی خالق و مالک کے لئے ہی بولا جاتا تھا، مکہ کے کافر اور اِرد گرد کے دیگر لوگ بھی اس دنیا کے خالق، مالک اور رازق کو اللہ ہی کہتے تھے، قرآن مجید میں ہمارے حقیقی معبود کا یہ نام (2557) مرتبہ آیا ہے۔

ہم یہاں پر صرف بطور برکت سورت اخلاص با ترجمہ تحریر کرتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کے اس ذاتی نام کے ساتھ ساتھ عظیم ترین صفات کا بھی ذکر ہے:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ. اَللَّهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ [1]

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک (ہی) ہے. اللہ بے نیاز ہے. نہ اس سے کوئی پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا. اور نہ کوئی اس کا برابری کرنے والا ہے۔

لفظ ''اللّٰہ'' کا کوئی ایک خاص معنی کرنا مشکل ہے البتہ اس نام کی لغوی گہرائی میں اترا جائے تو چند معانی سامنے آتے ہیں:

1. ایسی ذات جس کی محبت میں آدمی بے چین ہو، اس کی جانب لپکے اور اس کا چاؤ کرے۔

---

[1] الإخلاص: 1-4

2 ایسی ذات جس کی حفاظت میں آ کر آدمی کا خوف اور اس کی دہشت دور ہو جائے، جس کی پناہ میں انسان اپنے آپ کو محفوظ سمجھے۔

3 ایسی ذات جس کی یاد میں آدمی کا دل چین اور اس کی روح قرار پائے اور جس کی قربت میں اطمینان اور سکون حاصل ہو۔

4 ایسی ذات جس کو آدمی بِن دیکھے بھی حد سے بڑھ کر چاہے اور غیب میں بھی اس سے ڈرے۔

5 ایسی ذات جس کی شان اور عظمت کے آگے آدمی کی عقل اور اس کی ہوش کے سب دعوے جواب دے جائیں اور سوائے تعجب کے اس کے پاس کہنے کو کچھ باقی نہ رہے۔

6 ایسی ذات جو نہایت بلند و بالا اور برتر ہو۔

7 ایسی ذات جس کی پوجا کی جائے اور جس کے دین اور طریقے پر اخلاص سے چلا جائے۔

لفظ اللہ کے یہ تمام معانی لغت کی کتابوں کی روشنی میں کئے گئے ہیں اور اللہ ایک ایسی ذات کا حقیقی نام ہے جو پورے جلال اور کمال کے ساتھ اپنے عرش پر مستوی ہے، اس کا اقتدار پوری کائنات پر چھایا ہوا ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا وہ اپنی ذات، صفات اور عظمت میں منفرد، یکتا، تنہا اور اکیلا ہے۔

اسی طرح حقیقی اور سچی بات یہی ہے کہ جو جلال، کمال اور محبت اس نام میں ہے وہ کسی دوسرے نام میں نہیں ہے اور رب العالمین کے علاوہ کسی دوسرے کو ''اللہ'' کہنا یا ''اللہ'' سمجھنا بلاشبہ بہت بڑا کفر ہے اور اسی طرح ''اللہ'' کے نام کا تقدس اس بات کا

تقاضا کرتا ہے کہ صرف ''اللہ اللہ'' کا ذکر نہ کیا جائے اور نہ ہی ''اللہ ہو اللہ ہو'' کا ورد پڑھا جائے بلکہ جب بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا ہو تو ''سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر'' کے ساتھ کرنا چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صرف لفظ اللہ کا ذکر کرنا کہیں بھی ثابت نہیں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تو ''لا حول ولا قوۃ الا باللہ، ماشاء اللہ'' یا ''ان شاء اللہ'' کے ساتھ ہی کرتے تھے اسی طرح ہمارے بعض مسلمان حضرات نے لائٹیں بند کر کے یا اپنی گردن کو جھٹکے دے کر صرف ''اللہ اللہ'' کا یا ''اللہ ہو اللہ ہو'' کا ذکر شروع کر رکھا ہے۔ اس کا قرآن وحدیث میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت میں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عمل میں کہیں کوئی ثبوت نہیں ہے۔

البتہ کسی کے جواب میں صرف لفظ ''اللہ'' کے ساتھ جواب دینا درست ہے جیسا کہ ایک کافر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ میری تلوار کے وار سے آپ کو کون بچائے گا

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: **اللہ**

یاد رہے! اس نام کی عزت وعظمت، ہیبت اور محبت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ جہاں اللہ کا نام لیا جائے وہاں ہم اس نام کا حیا کرتے ہوئے پورے ادب واحترام کے ساتھ بیٹھیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے تذکرے کو پوری عاجزی اور حد درجہ خاموشی کے ساتھ سنیں، ایسے لوگ جو اللہ تعالیٰ کے تذکرے پر بھی آداب کا لحاظ نہیں کرتے، بلاشبہ ایسے لوگ کائنات کے محروم ترین لوگوں میں سے ہیں۔

2 اَلْاَحَدُ اکیلا، یکتا، تنہا

اللہ تعالیٰ کا یہ اہم صفاتی نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ سورت اخلاص میں بہت شاندار اور زوردار انداز میں حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ'' ہر ایک کہہ دے اور ہر ایک کو کہہ دے کہ اصلی اور پکی بات یہی ہے کہ اللہ ''اکیلا'' ہے ۔آگے ساری سورت اسی احد کی تفسیر ہے۔

اسی طرح یہ نام حدیث شریف میں بھی آتا ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ کلمات پڑھ کر دعا کرتا ہے، اللہ قبول کر لیتے ہیں:

اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ [1]

یہ نام اللہ تعالیٰ کی ذات کے منفرد ہونے کو بیان کرتا ہے کہ وہ اکیلا ہے دو، تین یا زیادہ نہیں ہیں۔

موجودہ دنیا کے تمام ادیان اور مذاہب کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے متعلق جو عقیدہ اسلام پیش کرتا ہے وہ سب سے زیادہ مضبوط اور نفیس ہے اور وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تمام رشتوں سے پاک ہے، وہ کسی کی اولاد ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے، کوئی نہ تھا وہ اکیلا تب بھی تھا اور کوئی نہیں ہوگا وہ تب بھی ہوگا، وہ یکتا، تنہا اور بے مثال ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں تھا، نہ ہے اور نہ ہوگا، صرف وہی احد ہے، اللہ کے سوا دنیا کی کوئی چیز اپنا وجود قائم رکھنے میں ''احد'' نہیں ہے بلکہ غیر کی محتاج ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے اور اکیلا بھی اُسی طرح ہے جو اس کی شانِ اَحدیت کے لائق ہے۔

---

[1] جامع الترمذی: 3475

مسلمان اللہ تعالیٰ کے اس بنیادی نام کو جاننے اور پہچاننے کے بعد کسی رنگ میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات میں شرک نہیں کرتے ہیں۔ کوئی مسلمان بھی یہ نہیں کہتا کہ اللہ دو، تین، یا زیادہ ہیں اور یہ پاکیزہ عقیدہ اہل اسلام کے لئے بہت بڑی کامیابی اور سعادت ہے۔

اس صفاتی نام ''احد'' سے جہاں اللہ کی ذات کے منکر دہری لوگوں کا رد ہوتا ہے وہاں موجودہ مسیحی مذہب کا بھی رد ہوتا ہے جو کہتے ہیں کہ باپ خدا، بیٹا خدا، روح القدس خدا اور تینوں مل کر ایک خدا۔ یہودی مذہب کا بھی رد ہوتا ہے جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور مکہ کے مشرکین کی گمراہی بھی واضح ہوتی ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور اسی طرح مجوسیوں اور ہندوؤں کی بھی تردید ہو جاتی ہے جو دو خداؤں اور کئی دیوی دیوتاؤں کے قائل ہیں اور ان سب کا یہ کہنا بہت بڑا شرک، ظلم اور جرم ہے۔

عقلی اور روحانی طور پر بھی اللہ کو ''اکیلا'' مان کر نہایت تسلی، اطمینان اور سکون حاصل ہوتا ہے کہ مجھے زیادہ خداؤں کو خوش نہیں رکھنا، بلکہ میرا اللہ اکیلا ہے اور مجھے یکسو ہو کر پوری دل جمعی سے اسی کی خوشنودی حاصل کرنی ہے مجھے کوئی خدشہ نہیں ہے کہ کہیں ایک خدا کو راضی کرتے ہوئے دوسرا ناراض نہ ہو جائے یا دوسرے کو راضی کرتے ہوئے پہلا یا تیسرا ناراض نہ ہو جائے۔

اب یہ سب مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو شریک نہیں کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی صفات میں بھی کسی کو شریک نہ کریں کیونکہ وہ ذات کی طرح اپنی صفات اور اپنے تمام کمالات میں بھی اکیلا ہے۔

تمام آسمانی کتابوں کی بنیادی تعلیم اور انبیاء ورسل کی اصل دعوت بھی یہی تھی کہ صرف اکیلے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت اور پوجا میں بھی کسی کو اس کا شریک نہ بنایا جائے۔ کسی صورت بھی اللہ کے علاوہ کسی کو احد نہ کہیں، کیونکہ حقیقی ''احدیت'' صرف اسی کی شان ہے۔ البتہ کسی دوسرے کو واحد کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے یہاں سے گنتی کی ابتدا ہوتی ہے۔

3 اَلْأَعْلٰى اونچا، بلند و بالا، برتر

اللہ تعالیٰ کا پاکیزہ نام "اَلْأَعْلٰى" قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے بلکہ ایک سورت کا نام بھی "سورت الاعلیٰ" ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: {سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى}[1] اپنے بلند تر رب کے نام کی پاکی بیان کرو، اور دوسری جگہ اپنے مخلص بندوں کی سخاوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کا خرچ {إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلٰى}[2] اپنے بلند تر پروردگار کی خوشنودی تلاش کرنے کے لئے ہوتا ہے۔

الاعلیٰ یہ اسمِ تفضیل کا صیغہ ہے جس کا معنی سب سے زیادہ اونچا، بلند و بالا اور برتر ہے، جیسا کہ قرآن شریف میں آتا ہے:

وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلٰى فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ[3]

زمین و آسمانوں میں بلند تر شان صرف اسی کی ہے اور وہی ہمیشہ غلبے والا خوب حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ جہاں اپنی ذات، صفات اور اختیارات میں اعلیٰ ہے وہاں اس کے نام، فیصلے اور کام بھی اعلیٰ ہیں اس کی ذات اور اس کی تمام صفات ہر قسم کی پستی، کمی، نقص اور عیب سے اعلیٰ ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سجدوں میں اللہ کے اس پاکیزہ نام کو بار بار پڑھتے تھے بلکہ کئی مرتبہ تو اپنے سجدے کو قیام کے برابر لمبا کرتے تھے اور اس میں بار بار تکرار کے ساتھ "سبحان ربی الاعلیٰ" ہی پڑھتے رہتے تھے جس کا مطلب یہ ہے کہ "میرا بلند تر پروردگار ہر قسم کی پستی سے پاک ہے" آج ہمیں بھی اپنے سجدوں میں اپنے رب

---

[1] الاعلیٰ:1 [2] اللیل:20
[3] الروم: 27

کے سامنے جھک کر نہایت عاجزی کے ساتھ سمجھ کر اِس نام کا ورد کرنا چاہئے ایک سجدے میں کم از کم تین مرتبہ اور زیادہ سے زیادہ آپ جتنی بھی تعداد میں یہ تسبیح پڑھ سکتے ہیں بلکہ پڑھا کریں۔

اسی طرح غزوہ احد کے موقعہ پر جب کافروں نے اپنے بتوں کے نعرے لگوائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ "ان کو جواب کیوں نہیں دیتے ؟" صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کہا "اے اللہ کے رسول ہم کیا جواب دیں؟" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کہو "اللّٰہُ أَعْلٰی وأَجَلُّ . اللہ ہی بلند تر اور بزرگی وشان والا ہے۔"

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ساری زندگی اپنے سجدوں میں اور جہاد کے میدانوں اسی اعلیٰ کے نام کو بلند رکھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس نام سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شان کے ساتھ ساتھ اس کی صفت "عُلُوّ" بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس کی ذات عرش پر ہے یعنی وہ ہر چیز سے بلند اور ہر چیز کے اوپر ہے۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکریاں چرانے والی عورت سے پوچھا تھا کہ "اللہ کہاں ہے؟" تو اس نے کہا آسمان پر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "بلاشبہ یہ ایمان والی عورت ہے۔"

اس حدیث شریف سے اور قرآن وحدیث کے دیگر درجنوں دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ نبوی دربار سے ایمان کی گواہی پانے والوں کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات ہر جگہ نہیں بلکہ وہ عرش پر ہے اور اس کا علم اور قدرت ہر جگہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ نام سے بندے کے دل میں اس کی عظمت ومحبت اور بڑھ جاتی ہے جب وہ اس بات پر غور کرتا ہے کہ میرا خالق ومالک ہر قسم کی پستی سے پاک، اعلیٰ وبالا اور بلند تر ہے، بندے کا جی چاہتا ہے کہ وہ اس اعلیٰ ہستی کے سامنے اخلاص کے ساتھ جھک جائے، بچھ جائے اور اس کی بلندی وپاکی کا خوب ذکر کرے۔

اگر یہ پاکیزہ نام ایک مسلمان کے دل ودماغ پر چھا جائے تو اس کی تنہائی کبھی ناپاک نہیں ہوسکتی کیونکہ جب وہ اعلیٰ اور بلند تر ذات کی نگرانی میں ہے تو پھر کسی صورت بھی بدکاری نہیں کرے گا بلکہ اس اعلی وبلند تر ہستی کا حیا اس کو ایک پاکباز انسان بنا دے گا۔

4 اَلْاَکْرَمُ بہت زیادہ کرم والا

اللہ تعالٰی کے صفاتی ناموں میں ایک نام ''اَلْاَکْرَمُ'' بھی ہے جس کا معنی ہے ''سب سے زیادہ کرم کرنے والا، بڑا ہی کریم۔''

''اَلْاَکْرَمُ'' کا لفظ عربی میں ''عزت، عنایت، مہربانی اور بخشش واحسان'' کے معنی میں آتا ہے جس سے اس نام کا مفہوم یہ سمجھ آتا ہے کہ ہمارا رب بہت زیادہ عزت والا، عنایت والا، مہربانی والا اور اپنوں کے ساتھ بخشش ورحمت کا معاملہ کرنے والا ہے، جس طرح رب اپنے نیک بندوں کے درجات بلند کرتا ہے اور گنہگاروں کو ڈھیل دیتا ہے اور آخر تک ان کی توبہ کو پسند کرتا ہے اُس جیسے فضل وکرم کی کہیں کوئی مثال نہیں ملتی، ایسا انتہا کا کرم صرف رب ہی کرتا ہے کوئی اور نہیں کرتا۔

یہ نام بندے کو اپنے رب کے بہت زیادہ قریب کر دیتا ہے کیونکہ جب بندے کو علم ہوگا کہ میرا رب انتہا درجے کا کرم کرنے والا ہے وہ کبھی کسی دوسری چوکھٹ پر نہیں جائے گا، اسی لئے اس سوہنے نام کا تعارف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلی وحی میں ہی کرا دیا گیا تھا۔

اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ [1]

پڑھو اور آپ کا رب بہت زیادہ کرم والا ہے۔

یعنی اللہ تعالٰی نے وحی کو نازل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کی امت پر بہت زیادہ کرم کر دیا ہے اور زمین پر رب کا سب سے زیادہ کرم یہ وحی کا علم ہے اور ہمیں اسی

[1] العلق 3

سے وابستہ رہنا چاہیے صرف یہی صراط مستقیم ہے۔

سورت فجر میں جہاں اللہ تعالیٰ کے ''اکرم'' ہونے کا ذکر ہے وہاں سورت حج میں اس حقیقت کو بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ جسے رب ذلیل کر دے اس پر کوئی کرم نہیں کر سکتا، اس لئے رب کی نافرمانی میں کبھی عزت نہیں مل سکتی۔

اسی طرح ہر جنازے کی دعا میں بھی آپ ﷺ کہا کرتے تھے (''وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ'' اے اللہ اس کی مہمانی عزت والی کر دے)[1] اور اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اس مبارک نام سے بہت محبت کرتے تھے اور دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کو اس نام سے پکارا کرتے تھے بلکہ حج وعمرہ کے دوران خصوصاً صفا مروہ کی سعی میں بھی پڑھا کرتے تھے

رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ، وتَجَاوَزْ عمَّا تَعْلَمُ؛ إِنَّكَ أَنْتَ الْأَعَزُّ الْأَكْرَمُ [2]

اے پروردگار! ہر وہ گناہ جو تیرے علم میں ہے اس سے درگزر کر کے بخشش اور رحم عطا کر بلاشبہ صرف تو ہی بہت زیادہ عزت والا، بہت زیادہ کرم کرنے والا ہے۔

ایک روایت میں ''رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ إِنَّكَ أَنتَ الأَعِزُّ الأَكْرَمُ'' کے الفاظ بھی موجود ہیں۔

اس نام کو سمجھ کر اس نام سے رب کو پکارنے والا جہاں کبھی مایوس نہیں ہو سکتا، وہاں اس نام کی پہچان رکھنے والا اللہ کریم کے بندوں کے ساتھ بھی مہربانی اور شفقت سے پیش آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سکون دینے والے نام کی صحیح معرفت اور محبت نصیب کر دے۔ آمین

[1] الصحیح لمسلم:2232

[2] مصنف ابن ابی شیبه15807، حجة النبي 120

5 اَلْاِلٰہُ عبادت واطاعت اور بادشاہی کے لائق

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ایک بنیادی نام ''اَلْاِلٰہُ '' بھی ہے جو'' معبود، حقیقی بادشاہ اور مُطاع (جس کی اطاعت کی جائے)'' کے معنی میں آتا ہے۔قرآن و حدیث کی دعوت کا بنیادی نکتہ اور اہم ہدف بھی یہی ہے کہ کائنات میں ایک ہی ہستی ہے جو'' اِلٰہ'' ہے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ذاتِ بابرکات ہے، اللہ اکیلا ہی'' اِلٰہ'' ہے اور کوئی'' اِلٰہ''نہیں،اس کے علاوہ سب اس کے فقیر ہیں۔

وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ [1]

اور تمہارا اِلٰہ ایک ہی اِلٰہ ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں بہت زیادہ رحم کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اور اسی طرح فرمایا:

وَهُوَ الَّذِىْ فِى السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِى الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ [2]

اور وہی ہے جو آسمان میں بھی الٰہ ہے اور زمین میں بھی اِلٰہ ہے، اور وہی حکمت والا جاننے والا ہے۔

لغوی اعتبار سے'' اِلٰہ'' کے مفہوم میں کئی معانی شامل ہیں،گھبرا کر کسی کی پناہ میں آنا، حیران ہونا، مشکلات کا دور کرنا، بلند مرتبہ ہونا اور نگاہوں سے پوشیدہ ہونا۔

لُطف کی بات یہ ہے کہ تمام لغوی حقائق ذات'' اِلٰہ'' اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں بندے اس کی پناہ میں آتے ہیں، اس کے تصور سے حیرت زدہ ہوتے ہیں، مشکلات

---

1 البقرة 163 2 زخرف 84

میں مدد کے لئے اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور عبادت و ریاضت کے ساتھ اس کی بندگی و غلامی کا حق ادا کرتے رہتے ہیں۔

آج سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اس صفت کو اچھی طرح جاننے کی کوشش کریں، کلمہ شریف میں بھی اسی کا ذکر ہے، گویا کہ یہ پہلے دن سے سمجھنے والی بات ہے اور اگر یہ ایک صفاتی نام صحیح طرح سمجھ آجائے تو زمین سے شرک جیسا گندہ گناہ بھی ختم ہو جائے۔

سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی اور رسول نے اپنی قوم کو یہی دعوت دی کہ تمہارا ''اِلٰہ'' صرف اللہ ہے، اس کی عبادت اور بادشاہت میں کسی دوسرے کا قطعاً کوئی حصہ نہیں ہے۔

قرآن پاک کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ پہلی قوموں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ فرشتوں، جنوں، راہبوں اور بزرگوں سے متاثر ہو کر ان کو بھی اپنا ''اِلٰہ'' بنا لیا تھا، مشکل وقت میں ان کو پکارتے تھے، ان کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ، وسیلہ اور سفارشی سمجھتے تھے:

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا (1)

اور انہوں نے اللہ کے سوا اِلٰہ بنا لیے ہیں تاکہ وہ ان کے مددگار ہوں۔

مزید فرمایا

وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنْصَرُوْنَ (2)

اور اللہ کے سوا انہوں نے اور اِلٰہ بنا رکھے ہیں تاکہ وہ ان کی مدد کریں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام ''باطل اِلاہوں'' کا رَد کرتے ہوئے ایک ہی ''اِلٰہ'' کی بات کی تو وہ کہنے لگے:

(1) مریم 81 (2) یسین 74

اَجَعَلَ الْاٰلِـهَةَ اِلٰـهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (1)

کیا اس نے کئی اِلا ہوں کو صرف ایک اِلٰہ بنایا ہے، بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے۔

بلکہ آپ کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے کہنے لگے:

وَيَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِـهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ (2)

اور وہ کہتے تھے کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر دیوانہ کے کہنے سے چھوڑ دیں گے۔

بہر صورت آپ علیہ السلام کی قربانیاں رنگ لائیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوری دنیا کے اکیلے "اِلٰہ"، ربُّ العالمین کی اُلوہیت کا نعرہ بلند کیا مگر افسوس دَر افسوس کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آج پھر صورتِ حال بہت خطرناک ہے لوگوں نے اپنے بزرگوں کو "اِلٰہ" بنا رکھا ہے ان کے نام کی نذر و نیاز اور قربانی بلکہ ان کی قبروں پر طواف اور سجدے تک جاری ہیں درجنوں دربار بُت خانے بن چکے ہیں اور اگر ان کو قرآن والی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم والی دعوت دی جائے کہ یہ حق صرف اکیلے "اِلٰہ" اللہ کا ہے، وہی ہر قسم کی عبادت، دعا اور قربانی کے لائق ہے تو جواب میں وہ نام ہی نہیں بگاڑتے بلکہ گستاخِ اولیاء کہہ کر مرنے مارنے تک آجاتے ہیں۔

انا لله وانا اليه راجعون

اللہ ہم سب کو اُس حقیقی اِلٰہ کی سچی عبادت نصیب کرے۔ آمین

(1) ص: 5 (2) الصافات: 36

6 اَلْاَوَّلُ سب سے پہلے

اللہ تعالیٰ کا ایک اہم صفاتی نام ''الْأَوَّلُ'' بھی ہے اور یہ قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

وہی سب سے پہلے ہے اور سب سے پیچھے ہے اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے اور ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔ (1)

''الْأَوَّلُ'' کا معنی ہے ''پہلا'' اس سے پہلے کچھ نہ تھا، جب کچھ نہ تھا وہ تھا، وہ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر چیز سے پہلے ہے۔ وہ اس وقت بھی تھا جب کسی چیز کا کوئی نام ونشان تک نہ تھا، ازل سے ہے، ہمیشہ سے ہے اس کی کوئی ابتداء نہیں، وہ کیسے تھا؟ جیسے اس کی شان کے لائق تھا۔ وہ بے مثال ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی ''الْأَوَّلُ'' کے معنی ومفہوم کو واضح فرمایا ہے۔ آپ ہر رات ایک دعا پڑھا کرتے تھے اور اس دعا میں فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ (2)

اے اللہ تو ہی پہلا ہے تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا۔

پوری کائنات میں آپ جو ہزاروں مخلوقات دیکھ رہے ہیں، ان سب کو اول سے پیدا کرنے والا وہی ''الْأَوَّلُ'' ہے کہ جس سے پہلے کچھ نہ تھا، بخاری شریف میں آتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض لوگوں نے سوال کیا کہ سب سے پہلے کیا تھا؟ یہ کائنات کا سلسلہ پہلے پہل کیسے شروع ہوا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

---

(1) الحدید: 3 (2) السنن لأبی داود:5051

كانَ اللّٰهُ ولَمْ يَكُنْ شيءٌ قَبْلَهُ، وكانَ عَرْشُهُ علَى المَاءِ، ثُمَّ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ والأرْضَ، وكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شيءٍ (1)

اللہ تھا اور اس سے پہلے کچھ نہ تھا اور اسکا عرش پانی پر تھا پھر اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوحِ محفوظ میں سب کچھ لکھا۔

ایک روایت میں آتا ہے:

إِنَّ اللّٰهَ قدَّرَ مَقاديرَ الْخَلائقِ قَبْلَ أن يَّخْلُقَ السَّمٰواتِ وَالأرضَ بِخَمْسِيْنَ أَلْفَ سَنَةٍ وَكانَ عَرْشُهُ علَى المْاءِ (2)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی تقدیر کو آسمانوں وزمین کے پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اور اس کا عرش پانی پہ تھا۔

ترمذی شریف کی صحیح روایت میں آتا ہے:

أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ (3)

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا۔

ہمارے ہاں بعض لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں مبالغہ کرتے ہوئے مشہور کر رکھا ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا کیا۔ یہ روایت صحیح ثابت نہیں ہے سب محدثین نے غیر ثابت قرار دیا ہے، بہرصورت اللہ تعالیٰ ''الأَوَّلُ'' ہے اور کیسے اول تھا؟ اس کو کس نے بنایا؟ ہم اس طرح کے وساوس اور شبہات میں الجھ کر شیطانی منہ کا لقمہ نہیں بنتے بلکہ اس کائنات کے سب سے سچے دین (اسلام) پر یقین کرتے ہوئے اس سچائی پر ایمان رکھتے ہیں کہ سائنس صرف ٹامک ٹوئیاں مار رہی ہے، ''الأَوَّلُ'' ذات صرف اللہ کی ہے اور اسی نے سب کچھ پیدا کیا ہے۔

(1) صحيح البخارى:3191 (2) الصحيح لمسلم:6748
(3) جامع الترمذى: 2155

7 اَلْآخِرُ سب سے پیچھے

اللہ تعالیٰ کا ایک اہم صفاتی نام ''اَلْآخِرُ'' بھی ہے اور یہ بھی قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [1]

وہی سب سے پہلے ہے اور سب سے پیچھے ہے اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے اور ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

''اَلْآخِرُ'' کا معنی ہے پچھلا، سب سے پیچھے، جب کچھ نہ رہے گا وہ رہے گا، جب کچھ نہ ہوگا وہ ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر چیز کے فنا اور ہلاک ہونے کے بعد بھی رہنے والا ہے، سب ہلاک ہو جائیں گے وہ ہمیشہ رہے گا اس کے لئے کوئی انتہا نہیں ہے، سورۃ الرحمن میں ارشاد ہے:

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ . وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [2]

جو کچھ اس کائنات پر ہے ہلاک ہو جائے گا اور تیرے عزت و بزرگی والے پروردگار کی ذات ہمیشہ رہے گی۔

اگر کوئی چیز باقی رہے گی تو اس کے باقی رکھنے سے باقی رہے گی، ہمیشہ کی زندگی صرف اس کو نصیب ہوگی جسے وہ چاہے گا ورنہ بذات خود اس کے سوا سب کچھ فنا ہے، اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود بھی ''اَلْآخِرُ'' کے معنی و مفہوم کو واضح فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر رات ایک دعا پڑھا کرتے تھے، آپ بھی اس توحید بھری مبارک دعا کو پڑھ کر سویا کریں، رب آپ کی ہر طرف سے حفاظت فرما کر خصوصاً مالی تمام مشکلات ختم کر دیں گے۔

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ، وَرَبَّ الْأَرْضِ، وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، مُنَزِّلَ التَّوْرَاةِ، وَالْإِنْجِيلِ، وَالْقُرْآنِ، أَعُوذُ بِكَ

---

[1] الحديد:3 [2] الرحمن: 26، 27

مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِیْ شَرٍّ، أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَیْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنِّی الدَّيْنَ، وَأَغْنِنِیْ مِنَ الْفَقْرِ (1)

اے اللہ آسمانوں وزمین، عرش عظیم کے، ہمارے اور ہر چیز کے رب، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے تورات انجیل اور قرآن کو اتارنے والے، میں ہر شر والی چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، تو ہی ہر چیز کو اپنی گرفت میں رکھے ہوئے ہے، اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں اور تو ہی آخر ہے اور تیرے بعد کچھ نہیں تو ہی ظاہر ہے تیرے اوپر کچھ نہیں اور تو ہی پوشیدہ ہے تجھ سے زیادہ پوشیدہ کچھ نہیں ہم سے قرض اتار کر ہمیں فقر سے غنی کر دے۔

امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ بھی ''الآخر'' کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''بَاقٍ بَعْدَ زَوَالِ كُلِّ شَيْئٍ'' (ہر چیز کے ختم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہنے والا) (2)

یقین کریں اللہ کا یہ صفاتی نام دل کو بہت تسلی اور سکون دیتا ہے کہ ہمارے خالق و مالک پیارے رب کو کبھی فنا نہیں وہ ہمیشہ ہمیش رہے گا ہر قسم کے زوال اور موت سے پاک ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخالفوں کی باتوں سے افسردہ ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ یہی ارشاد فرماتے تھے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهِ وَكَفَىٰ بِهِ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا (3)

اس زندہ و جاوید ذات پر بھروسہ کرو جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرو اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے خوب باخبر ہے۔

آپ بھی اخلاص اور یقین سے چلتے رہیں آپ کا رب اول بھی ہے آخر بھی ہے وہ آپ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑے گا۔ ان شاءاللہ

---

(1) السنن لأبی داود 5051 (3) الفرقان 58

(2) الاسماء الحسنىٰ لامام ابن قيم الجوزيةؒ، فی بيان اسم الله الآخِر

8 اَلظَّاهِرُ سب سے نمایاں

اللہ تعالیٰ کا ایک اہم صفاتی نام "الظَّاهِرُ" بھی ہے اور یہ بھی قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں

هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ [1]

وہی سب سے پہلے ہے اور سب سے پیچھے ہے اور ظاہر ہے اور چھپا ہوا ہے اور ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کے متعلق دو باتوں کا علم ضروری ہے؛ ایک تو یہ کہ جس شخص کو شیطانی وسوسوں کا سامنا ہو اور اس کو برے خیالات آتے ہوں وہ اس آیت کو سمجھ کر کثرت سے پڑھے اللہ اِس کی برکت سے وہم اور وسوسوں اور برے خیالات والے خطرناک مرض سے نجات عطا فرما دیتے ہیں، اور دوسری یہ کہ رسول اللہ ﷺ رات کو سوتے ہوئے (مسبّحات) پڑھ کر سوتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے ان میں ایک آیت ایسی ہے جو ہزار آیات سے بہتر ہے [2]، کبار اہل علم کی تفسیر کے مطابق وہ سورت حدید کی یہی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی اہم ترین پانچ صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"الظَّاهِرُ" کا ایک معنی بلند بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے بلند ہے اور یہ معنی رسول اللہ ﷺ نے خود کیا ہے آپ ﷺ ہر رات فرمایا کرتے تھے "وَأَنْتَ

[1] الحدید 3 [2] جامع الترمذی 2921

الظَّاهِرُ فَلَيۡسَ فَوۡقَكَ شَیۡءٌ" تو ظاہر ہے تجھ سے بلند تر کوئی چیز نہیں ہے۔

''الظَّاهِرُ'' کا معنی غالب بھی ہے کہ ''اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پورا پورا غلبہ رکھتا ہے کوئی بھی چیز اس کی گرفت اور غلبے سے باہر نہیں ہے'' اور یہ معنی بھی قرآن مجید کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح ''الظَّاهِرُ'' واضح اور نمایاں کے معنی میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے روشن دلائل، اپنی عطا کردہ نعمتوں اور حکمتوں کے ساتھ ظاہر ہے، بندوں پر اپنی نعمتوں اور علوم وفنون کو ایسا ظاہر کرتا ہے کہ کوئی بھی عقل مند انسان کسی صورت بھی اس کی وحدانیت کا انکار نہیں کرسکتا، کائنات کے اَن گِنت شاہکار، اور اس کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے وجود پر اور اس کے ظاہر ہونے پر دلالت کرتے ہیں، اس کائنات میں جو بھی ظہور ہے، موجود ہے اسی کی صفات، اسی کے اَفعال اور اسی کے نور کا ظہور ہے اور وہ ایسا ظاہر ہے کہ آئے دن کائنات میں ظاہر اور کھلے ہوئے اس کی قدرت کے نشانات دیکھ کر ہزاروں لوگ اس کی وحدانیت کا اقرار کر رہے ہیں۔

اور اس الظَّاهِرُ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا بھی اسی لئے ہے

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ [1]

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام مذاہب پر ظاہر کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔

[1] الصف:9

9 اَلْبَاطِنُ پوشیدہ ہونے والا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک نام ”اَلْبَاطِنُ“ بھی ہے جس کا عمومی معنیٰ ”پوشیدہ ہونے والا“ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات (هُوَ الْمُحْتَجِبُ عَنْ أَبْصَارِ الْخَلْقِ لَا يَرَاهُ اَحَدٌ فِي الدُّنْيَا وہ مخلوق کی نگاہوں سے پوشیدہ ہے کوئی بھی اس کو دنیا میں نہیں دیکھ سکتا) اسی طرح اس نام میں یہ معنیٰ بھی شامل ہے کہ (هُوَ الْعَلِيمُ بِبَاطِنِ الْأُمُورِ وہ تمام پوشیدہ معاملات کو خوب جاننے والا ہے) اور اسی طرح بعض نے اس صفاتی نام کا معنیٰ قریب تر بھی کیا ہے (بِأَنَّهُ أَقْرَبُ إِلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ وہ ہر چیز کے قریب ہے اور ہر چیز سے قریب ہے۔)

اللہ تعالیٰ کا یہ نام جہاں سورت حدید کی تین نمبر آیت میں موجود ہے وہاں صحیح حدیث میں بھی آتا ہے، مشہور تابعی سہیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ ہمیں سوتے ہوئے مندرجہ ذیل مسنون دعا پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے۔

اللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ وَرَبَّ الأَرْضِ وَرَبَّ العَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالإِنْجِيلِ وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ، اللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ، وَأَغْنِنَا مِنَ الفَقْرِ [1]

[1] صحیح مسلم 2713

اے آسمانوں وزمین اور عرش عظیم کے رب، ہمارے اور ہر شے کے رب، دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے، تورات انجیل اور قرآن کو اتارنے والے میں چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں تو ہی ان کو پیشانی سے پکڑنے والا ہے، اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہ تھا تو ہی آخر ہے تیرے بعد کچھ نہیں ہے تو ہی ظاہر ہے تیرے سے اوپر کچھ نہیں ہے اور تو ہی باطن ہے تجھ سے زیادہ پوشیدہ بھی کچھ نہیں۔

اس عظیم مبارک دعا میں بھی اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کا ذکر ہے اور ساتھ معنی بھی ہے اور ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مسنون اذکار پڑھنے کا اولاد کو حکم دینا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین وتابعین کا طریقہ تھا اور ہمیں بھی اس طریقے پر آنا ہوگا۔

مزید اس مقدس نام کو جان لینے کے بعد ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے منہ اٹھا کر خود ساختہ اندازے نہیں لگانے چاہئیں، وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ اور ہمارے خیالوں سے بالاتر ہے اور اسی طرح وہ ہمارے تمام بھید اور پوشیدہ حرکتوں کو بھی جانتا ہے اور وہ قریب تر بھی ہے اس لئے ہمیں اپنی ضروریات کو پورا کروانے کے لئے دَر دَر کے دھکے کھانے کی ضرورت نہیں ہے۔

بعض لوگ اس نام سے صحیح عقیدہ اور تربیت لینے کی بجائے گمراہی کا شکار ہو جاتے ہیں اور وہ غیب اور کسی کے پوشیدہ معاملات کو جاننے کے لئے اس نام کے چلّے اور وِرد کرتے رہتے ہیں جو کہ سراسر غیر شرعی طور طریقے ہیں۔

10 اَلْبَارِئُ وجود میں لانے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْبَارِئُ '' بھی ہے جو ''عدم سے وجود بخشنے اور اپنے منصوبے کو نافذ کرنے'' کے معنی میں آتا ہے، یہ نام قرآن میں تین مرتبہ آیا ہے جب بنی اسرائیل سے نافرمانی ہوئی تو اُن کو کہا گیا:

فَتُوْبُوْا اِلٰى بَارِئِكُمْ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ عِنْدَ بَارِئِكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ [1]

پس اپنے عدم سے وجود بخشنے والے کے آگے توبہ کرو پھر اپنے آپ کو قتل کرو، تمہارے لیے تمہارے خالق کے نزدیک یہی بہتر ہے، پھر اس نے تمہاری توبہ قبول کرلی، بے شک وہی بڑا توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم والا ہے۔

اسی طرح اسمائے حسنیٰ کے ذکر میں آیا کہ:

هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِى السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [2]

وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، عدم سے وجود بخشنے والا، شکل دینے والا، اس کے لئے اچھے اچھے نام ہیں، سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں، اور وہی خوب غلبے والا نہایت حکمت والا ہے۔

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کا تعلق تخلیقی

---

[1] سورت البقرة 54 [2] سورت حشر 24

مراحل میں سے اُس مرحلے کے ساتھ ہے، جب چیز کو وجود بخشا جاتا ہے۔اسی لئے اس کا معنی ایجاد کرنے والا یا عدم سے وجود میں لانے والا کیا جاتا ہے۔اہل علم نے بھی ''الْبَارِئُ'' کا معنی کچھ یوں ہی کیا ہے کہ:

البارِئُ الذی بَرأَ الْخَلْقَ فَأَوْجَدَهُمْ بِقُدْرَتِهِ

''الباری'' وہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کر کے اپنی قدرت کے ساتھ وجود بخشا۔

قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا [1]

بلاشبہ انسان پر ضرور ایک ایسا زمانہ بھی آیا ہے کہ اس کا کہیں کچھ بھی ذکر نہ تھا۔

یعنی صدی قبل ہم کچھ نہ تھے اور صدی بعد بھی ہمارا وجود دنیا میں نہیں رہے گا جب اس ''الْبَارِئُ'' نے ہمیں وجود بخش کر سب کچھ بنا دیا، اور بنانے والا صرف وہی ''الْبَارِئُ'' ہے تو پھر ہر قسم کی عبادت اور بندگی کے لائق بھی وہی ہے۔ہمیں اس کا دیا ہوا وجود پا کر اس وجود کو اسی کے آگے ہی جھکانا چاہیے اور ہر خیر بھی اسی سے مانگنی چاہیے اور ہر شر سے اُس کی پناہ میں آنا چاہئے وہی ''الْبَارِئُ'' ہے اور ہر چیز پر مکمل قدرت رکھنے والا ہے۔

[1] الدھر:1

11 اَلْبَرُّ بہت بڑا محسن، بڑا ہی باوفا

دل کو تسلی، اطمینان اور خوشی سے بھر دینے والا ایک بڑا ہی جامع صفاتی نام ''البرّ'' بھی ہے۔

''البرّ'' کا معنی ہے ''بڑا ہی باوفا، بڑا ہی حقیقی محسن، وعدے کا حد درجہ سچا اور بہت زیادہ بڑھ کر نوازنے والا۔'' یہ نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے جب جنت والے اپنے والدین اور اپنی اولادوں سمیت جنت میں جائیں گے اور وہاں وعدے سے بڑھ کر اور سوچ سے بالاتر عظیم نعمتوں سے محظوظ ہو رہے ہونگے تو شکریہ کے طور پر بے ساختہ پکار اٹھیں گے:

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (1)

اور ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر آپس میں پوچھیں گے۔

قَالُوْٓا اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِيْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِيْنَ (2)

کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے گھروں میں ڈرا کرتے تھے

فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَوَقٰىنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ (3)

پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں لو کے عذاب سے بچا لیا۔

اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ (4)

بے شک ہم اس سے پہلے اسے پکارا کرتے تھے، بے شک وہ بڑا ہی باوفا، خوب احسان کرنے والا نہایت رحم والا ہے۔

البرّ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے اہل علم نے لکھا ہے:

(1) (2) (3) (4) الطور: 28.27.26.25

وَهُوَ وَاسِعُ الْإِحْسَانِ، صَادِقُ الْوَعْدِ، عَظِيمُ الْجُودِ لِعِبَادِهِ وَلا يَقْطَعُ الْإِحْسَانَ بِسَبَبِ الْعِصْيَانِ (1)

کھل کر احسان کرنے والا، وعدے کا سچا، بندوں پہ خوب سخاوت کرنے والا اور بندے کی نافرمانی کے باوجود نوازشات کو نہ روکنے والا۔

ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

البَرُّ المحسِنُ الرَّحِيمُ الْكَثِيرُ الرَّحْمَةِ، الذي إذا عُبِدَ أَثَابَ، و إذا سُئِلَ أَجَابَ (2)

خوب احسان اور بہت زیادہ رحمت کرنے والا مہربان، جب اس کی عبادت کی جائے تو نوازے اور جب مانگا جائے تو عطا کرے۔

اہل لغت نے لکھا ہے کہ صدق ووفا اس نام کی اصل روح ہے، بہر صورت اللہ تعالیٰ کے اس نام کو پڑھ کر اور اس کے معانی کو جان کر انسان کا انگ انگ محبتِ الٰہی کی خوشبو سے معطر ہو جاتا ہے کہ جب میرا مولا وداتا، میری ہر مانگ کو پورا کرنے والا، بلکہ ضرورت سے زیادہ مہیا کرتا ہے، نوازنے پہ آتا ہے تو کوئی حد نہیں، بخشنے پہ آتا ہے تو اس کی بخشش کا کوئی کنارہ نہیں، تو پھر میں اس کا در چھوڑ کر کسی اور کے پیچھے کیوں بھاگوں؟ جب میں کچھ نہ تھا اس حقیقی محسن نے مجھے سب کچھ بنا دیا۔ اب میں اس ہی کی تعریف اور اسی کا شکر کیوں نہ ادا کروں؟ یاد رہے! جب اللہ ہم کو ہماری اوقات سے بڑھ کر نوازتے ہیں تو ہمیں بھی اس کے بندوں کو نوازنے میں اور اپنے بیگانوں پر احسان کرنے میں بخل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ''البَرُّ'' بہت زیادہ حسن سلوک کرنے والا، احسان کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے اور پھر خوب نوازتا ہے۔

مگر صد افسوس کہ آج کا انسان تو درکنار بلکہ مسلمان جانوروں اور درندوں کی طرح چھینا جھپٹی کرتا ہے اور بڑے سے بڑے ظلم سے بھی باز نہیں آتا۔

(1) كتب التفاسير العديدة (2) تفسيرُ أبي السعود :8/ 150

12 اَلْبَصِيْرُ سب کچھ خوب دیکھنے والا

اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ''اَلبَصِيْر'' قرآن مجید میں پچاس مرتبہ سے زائد آیا ہے جو انسان کومحتاط اور پاکیزہ زندگی بسر کرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔

''اَلبَصِيْر'' کا معنی ہے''سب کچھ دیکھنے والا، وہ بیک وقت آسمانوں وزمین کی تمام مخلوقات کو دیکھ رہا ہے، اس کا دیکھنا سرسری یا سطحی نہیں ہے بلکہ وہ بندے کی حرکت اوراس کے عمل سے پہلے اس کے دل میں انگڑائی لینے والی نیت کوبھی بڑی گہرائی اور گیرائی سے دیکھتا ہے، اہل علم نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ایسا بےمثال اور باکمال ہے کہ اندھیری، تاریک رات میں کالے پتھر پر چلنے والی سیاہ چیونٹی کی شکل وصورت اور چال ڈھال کوبھی دیکھتا ہے۔حرمین شریفین کے بہت بڑے فقیہ علامہ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو آنکھیں ہیں۔کیسی ہیں؟ جیسے اس کی شان کے لائق ہے کیونکہ

لَيۡسَ كَمِثۡلِهِۦ شَيۡءٞۖ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلۡبَصِيرُ (1)

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہی خوب سننے والاخوب دیکھنے والا ہے۔

ہر چیز اس کی نگاہ کے سامنے ہے

إِنَّهُۥ بِكُلِّ شَيۡءِۭ بَصِيرٌ (2)

بلاشبہ وہ ہر چیز کو خوب دیکھنے والا ہے۔

وہ ہمارے ہر عمل میں ہمارے خلوص اور اخلاص کی سب حقیقتوں کو خوب دیکھتا ہے۔

ٱعۡمَلُواْ مَا شِئۡتُمۡ إِنَّهُۥ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٌ (3)

---

(1) الشورى: 11 (2) الملك: 19
(3) فصلت: 40

جو چاہو کرو، جو کچھ تم کرتے ہو وہ خوب دیکھ رہا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی ایسے عبادت کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، نہیں تو کم از کم وہ تو تمھیں دیکھ رہا ہے''[1] اور اسی طرح ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''زیادہ چیخنے چلانے کی ضرورت نہیں (إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعاً بَصِيراً، بلاشبہ تم خوب سننے والے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو)''[2] ایک مومن بندے کو یہ جان کر کہ میرا مولا مجھے دیکھ رہا ہے، بہت تسلی اور خوشی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح اور موسیٰ علیہما السلام کو بھی یہی کہا تھا کہ ''فکر نہ کرو تم تنہا نہیں ہو میں تمہارا رب سب کچھ دیکھ رہا ہوں اور سب کچھ میری نگاہوں کے سامنے ہے'' اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہی کہہ کر تسلی دی تھی:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ. الَّذِيْ يَرَاكَ حِيْنَ تَقُوْمُ. وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِيْنَ [3]

اور زبردست رحم والے پر بھروسہ کر، جو تجھے قیام کی حالت میں اور سجدوں کی ہر حالت میں خوب دیکھتا ہے۔

قرآنی بیان کے مطابق ایک مومن نے بھی اپنی قوم کو یہی کہا تھا اور آج بھی ہر مومن کہتا ہے:

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ [4]

اور میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس ایک صفاتی نام ''الْبَصِیْرُ'' کا حیا کرنے سے انسان اپنی ساری جوانی اور تنہائی حرام سے پاک کر سکتا ہے کہ میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میری ایک ایک حرکت اس کے سامنے ہے۔

---

[1] صحيح البخاری:50　[2] صحيح البخاری:4205

[3] الشعراء: 217 - 219　[4] الغافر:44

13 اَلتَّوَّابُ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا

زندگی میں بخشش کی اُمید بھر دینے والا یہ صفاتی نام "التوّاب" قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کو پہلے پہل ہی خوشخبری سنادی تھی:

اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ (1)

بلاشبہ وہی توخوب توبہ قبول کرنے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم صفاتی نام بڑے سے بڑے گنہگار کو بھی مایوسی سے نکال کر بخشش ورحمت کی سچی آس دلاتا ہے، بلکہ آپ حیران ہونگے کہ ہمارے "التوّاب" رب کی ہمارے ساتھ محبت اس حد تک ہے کہ اُسے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب بندہ گناہوں کو چھوڑ کر اس کی طرف پلٹتا ہے اور سچی توبہ کرتا ہے، قرآن مجید میں تو یہاں تک فرمادیا:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ (2)

بلاشبہ اللہ تعالیٰ سچی توبہ کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

یعنی سچی توبہ سے صرف مغفرت ہی نہیں ملتی بلکہ اللہ کی محبت اور رحمت بھی حاصل ہوتی ہے اور پھر توبہ کی راہ ہی کامیابی کی راہ ہے تبھی تو اہل ایمان کو حکم دیا:

وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (3)

---

(1) البقرة:37 (2) البقرة:222
(3) النور:31

اے ایمان والو! سب کے سب اللہ کی طرف توبہ کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جنھوں نے کبھی گناہ کا سوچا تک بھی نہیں تھا وہ ایک ایک مجلس میں ستر مرتبہ سے زائد توبہ واستغفار کرتے تھے، دنیا میں کوئی ایسا گناہ نہیں جس کو اللہ سچی توبہ سے معاف نہ کرتے ہوں۔ کچھ بڑے گناہوں کی سچی توبہ قصاص، حدود، کفارات اور ادائیگی حقوق کے ساتھ ہے تبھی تو حد لگ جانے بعد آپ نے فرمایا تھا:

لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ [1]

بلا شبہ اس نے حد لگوا کر ایسی سچی توبہ کی ہے کہ اگر اس توبہ کو ایک گنہگار گروہ پر تقسیم کر دیا جائے تو ان کی بخشش کے لئے بھی کافی ہو جائے۔

اس لئے اعتراف، شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کے عہد کے ساتھ ساتھ کئی گناہوں سے سچی توبہ حاصل کرنے کے لئے قصاص حدود اور کفارات بتائے گئے ہیں، جن کا توبہ میں لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سچی توبہ کر کے "خَيْرُ الْخَطَّائِيْن" بہترین گنہگار کا لقب پانے کی توفیق دے اور "تَوْبَةُ الْكَذَّابِيْنَ" جھوٹوں کی توبہ سے بچائے جو گناہ چھوڑتے نہیں، قصاص، حدود اور کفارات کے لئے خود کو پیش نہیں کرتے اور توبہ کا لفظی رٹہ لگاتے رہتے ہیں۔

[1] الصحيح لمسلم: 1695

14 اَلْجَبَّارُ زور آور، اپنے فیصلے پر غالب

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ [1]

وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ، پاک ذات، سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑی عظمت والا ہے، اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کے اصل معنی ومفہوم کو سمجھنا نہایت ضروری ہے ایک تو اس سے بندہ وہ معنی کرنے سے بچا رہے گا جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہیں ہے اور دوسرا انسان خود کو لگام میں رکھے گا کہ میں ایک قوت وطاقت اور کامل غلبہ رکھنے والی ذات کے کنٹرول میں ہوں، ''اَلْجَبَّارُ'' جب اللہ کے صفاتی نام کے طور پر آئے تو اس کا معنی جبر و اِکراہ اور ظلم والا بالکل نہیں ہے بلکہ اس کا ایک معنی نقصان پورا کرنے والا اور دوسرا معنی اپنے فیصلے پر غالب، اپنا حکم نافذ کرنے والا اور قوت وطاقت سے اصلاح کرنے والا، زور آور، عربی زبان میں جب ٹوٹی ہوئی ہڈی کو دو لکڑیوں کے درمیان رکھ کر جکڑ دیا جاتا ہے تو اس کو جبارہ یا جبیرہ کہتے ہیں اور اس لحاظ سے ''اَلْجَبَّارُ'' کا مطلب ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے کہ اس نے آسمانوں وزمین کے نظام کو اپنی قوت وطاقت سے ایسا جکڑ رکھا ہے کہ کوئی چیز ایک انچ بھی اِدھر اُدھر

[1] الحشر:23

نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت کے نظام کو ایسے اصولوں کے مطابق بنا اور چلا رکھا ہے کہ اس میں ظلم وزیادتی کا تصور تک بھی نہیں ہے بلکہ لمحہ لمحہ، قدم بقدم حکمت و مصلحت ہی کارفرما ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان ہے

وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَآ أَقْوَاتَهَا فِيٓ أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِينَ. ثُمَّ اسْتَوَىٰٓ إِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَآ أَتَيْنَا طَآئِعِينَ. فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَآءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ۚ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ [1]

اوراس نے (زمین میں) اوپر سے پہاڑ رکھے اوراس میں برکت ڈالی اور چار دن میں اس کی غذاؤں کا تخمینہ کیا، (یہ جواب) پوچھنے والوں کے لیے پورا ہے۔ پھر وہ آسمان کی طرف مستوی ہوا اور وہ دھواں تھا پس اس کو اور زمین کو فرمایا کہ خوشی سے آؤ یا جبر سے، دونوں نے کہا ہم خوشی سے آئے ہیں۔ پھر دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور اس نے ہر ایک آسمان میں اس کا کام القا کیا، اور ہم نے پہلے آسمان کو چراغوں سے زینت دی اور اسے محفوظ بنایا، یہ زبردست جاننے والے کا کام ہے۔''

یعنی کل کائنات اس کے حکم کے سامنے جھکی ہوئی ہے، اس کے حکم کے خلاف کوئی پر نہیں مار سکتا۔

اسی طرح عربی زبان میں اُس درخت کو بھی جبار کہتے ہیں جو اِس قدر بلند و بالا ہو کہ اُس کا پھل توڑنا آسان نہ ہو، اِس لحاظ سے ''اَلْجَبَّارُ'' کا مفہوم یہ ہوا کہ ایسی

[1] حم السجدہ:12

ذات جو انسانی دسترس سے بلند و بالا ہو۔

باقی جب یہی نام مخلوق پر بولا جائے تو اس میں ظلم وستم کا مفہوم بھی موجود ہوتا ہے تبھی تو کہا

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ [1]

اور پیغمبروں نے اللہ سے فتح چاہی اور ہر ظلم وزیادتی کرنے والا ضدی نامراد رہ گیا۔

اسی طرح فرمایا

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ [2]

اللہ ہر ایک متکبر ظلم وزیادتی کرنے والے کے دل پر اسی طرح مہر لگا دیتا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر ارشاد فرما رہے تھے:

يَأْخُذُ الْجَبَّارُ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدِهِ ، وَقَبَضَ يَدَهُ فَجَعَلَ يَقْبِضُهَا وَيَبْسُطُهَا ، ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْجَبَّارُ، أَنَا الْمَلِكُ ، أَيْنَ الْجَبَّارُونَ؟ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ؟ [3]

وہ جبار ذات آسمانوں وزمین کو ہاتھ میں پکڑے گی، آپ نے اپنے ہاتھ کو سمیٹا اور آپ اسے کھولتے بند کرتے رہے، پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں ہوں زور آور۔ کہاں ہیں دوسرے زُور آور؟ کہاں ہیں تکبّر کرنے والے؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی ذات بالا صفات کے سامنے جھکنے کی توفیق دے اور ہمیں ہر قسم کی سرکشی اور ظلم سے محفوظ فرمائے آمین

[1] إبراهيم 15 [2] غافر 35

[3] سنن ابن ماجه:4275

15 اَلْحَافِظُ حفاظت کرنے والا

جب پوری کائنات اور سب مخلوقات کو پیدا کرنے والا اور ان کو رزق دینے والا اکیلا اللہ ہے تو پھر بلاشبہ اِن تمام کی حفاظت کرنے والا بھی وہی ہے، وہی ہے جو ہم کو ہر قسم کی تکلیف اور حادثے سے بچا کر ہر بیماری سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔

اسی ذات کا ایک صفاتی نام ''اَلْحَافِظُ'' بھی ہے جس کا معنیٰ ''دیکھ بھال کرنے والا اور حفاظت کرنے والا ہے'' اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے جب کہا کہ بنیامین کو ہمارے ساتھ بھیج دو ہم اس کی دیکھ بھال اور حفاظت کریں گے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا تم کیا حفاظت کرو گے:

فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ [1]

بس اللہ بہترین ہی حفاظت کرنے والا ہے اور وہی رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

یعنی اصل محفوظ تو وہ ہے جس کی حفاظت رب کرے، ہمیں بھی یہی عقیدہ رکھنا چاہیے اور ظاہری اسباب سے اٹھ کر اللہ کی طرف نگاہیں ہوں کہ اصل حفاظت کرنے والا ہمارا محافظ صرف وہی ہے اور یہی وجہ ہے کہ سفر کی دعا، مقیم کی دعا اور مسافر کی دعا پر غور کر لیں ان سب دعاؤں میں ہم یہی کہتے ہیں کہ: اے اللہ ہماری اولاد، ہمارے مال اور جان کا اصل محافظ تو ہی ہے اور ہم اپنا سب کچھ تیرے سپرد کرتے ہیں۔ آپ کو یاد ہوگا جب سیدنا سلیمان علیہ السلام کے دورِ حکومت میں جنات کام کر رہے تھے تو اللہ

[1] یوسف:64

فرماتے ہیں

وَكُنَّا لَهُمْ حَافِظِينَ (1)

اور ہم ہی ان کی حفاظت کرنے والے تھے۔

بلکہ سورۃ طارق میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

إِن كُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ (2)

نہیں کوئی جان مگر اس کے اوپر ایک حفاظت کرنے والا ہے۔

ایک تفسیر کے مطابق وہ حفاظت کرنے والی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور آیۃ الکرسی میں بھی فرمایا کہ زمین و آسمان کی حفاظت اللہ تعالیٰ کو تھکاتی نہیں ہے وہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان ہر چھوٹی بڑی چیز کی حفاظت کرتا ہے اور پھر آخری آسمانی کتاب قرآن شریف کا محافظ بھی وہی ہے:

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (3)

بلاشبہ ہم ہی نے قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

دین دشمنوں نے قرآن کو مٹانے کے لئے ہر دور میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا مگر چودہ صدیوں کی تاریخ گواہ ہے کہ وہ ایک حرف بھی نہیں مٹا سکے اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اٹھایا ہے اور اسی طرح جو شخص اللہ کی حدود کی حفاظت کرے، نماز فجر باجماعت پڑھے اور خاص طور پر آیۃ الکرسی، سورۃ الفلق اور الناس کا ذکر جاری رکھے، اللہ تبارک وتعالی ایسے بندے کی خاص حفاظت کرتے ہیں اور وہ ان کی برکت سے بہت سارے فتنوں، دشمنوں، حاسدوں اور دکھوں سے بچا لیا جاتا ہے۔

❊ ❊ ❊

(1) الانبیاء 82 (2) الطارق 4
(3) الحجر 9

16 اَلْحَسِیْبُ پورا حساب لینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْحَسِیْبُ'' بھی ہے اور یہ نام قرآن مجید میں تین مرتبہ آیا ہے اور اس کا معنیٰ ''پورا حساب لینے والا'' ہے یعنی قیامت والے دن ہر انسان کی اللہ کی بارگاہ میں پیشی ہوگی اور اللہ تعالیٰ ذرّے ذرّے کا حساب لیں گے اگرچہ کئی لوگوں کا محاسبہ اور اُن کی پکڑ دنیا میں ہی شروع ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے برے اعمال کی سزا دنیا میں پانا شروع ہوجاتے ہیں لیکن حساب کا اصل سلسلہ روز قیامت ہی شروع ہوگا اور قرآن کے مطابق لوگوں کے حساب کا وقت قریب ہے اگرچہ وہ دنیا میں کھوئے ہوئے ہیں۔

وہ ''اَلْحَسِیْبُ'' ایسا حساب کرے گا کہ نہ مجرم مکر سکے گا، نہ جرم چھپ سکے گا، نہ گواہ پھر سکیں گے، نہ ظالم سے رعایت ہوگی اور نہ اس پر زیادتی کی جائے گی، اللہ تعالیٰ حساب لینے کے لئے خود کلام کریں گے، دائیں بائیں چھوٹے بڑے سب اعمال اور سامنے آگ ہوگی۔ اگر کسی نے کسی کو ناحق تھپڑ بھی مارا ہوگا وہ قصاص میں تھپڑ کھائے گا، چوری چکاری اور ظلم سے مال ہڑپ کرنے والا اس مال کے بوجھ تلے ہوگا۔

آج ہمیں اس ''اَلْحَسِیْبُ'' کا حیا کرتے ہوئے اپنے معاملات بہت صاف ستھرے رکھنے چاہئیں، وہ دیکھ رہا ہے اس کے نگران فرشتے لکھ رہے ہیں اور وہ

''سریعُ الحساب'' اور''اَسرعُ الحاسبین'' ہے اور اچھی طرح اس کا اعلان سمجھ لو، اور ابھی خود کو حساب کے لئے پیش سمجھو، وہ فرما تا ہے:

إِنَّ إِلَيْنَآ إِيَابَهُمْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ ①

بیشک ہماری طرف ان کا لوٹنا ہے پھر بیشک ہمارے ذمہ ہے ان سے حساب لینا۔

وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ②

اور اگر تم اپنے دل کی بات ظاہر کرو گے یا چھپاؤ گے اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔

وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَ ③

اور قیامت کے دن ہم انصاف کی ترازو قائم کریں گے پھر کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا، اور اگر رائی کے دانہ کے برابر بھی عمل ہوگا تو اسے بھی ہم لے آئیں گے، اور ہم ہی حساب لینے کے لیے کافی ہیں۔

پھر جس کا اعمال نامہ اس کے دائیں ہاتھ میں دیا گیا تو اس سے آسانی کے ساتھ حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے اہل وعیال میں خوش واپس آئے گا۔

اللہ ہم سب کو ان میں شامل کرے۔ آمین

① الغاشية: 25، 26 ② البقرة: 284
③ الانبياء:47

17 اَلْحَفِيْظُ ہمیشہ حفاظت کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ''اَلْحَفِيْظُ'' قرآن مجید میں تین مرتبہ آیا ہے۔ہم تینوں مقام یہاں نقل کر دیتے ہیں جن کو اچھی طرح سمجھ کر اس نام کے مطابق عقیدہ بنانا اور اپنی تربیت کرنا نہایت ضروری ہے۔سیدنا حضرت ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوم کو کہا:

فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَيْكُمْ وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْنَهُ شَيْئًا إِنَّ رَبِّيْ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (1)

پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا دیا،اور میرا رب تمہاری جگہ اور قوم پیدا کر دے گا اور تم اس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے، بے شک میرا رب ہر چیز کی خوب نگرانی کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ نے فرمایا شیطان کسی پر زبردستی نہیں کرتا

وَرَبُّكَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ (2)

اور تیرا رب ہر چیز کی خوب حفاظت کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ کے ساتھ فرشتوں،جنوں،نبیوں اور ولیوں کو پوجنے والوں کے متعلق فرمایا:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ (3)

اور وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا اور کارساز بنا رکھے ہیں اللہ ان کا حال دیکھ رہا

(1) ہود:57 (2) شوریٰ: 6
(3) سبا:21

ہے،اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں ہیں۔

ان بابرکت آیات سے دو طرح کے نظریات کا رد ہوتا ہے ❶ جو فلسفی اور سائنسدان یہ بات کہتے ہیں کہ کائنات کا نظام قوانین کے مطابق از خود چل رہا ہے، ان کا یہ کہنا سو فیصد غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ از خود ہر معاملے کی تدبیر کرتے ہیں اور سب انتظام اس کی نگرانی میں ہو رہے ہیں ہماری زندگی کا ایک ایک لمحہ جو گزر رہا ہے وہ اسی کی نگہبانی اور نگرانی میں گزر رہا ہے اگر اس کی حفاظت نہ ہو تو سارا نظام لمحہ بھر میں تہس نہس ہو جائے۔ ❷ اللہ تعالیٰ کائنات بنا کر الگ تھلگ ہو کر نہیں بیٹھ گیا کہ اس نے اس کا انتظام غوثوں اور قطبوں کے حوالے کر دیا ہے اور وہ اس کے نظام کو چلا رہے ہیں جیسا کہ بعض لوگ کہتے رہتے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ از خود ہر چھوٹی بڑی چیز کی نگرانی، نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہیں، اگر وہ کسی حکمت کے پیش نظر مہلت، ڈھیل دے یا درگزری کرے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ اس کی نگہداشت اور حفاظت سے بے دخل ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

يَسْأَلُه مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ [1]

اس سے مانگتے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے، ہر روز وہ ایک کام میں ہے۔

اس نام کو سمجھ کر جہاں ہم نے من گھڑت عقیدوں سے توبہ کرنی ہے وہاں ساتھ ساتھ یہ بھی تربیت لینی ہے کہ جو حفیظ رب ہر پل ہماری حفاظت کر رہا ہے ہم نے ایک روز اس کی بارگاہ میں پیش ہو کر حساب بھی دینا ہے اور ہماری کامیابی اسی میں ہے کہ ہم اس دن کے آنے سے پہلے پہلے اس کی حدود کی اور اس کے احکامات کی حفاظت کریں اور ان کو پامال کرنے سے بچیں، تاکہ روز قیامت ہمیں شرمندگی کا سامنا نہ ہو۔

[1] الرحمن: 29

18 اَلْحَفِيُّ — بہت مہربان

اللہ تعالیٰ کی رحمت، شفقت اور محبت اس کے غصے اور غضب پر غالب ہے اللہ تعالیٰ کی ذات انتہائی رحیم و شفیق ہے، اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی اور خصوصی شفقت کے مفہوم کو بیان کرنے والا ایک صفاتی نام ''اَلْحَفِيُّ'' بھی ہے۔کئی اہل علم نے اس پیارے نام کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں شامل کیا ہے۔

یہ نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے، جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بت فروش، افسر مزاج والد کو توحید کی دعوت دی تو وہ بگڑ گیا، غضب ناک ہو گیا اور آگے سے سخت جواب دیتے ہوئے کہا اے ابراہیم اگر تو باز نہ آیا تو میں تیری شکل تک نہیں دیکھوں گا اور تجھے پتھر مار مار کر سنگسار کر دوں گا، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے نہایت نرمی کا برتاؤ کرتے ہوئے کہا:

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا [1]

تجھے سلام، اب میں اپنے رب سے تیری بخشش کی دعا کروں گا، بے شک وہ مجھ پر بڑا مہربان ہے۔

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پروردگار کے بارے میں جن جذبات کا اظہار کیا ہے، یہی جذبات اور یہی عقیدہ ہر مسلمان کا ہونا چاہیے کہ میرا رب مجھ پر بڑا ہی

[1] مریم: 47

مہربان اور مجھ پر بڑی ہی کرم نوازی کرنے والا ہے، کئی لوگ حالات کی تنگی کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ سے اداسی اور مایوسی کے جذبات پیدا کر لیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی درست نہیں ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جواب سے کئی ایک باتیں سمجھ آتی ہیں جو آج بھی ہمارے لئے بہترین نمونہ ہیں۔

❶ والد کافر بھی ہو تو اس کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کی ہدایت کے لئے پر امید رہنا چاہیے اور کوشش کرتے رہنا چاہیے۔

❷ اللہ تعالیٰ کا ایک نام اور ایک صفت ''اَلْحَفِیُّ'' بھی ہے یعنی وہ بہت بڑا مہربان، بہت زیادہ شفقت کرنے والا، مکمل علم رکھنے والا اور اپنے خاص بندے کے معاملہ کی پوری خبر اور فکر رکھنے والا ہے، اس لیے بندے کو کسی صورت بھی اس مہربان سے ناامید نہیں ہونا چاہیے وہ کسی صورت بھی اپنے پیارے کو تنہا نہیں چھوڑتا۔

❸ جماعتی اور خاندانی حالات جس قدر بھی مایوس کن کیوں نہ ہوں، ایک سچے داعی کو ہمیشہ خوش اخلاق اور اللہ تعالیٰ سے پر امید رہنا چاہیے کیونکہ کوئی بھی معاملہ اس کی نظر سے اوجھل نہیں ہے۔

❹ توحید اور دین کے معاملہ میں جب آخری فیصلہ کرنے کی نوبت آجائے تو ماں باپ، در اور گھر سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے دین اور اس کی توحید کو سینے سے لگانا چاہیے، اگرچہ اس کے لئے سب کچھ بھی قربان کیوں نہ کرنا پڑے۔

19 اَلْحَقُّ انمٹ ذات جسے کبھی زوال نہ آئے

اللہ تعالیٰ کی ذات صرف فرضی اور خیالی نہیں ہے جسے صرف آنکھیں بند کر کے مان لیا جائے بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ثابت ہے، اَن مِٹ ہے، اٹل ہے، از خود ایسی قائم ہے کہ اسے کبھی زوال نہیں، حقیقت کے معیار پر پورا اترتی ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْحَقُّ'' بھی ہے جس کا مطلب ہے قائم دائم ایسا حقیقی آقا جو علم و بصیرت کی ہر کسوٹی پر کھرا ثابت ہو جس کے سب کام تعمیری ہوں اور تعمیری تقاضے کو پورا کریں۔ قرآن مجید میں یہ نام دس مرتبہ آیا ہے سورت حج میں فرمایا اللہ حق ہے اس کے علاوہ جس کو بھی پکارا جائے وہ باطل ہے:

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ [1]

یہ اس لئے کہ حق اللہ کی ہستی ہے اور جن ہستیوں کو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ باطل ہیں اور یہ کہ بلاشبہ اللہ بلندی اور بڑائی والا ہے۔

جب اللہ کی ذات ہی برحق ہے تو پھر دوسرے معبود سراسر بے حقیقت ہیں، ان کو جن صفات اور اختیارات کا مالک سمجھ لیا گیا ہے ان کی سِرے سے کوئی اصلیت ہے ہی نہیں، لہٰذا دعا اور پکار صرف برحق اللہ کا حق ہے اور یہ حق کسی اور کو دینا شرک ہے، قرآن مجید نے اسی لئے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ تمام عظمتوں اور بڑائیوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے:

---

[1] سورت الحج:62

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ (1)

پس اللہ بہت ہی بلند و بالا ہے جو برحق بادشاہ ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہی عرش عظیم کا رب ہے۔

قرآن وحدیث کی ساری تعلیمات کا نچوڑ یہی ہے کہ حق ذات صرف رب کی ہے اسی سے جڑنا چاہیے اور سارے جہاں کو بھی اسی سے جوڑنا چاہیے باقی اس حق ذات نے انسانی دنیا کی راہ نمائی کے لئے قرآن پاک کو بھی حق سے نازل کیا، اس کے سب نبی بھی برحق ہیں، اس نے اس کائنات کو بھی حق کے ساتھ پیدا کیا، اس کا کوئی کام بھی غیر سنجیدہ اور بے مقصد نہیں ہے بلکہ اس برحق ذات کے سب کام پُرحکمت اور بامقصد ہیں اور یاد رہے! قیامت والے دن اس برحق ذات کے سامنے پیشی بھی برحق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تہجد کے وقت دعا کرتے ہوئے کہا کرتے تھے

اَللّٰھمّ أَنْتَ الْحقُّ ، وَوَعْدُكَ الْحَقُّ ، و لِقاؤُكَ حَقٌّ، وقَولُكَ حَقٌّ، وَالْجنَّةُ حَقٌّ ، وَالنَّارُ حَقٌّ ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ (2)

اے اللہ تو حق ہے تیرا وعدہ، تیری ملاقات اور تیرا فیصلہ بھی برحق ہے، جنت اور جہنم حق ہیں اور اسی طرح سب نبی، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قیامت بھی حق ہیں اللہ تعالیٰ کے اس نام کو جان پہچان لینے کے بعد ہم سب کو دینِ حق دینِ اسلام کے مطابق زندگی گزارنی چاہیے اور صرف اللہ کی برحق ذات کے آگے جھکنا چاہیے۔

(1) المومنون: 116 (2) صحیح البخاری:1620

اَلْمُبِيْنُ

20 ظاہر کرنے والا، کھول کر واضح کر دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام اَلْمُبِيْنُ بھی ہے جس کا معنی ظاہر اور واضح کرنے والا ہے اور یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے احکامات، اپنی تعلیمات اور ہدایت کو اپنے بندوں کے لئے کھول کر بیان کر دیا ہے حق کو باطل سے ایسے الگ کر دیا ہے کہ معمولی حیثیت کا بندہ بھی صراطِ مستقیم پر گامزن ہو سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ (1)

اس دن اللہ انہیں انصاف سے پوری جزا دے گا اور جان لیں گے بے شک اللہ ہی کھول کر حق بیان کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ذات ''اَلْمُبِيْن'' ہے اس نے کتاب بھی مبین اتاری ہے جس میں درجنوں واقعات اور آسان سے آسان انداز کو اختیار کر کے جنت کے راستے کو واضح کیا گیا ہے۔

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً

(1) النور: 25

وَّبُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿1﴾

اور ہم نے تجھ پر ایک ایسی کتاب نازل کی ہے جس میں ہر چیز کو خوب کھول کر بیان کیا گیا ہے اور وہ مسلمانوں کے لیے ہدات اور رحمت اور خوشخبری ہے۔

اسی طرح اس مبین ذات نے آخری رسول بھی مبین بھیجا کہ جس نے عملی طور پر خیر و شر کے سب راستے واضح کر دئے۔

وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْـهِـمْ وَلَعَلَّـهُـمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿2﴾

اور ہم نے تیری طرف قرآن نازل کیا تاکہ لوگوں کے لیے واضح کر دے جو ان کی طرف نازل کیا گیا ہے اور تاکہ وہ سوچ لیں۔

اس وضاحت کے بعد ہم سب پر لازم ہے کہ ہم اس مبین کتاب اور مبین رسول جو کہ اللہ مبین کی طرف سے ہیں ان کی راہ نمائی کو کافی سمجھیں اور واضح شریعت کے آجانے کے بعد بدعات کا دروازہ بند رکھیں اور ہر قسم کی رسومات سے توبہ کر لیں۔

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا

من احصاھا دخل الجنۃ

﴿1﴾ سورت نحل 89 ﴿2﴾ سورت نحل 44

21 اَلْحَكِيْمُ خوب حکمت والا

اگر آپ کے معاملات اللہ تعالیٰ کی راہ نمائی کے مطابق ہیں تو پھر آپ کو کسی بھی موڑ پر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے، پورے اطمینان سے پر امید رہ کر زندگی بسر کریں آپ کے لئے خیر ہی خیر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْحَكِيْمُ" بھی ہے اور یہ نام قرآن شریف میں اکانوے (91) مرتبہ آیا ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ [1]

وہی اپنے بندوں پر پورا غلبہ رکھنے والا ہے اور وہی خوب حکمت والا باخبر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ نام سارے صفاتی ناموں میں سے دنیوی معاملات میں سب سے زیادہ سکون دینے والا ہے اگر آپ اس نام کو سکون بخش نام کہہ لیں تو زیادہ بہتر ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی دانائی کے ساتھ تمام مخلوقات کو ان کی حدود میں رکھتا ہے اور ہر مخلوق کو اس کے صحیح توازن میں رکھ کر بڑی ہی عمدگی سے چلا رہا ہے اس کا ہر فیصلہ سراسر حکمت ہی حکمت ہے اگر کسی معاملے میں کوئی دیر سویر یا تاخیر ہو رہی ہے تو اس میں درجنوں حکمتیں ہیں تنگی، بیماری اور بے اولادی سمیت جتنی بھی بظاہر محرومیاں ہیں ان میں اس کی لاتعداد حکیمانہ تدبیریں پوشیدہ ہیں، قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کے ساتھ علیم اور خبیر کا ذکر بھی آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے

[1] الانعام :18

کہ ہر بندے کا ہر معاملہ اس کے علم میں ہے اور وہ پوری طرح باخبر ہے۔

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ [1]

وہی ذات ہے جو آسمانوں میں عبادت کے لائق ہے اور زمین میں عبادت کے لائق اور وہی خوب حکمت والا نہایت علم والا ہے۔

اگر کسی شخص کے نیک ہونے کے باوجود اس کی طبیعت، مزاج اور مرضی کے خلاف ہو رہا ہے تو اس میں تربیت، روشن مستقبل اور درجات کی بلندی سمیت درجنوں حکمتیں پوشیدہ ہیں کسی بھی سچے وفادار مسلمان کو ذرا سا مزاج کے خلاف معاملہ دیکھ کر اعتراضات کی بوچھاڑ نہیں کرنی چاہیے، بلکہ تکلیف کی گھڑی میں خوش رہ کر اس کی حکمت بھری پالیسیوں کے پیش نظر روشن مستقبل کا انتظار کرنا چاہیے۔ہم نے درجنوں لوگوں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے دس بیس سال بعد اس بات کا اعتراف کیا کہ فلاں فلاں نعمت کے لیٹ ملنے کی حکمت اب ہمیں سمجھ آ رہی ہے۔

یاد رہے! اللہ تعالیٰ کے اس عظیم صفاتی نام کو اچھی طرح سمجھ لینے والا بندہ کسی حالت میں بھی اللہ کے فیصلے پر ناراض نہیں ہوتا بلکہ پر امید رہتا ہے اور وہ شیطان کو اس کی تمام چالوں میں ناکام کر دیتا ہے۔

[1] الزخرف:84

22 اَلْحَلِيْمُ بہت زیادہ برداشت کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے مبارک صفاتی ناموں میں سے ایک نام ''اَلْحَلِیْمُ'' بھی ہے اور یہ عظیم نام قرآن مجید میں گیارہ مرتبہ آیا ہے اور اس کا معنیٰ ''بہت بُردبار اور خوب برداشت کرنے والا'' ہے، قرآن مجید کے دو مقام اس نام کے معنیٰ کو خوب واضح کرتے ہیں، ایک جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم پر تمہیں کفارہ نہیں ڈالتا:

لَّا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ [1]

اللہ تمہیں تمہاری بے مقصد قسموں پر نہیں پکڑتا لیکن تمھیں ان قسموں پر پکڑتا ہے جن کا تمہارے دلوں نے ارادہ کیا ہو، اور اللہ بڑا بخشنے والا بہت بردبار ہے

اور اسی طرح میدان احد میں پیچھے ہٹنے والوں کے متعلق فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ إِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطَانُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ حَلِيمٌ [2]

بے شک وہ لوگ جو تم میں پیٹھ پھیر گئے جس دن دونوں فوجیں ملیں سو شیطان نے ان کے کیے کے سبب سے انہیں بہکا دیا تھا، اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے، بے شک اللہ بخشنے والا خوب برداشت کرنے والا ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کی شانِ حلیمی ہے کہ وہ جہاں اپنے مومن بندوں کی خطاؤں سے چشم پوشی

[1] البقرة: 225 [2] آل عمران :155

کرتا ہے وہاں بڑے بڑے نافرمان، باغی، منکر بدترین مشرک اور گستاخ بندوں کو بھی مہلت اور ڈھیل دیتا رہتا ہے، پورے اختیار اور قدرت کے باوجود درگزری سے کام لیتا ہے اور صرف مہلت ہی نہیں دیتا ساری ساری زندگی ان کو پالتا رہتا ہے اور روزی روٹی سمیت ہزاروں نعمتوں سے نوازتا ہے اور سچ بھی یہی ہے کہ اس وقت سرکشی اور بغاوت کے باوجود بھی جو نظامِ کائنات چل رہا ہے یہ اسی کی شان حلیمی ہے ورنہ اگر کسی سرکشی پر فوری طیش میں آجائے تو ہر چیز لمحہ بھر میں تہس نہس ہوجائے۔ بندوں میں سے بھی انہی کو پسند کرتا ہے جو بات بات پر بھڑک اٹھنے کی بجائے برداشت سے کام لیتے ہیں بلکہ سیدنا ابراہیم کو اسماعیل علیہما السلام کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ (1)

پس ہم نے اس کو خوب برداشت کرنے والے لڑکے کی خوشخبری دی۔

اس آیت سے ہمارے بچوں کو بھی سبق لینا چاہیے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نوعمری میں کس قدر مضبوط اعصاب کے مالک تھے کہ جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو غصے میں نہیں آئے، معمولی سی بھی بدتمیزی نہیں کی بلکہ اپنے آپ کو ذبح ہونے کے لئے پیش کردیا، آج بھی جن بچوں میں کچھ شرم ہوتی ہے وہ باپ کی بڑی بڑی خدمات اور وفاؤں کے آگے جھک جاتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشکل میں ایک وظیفہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اسی نام کا ذکر کیا کرتے تھے؛

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (2)

آپ بھی اس وظیفے کو پڑھا کریں اور چھوٹی چھوٹی تنقیدوں سے بھڑک اٹھنے کی بجائے برداشت سے کام لیا کریں۔ اسی میں سکون اور کامیابی ہے اور حلیم مزاج لوگ ہی اللہ کو پسند ہیں۔

---

(1) الصافات: 101 (2) صحيح البخاري:3883

23 اَلْحَمِیْدُ بے حد خوبیوں والا، تعریف والا

ساری دنیا کے درختوں کے قلم بنا کر ہم سمندروں کی سیاہی سے ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی تعریف وتوصیف لکھتے رہیں تو پھر بھی ہم اس کی حمد وثنا کا حق ادا نہیں کر سکتے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پروردگار میں کمال و جمال کی ہر صفت پائی جاتی ہے، کوئی خیر اور خوبی ایسی نہیں ہے ہمارا پروردگار جس کا مالک نہ ہو، اس لئے اس کی شان اور عطا کو دیکھ کر اول وآخر یہی صدا بلند ہوتی ہے اور خصوصاً ایک مسلمان پر یہی اثر مرتب ہوتا ہے کہ حمد وثنا اور شکر وتعریف کا حقیقی حقدار صرف اور صرف اللہ ہے اور ہم عملی طور پر سن بھی رہے ہیں کہ آئے دن ہر جگہ الحمدللہ کا ترانہ عام اور بلند ہو رہا ہے۔

اس لئے بھی ہے کہ کائنات کے خالق و مالک کا ایک صفاتی نام ''اَلْحَمِیْدُ'' بھی ہے جس کا معنی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ بے حد خوبیوں والا، بہت زیادہ تعریف والا اور جامع کمالات والا ہے۔ یہ نام قرآن مجید میں سترہ مقامات پر آیا ہے ایک جگہ پر اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ میری راہ میں پاکیزہ اور عمدہ چیز دیا کرو مجھے تمہاری گھٹیا اور داغی چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ [1]

اور خوب جان لو بلاشبہ اللہ غنی اور بے حد تعریفوں والا ہے۔

یعنی اللہ کی ذات بے حد خوبیوں اور تعریفوں والی ہے اس لئے خیرات کرتے

[1] البقرہ: 267

ہوئے بھی اخلاص اور معیار کا خاص خیال رکھا کرو۔ پھر اسی طرح پوری انسانیت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ [1]

اے لوگو! تم ہی اللہ کی طرف محتاج ہو، اور اللہ غنی بے حد تعریف والا ہے۔

یعنی نبی، ولی سارے اس کے فقیر ہیں وہ اکیلا دستگیر ہے قرآن وحدیث سے بھی واضح ہوتا ہے کہ سیدنا آدم سے لے کر خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک سارے نبی اسی کی حمد کرتے رہے اور ہر حال میں الحمد للہ کا نغمہ پکارتے رہے اور یہی اولیاء اللہ کی پہچان رہی کہ وہ اپنی تعریفیں نہیں کرواتے تھے بلکہ ہر وقت اسی حمید کی حمد سے اپنی زبان تر رکھتے تھے، آج ہمیں بھی اپنی تعریفوں کے چنگل سے باہر نکل کر اللہ کی تعریف و توصیف کرنی چاہیے کیونکہ اگر ہم میں کوئی کمال ہے بھی، تو وہ اسی کی عطا ہے۔ درود شریف پڑھتے ہوئے بھی ہمیں اس صفاتی نام پر توجہ رکھنی چاہیے کیونکہ درود ابراہیمی میں یہ نام دو مرتبہ آتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى محمد وَعَلٰى آلِ محمد كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ علٰى محمّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحمّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ.

[1] الفاطر:15

24 اَلْحَیُّ ہمیشہ زندہ رہنے والا، زندگی دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم صفاتی نام ''اَلْحَیُّ '' بھی ہے اور اس کا معنی ہے ''از خود زندہ اور سب کو زندگی دینے والا'' یہ نام قرآن شریف میں پانچ مقام پر آیا ہے۔ تین مقام آگے ''القیوم'' میں تحریر کریں گے اور جہاں دو جگہوں پر اس اکیلے صفاتی نام کا ذکر ہے اس کو یہاں پڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَمُوْتُ وَسَبِّحْ بِحَمْدِهٖ وَكَفٰى بِهٖ بِذُنُوْبِ عِبَادِهٖ خَبِيْرًا ①

اور آپ اس زندہ ذات پر بھروسہ رکھیں جسے کبھی موت نہیں آئے گی اور اس کی تسبیح اور حمد کرتے رہیں، اور وہ اپنے بندوں کے گناہوں سے کافی خبردار ہے۔

یعنی ہر قسم کا بھروسہ، اچھا گمان، یقین اور اعتماد صرف اس ہستی پر ہونا چاہیے جس پر کبھی زوال نہیں آئے گا اور وہ ہستی اللہ تعالیٰ کی ہے اور اسی طرح فرمایا:

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَـهُ الدِّيْنَ اَلْحَـمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ②

وہی ہمیشہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس اسی کو پکارو خالص اسی کی بندگی کرتے ہوئے، سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔

اس آیت میں واضح کر دیا گیا ہے کہ دعا صرف اللہ سے کرنی ہے وہ ہمیشہ سے زندہ

① الفرقان: 58 ② غافر: 65

ہے، سب کی سنتا ہے اور سب کو عطا کرتا ہے، اس آیت کا ترجمہ جان لینے کے بعد بھی کسی فوت شدہ قبر والے بزرگ کو پکارنا اور اس کی عبادت کرنا کسی صورت جائز نہیں ہے۔ اور یاد رہے! اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ سے زندہ وجاوید ذات ہے اور یہ اس کی صفت سب سے پہلے ہے اور بنیادی ہے بلکہ باقی تمام صفات کا انحصار اسی صفت پر ہے، وہ ہمیشہ سے ہمیشہ تک زندہ ہے وہ کسی کی بخشی ہوئی زندگی سے زندہ نہیں ہے بلکہ وہ اپنی حیات سے آپ زندہ ہے، زندہ رہے گا، باقی جس جس کو اس نے زندگی بخشی ہے ان سب کی زندگی کو فنا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [1]

جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دعا کیا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْ تُضِلَّنِيْ، أَنْتَ الْحَيُّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوْتُوْنَ [2]

”اے اللہ! میں تیرا فرمانبردار ہوں اور تجھ پہ ایمان لایا ہوں، تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور تیری مدد سے (جنگ) لڑتا ہوں اے اللہ! میں تیری عزت کی پناہ میں آتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں یہ کہ تو مجھے گمراہ کر دے، تو ہی ایسا زندہ وجاوید ہے جس کو کبھی موت نہیں آئے گی، جن وانس سب مر جائیں گے۔“

اس عظیم الشان دعا کو یاد کریں اور اس کے مطابق عقیدہ وتربیت رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایمان وعافیت والی زندگی عطا کرے۔ آمین

---

[1] الرحمٰن:27 [2] الصحیح لمسلم :2717

25 اَلْقَيُّوْمُ خوب قائم رہنے والا، رکھنے والا

اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں میں سے ایک بنیادی نام ''اَلْقَيُّوْمُ'' بھی ہے جس کا معنیٰ ''قائم رہنے والا، قائم رکھنے والا'' ہے یعنی ہر شئے اس کے قابو میں ہے اور اسی کے حکم سے قائم ہے، وہی سب کو تھامے اور سنبھالے ہوئے ہے، وہ اپنے قائم رہنے اور تمام مخلوقات کو قائم رکھنے میں کسی دوسرے کے سہارے کا محتاج نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم نام قرآن میں تین مرتبہ آیا ہے، آیت الکرسی اور سورت آل عمران کی آیت نمبر 2 میں اور اسی طرح سورت طٰہٰ کی آیت نمبر 111 میں

وَعَنَتِ الْوُجُوْهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّوْمِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا [1]

اور سب چہرے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے کے سامنے جھک گئے اور ظلم اٹھانے والا نامراد ہو گیا

اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی قیوم ہے کہ اسے خود قائم رہنے میں اور پوری کائنات کے نظام کو قائم رکھنے میں کسی سہارے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اسی کے قائم رکھنے سے پوری کائنات کا نظام قائم ہے، بغیر ستونوں کے اتنا بڑا آسمان صرف اسی کے قائم رکھنے سے قائم ہے پھر اسی آسمان میں زمین سے 109 گنا بڑا سورج بھی اسی نے قائم کیا ہے، تمام ستاروں، سیاروں اور تاروں کو وہی سنبھالے ہوئے ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے:

أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الطَّيْرِ فَوْقَهُمْ صٰٓفّٰتٍ وَيَقْبِضْنَ مَا يُمْسِكُهُنَّ إِلَّا الرَّحْمٰنُ إِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيْرٌ [2]

[1] طٰہٰ:111 [2] الملک:19

اور کیا انہوں نے اپنے اوپر پرندوں کو پر کھولتے اور سکیڑتے ہوئے نہیں دیکھا،
جنہیں رحمان کے سوا کوئی نہیں تھام رہا، بے شک وہ ہر چیز کو دیکھ رہا ہے۔

غرض کہ جہاں جہاں جو جو چیز کھڑی ہے وہی اکیلا ہے جس نے اسے قائم رکھا ہے اس کے سوا سب بے بس ہیں اور بے بسی کی حالت یہ ہے کہ وہ خود کو بھی اس کے سہارے کے بغیر قائم نہیں رکھ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد کے وقت کی دعاؤں میں بھی یہی کہتے تھے

وَلَكَ الحَمْدُ أَنتَ قَيُّومُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ [1]

(اے اللہ) تعریف تو تیری ہے تو ہی آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے کے نظام کو سنبھالے ہوئے ہے۔

اسی طرح کئی ایک مسنون دعاؤں میں بھی ''یا حی یا قیوم'' کا ذکر ملتا ہے، بعض کبار اہل علم نے تو اس کو اسم اعظم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ ''یا حی یا قیوم'' ہر درد کی دوا ہے اور اس کو اپنے روشن مستقبل کے لئے بہت زیادہ پڑھتے رہنا چاہیے۔

اس نام کی اہمیت اور فضیلت جان لینے کے بعد ہم سب کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ وہ ہستیاں ہمارا سہارا کیسے بن سکتی ہیں جو خود قائم نہ رہ سکیں؟ بلکہ ان کو بے جان ہو کر قبروں میں جانا پڑا، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بعض کتابوں میں یہاں تک لکھ دیا گیا ہے کہ بغیر قطب کے کائنات کا نظام قائم نہیں رہ سکتا۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ

یاد رکھو! وہی قیوم ہر چیز کو تھامے ہوئے ہے اور وہی سب کا سہارا ہے اس نام کو سمجھ جانے والا کبھی کسی نبی، ولی اور علی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرا سکتا۔

[1] سنن النسائی:1620

26 اَلْخَبِيْرُ نہایت خبر رکھنے والا

اللہ تعالیٰ کے بعض صفاتی نام ایسے ہیں کہ ان میں سے کسی ایک پر لمحہ بھر کے لئے غور کرلیا جائے تو انسان کا ظاہر و باطن ہر قسم کے گناہ کی آلودگی سے پاک ہوجاتا ہے۔ ان ناموں میں سے ایک نام ''اَلْخَبِيْرُ'' بھی ہے ''انتہائی باخبر، خوب خبر رکھنے والا، نہایت باخبر ہستی۔''

قرآن مجید کے تیس پاروں میں یہ نام 45 مرتبہ آیا ہے اور اس کو بار بار ذکر کرنے کا یہی مقصد ہے کہ بندہ بیدار رہے کہ اس کا خالق و مالک اس کو بنانے کے بعد اس کی حرکات و سکنات اور اس کے افعال سے غافل نہیں ہے بلکہ وہ عمل سے پہلے اس کے دماغ میں آنے والی سوچ سے بھی باخبر ہے، جن لوگوں کو ہمیشہ اپنے اللہ کے خبیر ہونے کا احساس رہتا ہے۔ وہ معمولی سے معمولی گناہ سے بھی باآسانی اپنے دامن کو بچالیتے ہیں، قرآن مجید کے ایک مقام پر اللہ تعالیٰ اپنی ذیشان صفات کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قَوْلُهُ الْحَقُّ وَلَهُ الْمُلْكُ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ⑴

اس کی بات سچی ہے، اور اسی کی بادشاہی ہوگی جس دن صور میں پھونکا جائے گا، چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے، اور وہی خوب حکمت والا نہایت باخبر ہے۔

اسی طرح فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِيْرٌ بَصِيْرٌ ⑵

⑴ الانعام: 73 ⑵ فاطر: 31

بے شک اللہ اپنے بندوں کی انتہائی خبر رکھنے والا خوب دیکھنے والا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ صرف انسان ہی نہیں بلکہ ہر مخلوق کے متعلق جانتے ہیں کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے اور اس کی کیا ضروریات ہیں، وہ اپنی بنائی ہوئی کائنات سے بے خبر نہیں ہے، بلکہ اس کو اس کائنات کے ذرّے ذرّے کی حالت کا بھی پوری طرح علم ہے اور فرمایا:

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [1]

بھلا وہ نہیں جانتا جس نے سب کو پیدا کیا وہ بڑا باریک بین نہایت باخبر ہے۔

آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جس نے ہمارے وجود کا ریشہ ریشہ بنایا اور جو دل اسی کے حکم سے دھڑک رہا ہو اور اس کو خبر نہ ہو؟؟؟ اس صفاتی نام کو جان لینے کے بعد ایک سچے مسلمان کو جہاں گناہوں کے ارتکاب سے بچ جانا چاہیے، وہاں اس کو اپنے اندر مزید اخلاص پیدا کر لینا چاہیے کیونکہ وہ اس بات سے بھی اچھی طرح باخبر ہے کہ کون سا کام کس موقعہ پر کس جذبے سے کیا گیا تھا، بظاہر ایک ہی صف میں سب کھڑے ہوتے ہیں، مگر نیت کی صحت اور عمل کی سچائی کے مطابق کس کو کیا اجر اور درجہ دینا ہے وہ ان لطافتوں سے اچھی طرح باخبر ہے، کسی کو ایک اجر بھی نہیں ملتا اور کوئی سات سو گنا تک اجر و ثواب حاصل کر لیتا ہے۔

ایک موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہو فرمایا تھا:

لَتُخْبِرِينِي، أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [2]

تم مجھے بتا دو ورنہ نہایت باریک بین انتہائی باخبر مجھے خبر دے دے گا۔

یاد رہے! اس کو خوب خبر ہے کہ اس کا بندہ کہاں کس حال میں ہے، بس اخلاص سے اسے پکارتے رہو

[1] ملک: 14 [2] الصحیح لمسلم: 974

27 اَلْخَالِقُ پیدا کرنے والا

اس کائنات میں کوئی بھی چیز نہ خود وجود میں آئی ہے اور نہ ہی اتفاقی طور پر پیدا ہوئی ہے بلکہ دونوں جہانوں کو اور ان میں بے شمار مخلوقات کو پیدا کرنے والا اللہ وحدہ لاشریک ہے۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوْهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (1)

یہی اللہ تمہارا رب ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے۔

یہ صفاتی نام قرآن مجید میں آٹھ مرتبہ آیا ہے جو بعض سائنسدانوں اور عقل پرست فلسفیوں کی راہ نمائی کرتا ہے کہ انسان، حیوان، جنات، فرشتوں، نباتات، جمادات سمیت کائنات کے ذرّے ذرّے کا پیدا کرنے والا حقیقی خالق اللہ ہے اور وہ ایسی ایسی چیزیں پیدا کرتا رہے گا کہ جن کا تمہیں تصور بھی نہیں ہے۔

وَیَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ (2)

اور وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے اور کرے گا جن کو تم نہیں جانتے ہو۔

اور جو اللہ کو چھوڑ کر غیروں کو سجدے کرتے ہیں اور ان کو مشکل کشا سمجھتے ہیں، ان کو شرک کی لعنت سے بچانے کے لئے فرمایا:

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّهُمْ

(1) الانعام: 102 (2) نحل: 8

يُخۡلَقُوۡنَ ﴿1﴾

اور جنہیں وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔

اور ایک جگہ فرمایا:

اِنَّ الَّـذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ لَنۡ يَّخۡلُقُوۡا ذُبَابًا وَّلَوِ اجۡتَمَعُوۡا لَـهٗ ﴿2﴾

بے شک تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ ایک مکھی بھی ہرگز نہیں بنا سکتے، اگرچہ وہ سب اس کے لیے جمع ہو جائیں۔

ربّ تعالیٰ کے ساتھ غیروں کو پکارنے والوں پر عقیدے کو واضح کرتے ہوئے مزید فرمایا:

أَمۡ جَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَيۡهِمۡ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَىۡءٍ وَّهُوَ الۡوَاحِدُ الۡقَهَّارُ ﴿3﴾

کیا جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے کہ پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہوگئی ہے، کہہ دیجیے! ہر چیز کو پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے۔

یعنی اگر اللہ کے علاوہ کوئی اور خالق بھی ہوتا اور دونوں کی مخلوق آپس میں مل جاتی تو یہ شبہ بھی ہوسکتا تھا کہ خالق کوئی اور بھی ہے لیکن ایسا ہرگز نہیں ہے، اس لئے اسی اکیلے خالق کا حق ہے کہ اس کی عبادت کی جائے اور اس کی عبادت میں کسی جن، فرشتے، پیر، فقیر اور نبی ولی کو شریک نہ کیا جائے۔

﴿1﴾ النحل :20 ﴿2﴾ الحج:74
﴿3﴾ الرعد:16

28 اَلْخَلَّاقُ بہت پیدا کرنے والا

خالق کا معنی ’’پیدا کرنے والا‘‘ ہے اور یہ اسی سے زیادتی اور کثرت کا معنی دینے کے لئے مبالغہ کا وزن ہے، بہت زیادہ مخلوقات کو پیدا کرنے والا، کمال درجے کا پیدا کرنے والا، دوبارہ پیدا کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے اور خصوصاً اس صفاتی نام کا ذکر وہاں ہے جہاں قیامت والے دن دوبارہ پیدا کیے جانے کا ذکر ہے، ایک جگہ فرمایا یہ دنیا کھیل تماشہ یا صرف شغل میلہ نہیں ہے بلکہ بہت جلد جزا وسزا کا دن بھی آنے والا ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَـهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيْـمُ [1]

اور ہم نے آسمانوں اور زمین اور ان کی درمیانی چیزوں کو بغیر حکمت کے پیدا نہیں کیا، اور قیامت ضرور آنے والی ہے، پر تو ان سے خوش خلقی کے ساتھ کنارہ کر۔ بے شک تیرا رب وہی بہت پیدا کرنے والا خوب جاننے والا ہے۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا تم دوبارہ پیدا کئے جانے پر شک نہ کرو:

---

[1] الحجر: 85-86

اَوَلَیۡسَ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یَّخۡلُقَ مِثۡلَہُمۡ بَلٰی وَہُوَ الۡخَلّٰقُ الۡعَلِیۡمُ ⑴

کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو بنا دیا اس پر قادر نہیں کہ ان جیسے اور بنائے، کیوں نہیں وہ بہت کمال درجے کا پیدا کرنے والا خوب علم والا ہے۔

خلّاق کا معنی ہے" بے شمار مخلوقات پیدا کرنے والا اور کمال درجے سے پیدا کرنے والا" آپ اس صفاتی نام کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی مخلوقات پر غور کریں گے تو حیران ہو جائیں گے کہ کہیں اس نے چیونٹی جیسی معمولی چیز پیدا کی اور کہیں ہاتھی اور وہیل مچھلی جیسی بڑی بڑی مخلوقات کو پیدا فرمایا، جس طرح لطافت سے وہ ماں کے پیٹ میں بچے کی پرورش کرتا ہے یہ صرف اسی کی شانِ خالقیت ہے اور پھر جنوں اور فرشتوں کے علاوہ اربوں کھربوں انسانوں کو پیدا کرنا اس کے لئے ایسے ہی ہے جیسے کسی ایک انسان کو پیدا کرنا ہے۔

مَا خَلۡقُکُمۡ وَلَا بَعۡثُکُمۡ اِلَّا کَنَفۡسٍ وَّاحِدَۃٍ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیۡعٌۢ بَصِیۡرٌ ⑵

تم سب کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد زندہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا بے شک اللہ خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے

افسوس! لوگ ایسے خلّاق رب کو چھوڑ کر دَر دَر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔

⑴ یسین:81 ⑵ لقمان :28

29 اَلرَّءُوْفُ حد درجہ نرمی کرنا والا، کمال مہربان

جہاں کوئی انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شمار نہیں کر سکتا وہاں کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی بے پناہ محبتوں کا بھی اندازہ نہیں لگا سکتا اس کی کمال شفقت، محبت اور انتہائی پیار بیان سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ کی حد درجہ مہربانی اور کمال نرمی کو بیان کرنے والا ایک صفاتی نام ''الرَءُوْف'' بھی ہے جس کا معنیٰ ''حد درجہ نرمی کرنا والا، کمال مہربان'' ہے، یہ عظیم صفاتی نام قرآن مجید میں دس مرتبہ آیا ہے اور جہاں بھی آیا ہے وہاں بہت زیادہ درگزری، معافی، مہربانی اور حد درجہ کی خیر خواہی کو ہی بیان کرتا ہے جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ عَلٰی عَبْدِهٖۤ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ [1]

وہی ہے جو اپنے بندے پر کھلی کھلی آیتیں نازل کر رہا ہے تاکہ تمہیں اندھیروں میں سے نکال کر روشنی میں لائے، اور بے شک اللہ تمہارے ساتھ بہت پیار کرنے والا، ہمیشہ رحم والا ہے۔

اسی طرح جنگ تبوک کے تذکرے میں فرمایا:

لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِیْنَ

[1] الحدید 9

اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ [1]

اللہ نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نظر کرم فرمائی اور مہاجرین اور انصار کے حال پر بھی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں نبی کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے بعض کے دل پھر جانے کے قریب تھے پھر اپنی رحمت سے ان پر توجہ فرمائی، بے شک وہ ان کے ساتھ بہت نرمی کرنے والا حد درجہ مہربان ہے۔

جب اللہ تعالیٰ ہم پر حد درجہ مہربان ہے تو پھر ہمیں بھی اس کا در چھوڑ کر کسی اور کی چوکھٹ پر نہیں جانا چاہیے چونکہ اس جیسا پیار کرنے والا اور اس جیسی نرمی کرنے والا کوئی اور نہیں ہے، وہی ہے جو زندگی بھر ہمیشہ نوازتا رہتا ہے اور جتاتا تک بھی نہیں، پھر اسی طرح جب وہ اس قدر عظیم ہونے کے باوجود کمال شفقت کرنے والا ہے تو ہم کو بھی اس کے بندوں کے لئے آسانی اور نرمی کرنی چاہئے کیونکہ وہ ایسے رحم وکرم کرنے والوں کو ہی پسند کرتا ہے، قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق بھی بیان آیا ہے کہ آپ اہل ایمان کے ساتھ تو خاص طور سے رؤف ہیں یعنی ان سے بہت پیار اور نرمی کرنے والے ہیں۔

اللہ ہم سب کو بھی کمال شفقت اور نرمی کرنے والا بنا دے۔ آمین ثم آمین

[1] التوبة: 117

30 اَلرَّحۡمٰنُ اَلرَّحِيۡمُ 31

بڑا مہربان ہمیشہ رحم کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا نام ''الرحمٰن'' ستاون (57) اور ''الرحیم'' ایک سو تئیس (123) مرتبہ قرآن مجید میں آیا ہے یہ دونوں نام اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور دائمی صفت ''رحمت'' کو بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ محبت، شفقت، نرمی اور لطف وکرم کرنے والی حد درجہ مہربان ہستی ہے، عربی زبان میں رحمت کی وسعت، اس کی پائیداری اور ہمیشگی کو بیان کرنے کے لئے یہ دونوں نام بے مثال ہیں، ''الرحمٰن'' میں کثرت پائی جاتی ہے بہت ہی زیادہ رحمت کرنے والا اور ''الرحیم'' میں دوام پایا جاتا ہے تسلسل سے ہمیشہ رحمت کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت دو طرح سے ہے۔ **عام رحمت:** جو تمام مخلوقات پر ہوتی ہے اس کائنات میں ہر کوئی اس کی عنایات سے فائدہ اٹھا رہا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کا انکار کرنے والے بھی ساری زندگی اس کی رحمتوں سے فیض پاتے رہتے ہیں۔

خاص رحمت: جو صرف اہل ایمان پر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار بندوں کو خصوصی انعامات اور اعزازات کے ساتھ نوازتے ہیں، ان کے زندگی بھر کے گناہ لمحہ بھر میں نیکیوں میں تبدیل کر دیتے ہیں، نیک اعمال کی وجہ سے ان کو دنیا میں روحانی قرار اور ایمانی مٹھاس نصیب ہوتی ہے اور آخرت میں جنت جیسی عظیم اور خاص رحمت بھی ان کو عطا کر دی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ایسے رحمٰن ورحیم ہیں کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے اور وہ ہر طرف چھائی ہوئی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی سو ''رحمتیں'' ہیں ان میں سے ایک رحمت کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رکھا ہے جس کی وجہ سے تم تمام مخلوقات میں لطف وکرم اور پیار ومحبت کے نظارے دیکھتے ہو باقی ننانوے

رحمتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے قیامت والے دن کے لئے رکھی ہیں۔" (1)

(سبحان اللہ)

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اور کئی بار اپنی کتاب میں اپنا تعارف بھی انہیں دوناموں سے کروایا ہے کہ وہ تمام جہانوں کا رب ہونے کے باوجود بڑا مہربان اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

کوئی بھی مسلمان جب سورت رحمٰن کا مطالعہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے مظاہر اور کمالات دیکھ کر باغ باغ ہوجاتا ہے کہ کس طرح اس نے انسان کو پیدا فرما کر اس کی پیدائش سے پہلے ہی کائنات کو اپنی نعمتوں کے خزانوں کے ساتھ بھر دیا ہے اور اپنے نیک بندوں کو جنت جیسی عظیم نعمت عطا فرما کر اپنی سب رحمتوں کو ان پر نچھاور کر دیا۔

دنیا میں بے شمار رحمتوں کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی ایک سب سے بڑی رحمت ہدایت بھی ہے کہ اُس رحمٰن ورحیم نے ہماری راہ نمائی کے لئے اور ہمیں جنت تک پہنچانے کے لئے جہاں آسمانی کتابوں کو نازل کیا وہاں نبیوں اور رسولوں کی کثیر تعداد کو بھی مبعوث فرمایا، اس رحمت کی آخری کڑی ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

ایک سچے مسلمان کو اپنے "الرحمٰن والرحیم" رب کی رحمت سے کبھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس کی رحمت سے مایوسی کفر ہے، نیز دونوں نام تو مسلمان کے دل کو اللہ کی محبت اور عبادت کے جذبے کے ساتھ بھر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی یہی پسند فرماتے ہیں کہ میرا بندہ بھی نرمی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہو، جو شخص جس قدر زیادہ رحم کرنے والا ہوتا ہے وہ اتنی جلدی سے اللہ کی رحمتوں کا حقدار بن جاتا ہے کیونکہ سنگ دل بے رحم اور ظالم شخص سے اللہ تعالیٰ سخت نفرت کرتے ہیں، لوگوں کے ساتھ احسان کرکے اور استغفار کرتے ہوئے اللہ کی رحمتوں کو سمیٹتے رہیں۔ رحمٰن وہی ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو رحمٰن کہنا جائز نہیں ہے۔

(1) جامع الترمذی:3541

32 اَلرَّزَّاقُ بہت زیادہ رِزق دینے والا

ایک جامع نام ہے جو مال اولاد سمیت کائنات کی ہر اُس نعمت کو شامل ہے جس سے بندہ فائدہ اٹھاتا ہے ہمارے ہاں عام طور پر مالی اور غذائی نعمتوں پر رِزق کا لفظ بولا جاتا ہے۔قرآن وحدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رزق صرف اللہ دیتا ہے اس کے سوا رزق کا کوئی داتا نہیں ہے، ہمارے ہاں لوگوں نے اللہ کے بعض نیک بندوں کو بھی داتا کہا اور سمجھا ہوا ہے۔ یہ سنگین ترین گناہ شرک میں سے ہے۔جبکہ حقیقت میں عرش وفرش کا داتا، رزّاق اور روزی پہنچانے والا صرف اور صرف اکیلا اللہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ [1]

بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے۔

اللہ کے علاوہ جن انبیا اور اولیا کو رزق کے لئے پکارا جاتا ہے، وہ سرے سے رزق کے مالک ہی نہیں ہیں اسی لئے اللہ نے فرمایا:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ [2]

اور اللہ کے سوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو آسمانوں اور زمین سے انہیں رزق پہنچانے میں کچھ بھی اختیار نہیں رکھتے اور نہ رکھ سکتے ہیں۔

بلکہ ایک جگہ تو اللہ نے حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ غیروں سے رزق کی امیدیں ختم کر کے اکیلے اللہ سے رزق مانگو اور اسی سے رزق تلاش کرو:

[1] ذاریات:58 [2] نحل: 73

اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ (1)

جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو وہ تمہاری روزی کے مالک نہیں سو تم اللہ ہی سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو، اسی کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔

پھر اسی طرح اگر اللہ رزق کے ذرائع بند کردے تو کہیں سے کوئی رزق مہیا نہیں کر سکتا:

اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ يَرْزُقُكُمْ اِنْ اَمْسَكَ رِزْقَهٗ بَلْ لَّجُّوْا فِيْ عُتُوٍّ وَّنُفُوْرٍ (2)

بھلا وہ کون ہے جو تم کو روزی دے گا؟ اگر وہ اپنی روزی بند کر لے، کچھ نہیں بلکہ وہ سرکشی اور نفرت میں اڑے ہوئے ہیں۔

بے شمار مخلوقات کو بے پناہ رزق دینے والا صرف اللہ ہے، چرند پرند، انسان حیوان اور سمندر کی بے شمار مخلوقات رب کے دیئے ہوئے رزق سے ہی کھاتی ہیں، جو روزانہ موتی کھاتے ہیں انکو موتی دیتا ہے، جو روزانہ بوٹی کھاتے ہیں ان کو بوٹی دیتا ہے اور جو ہر روز روٹی کھاتے ہیں ان کو روٹی دیتا ہے اور خصوصاً انسانوں کے لئے سڑا، بدبودار، کڑوا کسیلا یا زہریلا نہیں بلکہ خوش ذائقہ، پاکیزہ رزق کا اہتمام کرتا ہے سبزیاں ترکاریاں، غلے، رنگا رنگ کے پھل، دودھ، شہد اور مرچ مسالوں کی کئی اقسام اور رزق کے بے حساب خزانے ہر روز زمین کی سینہ پھاڑ کر باہر نکل آتے ہیں۔ یہ صرف اور صرف اکیلے "رَزّاق" کی کاریگری ہے اور وہی "خیر الرازقین" ہے۔

---

(1) عنکبوت: 17 (2) ملک: 21

33 الرَّقِيْبُ انتہائی نگرانی کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں ایک نام ''الرَّقِيْبُ'' بھی ہے اور یہ نام قرآن مجید میں تین مرتبہ آیا ہے جس کا معنیٰ ''انتہائی نگرانی کرنے والا'' ہے یعنی کائنات میں کسی مخلوق کی کوئی نقل وحرکت اللہ تعالیٰ سے اوجھل نہیں ہے۔ وہ براہِ راست تمام مخلوقات کی تمام حرکات وسکنات اور خیالات تک کو جانتا ہے۔ خطبہ حاجت میں خصوصاً نکاح کے موقعہ پر جو سورت نساء کی آیت پڑھی جاتی ہے۔ اس کے آخر میں یہی ہے؛

إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا [1]

بلاشبہ اللہ تم پر پورا نگران ہے۔

اسی طرح قیامت والے دن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنی پوجا کرنے والوں سے براءت کا اظہار کرتے ہوئے کہیں گے:

مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلَّا مَا أَمَرْتَنِي بِهِ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ وَكُنتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنتَ أَنتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنتَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ [2]

میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا کہ اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے، اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب

---

[1] النساء:1 [2] المائدۃ: 117

تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا پھر تو ہی ان کا پورا نگران تھا اور تو ہی ہر چیز پر گواہ ہے۔

یہ صفاتی نام ہماری عبادت میں حسن پیدا کرتے ہوئے ہمیں ہر طرح کے گناہ سے با آسانی بچا لیتا ہے کیونکہ جب مسلمان کا یہ یقین ہو کہ میں نگہبان اور پوری نگرانی کرنے والے رب کے ماتحت ہوں تو وہ کسی صورت بھی اس کی رضا کے خلاف کام نہیں کر سکتا، آج بند کمروں میں اور لاک لگا کر خود کو محفوظ سمجھنے والے شاید یہ بھول چکے ہیں کہ ہمارا رب رقیب بھی ہے وہ ہمارے اندر کھاتے کے سب چکروں اور ہماری ہر طرح کی ہیرا پھیری کو خوب جانتا ہے۔

یقین کریں اس نام پر یقین ہو تو زندگی میں انقلاب آ جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا؛ ''تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو گویا کہ تم اس کو دیکھ رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو کم از کم وہ تمھیں دیکھ رہا ہے'' [1] اللہ اکبر اور صحیح مراقبہ جو صوفیانہ مشقوں سے پاک ہے وہ یہی ہے کہ مومن ہر وقت اس احساس میں رہے کہ وہ ''الرقیب'' رب کی خاص نگرانی میں ہے اور اس نے کسی صورت اس کی بغاوت اور نافرمانی نہیں کرنی۔

[1] صحیح البخاری: 50

34 السَّلَامُ سراسر سلامتی، سلامتی دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''السَّلَامُ '' بھی ہے جس کا معنیٰ ''خوب سلامتی والا اور خوب سلامتی دینے والا'' ہے، یہ پاکیزہ نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے۔

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ [1]

اللہ وہی ذات ہے جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں وہ بادشاہ، نہایت پاکیزہ، سلامتی والا، امن دینے والا، خوب نگرانی کرنے والا، ہمیشہ سے غالب، قوت وطاقت والا، بڑائی والا۔

اس عظیم نام کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر آفت، عیب، نقص اور کمزوری سے سالم ہے، اس کی ذات پر کبھی کوئی زوال نہیں آ سکتا اور وہی اپنے بندوں کو ہر قسم کے خطرے اور خوف سے نکال کر اطمینان، سکون اور کامل سلامتی عطا کرتا ہے، وہی ہے جس نے اِسلام کے ذریعے ''سُبُلَ السَّلام'' سلامتی کے راستے ہمارے لئے واضح کئے ہیں اور ہمیں اپنے نبیوں اور کتابوں کے ذریعے ''دارُالسَّلام'' یعنی جنت کی دعوت دی ہے۔

بحیثیت مسلمان سلامتی کی زندگی پانے کے لئے ہمیں صرف اسی ''السَّلام '' کو

[1] الحشر:23

پکارنا چاہیے اور اس کے پسندیدہ دین، دین اسلام کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہیے، اس "السلام" ذات نے جہاں سراسر سلامتی والی "لیلۃ القدر" ہمیں دی ہے، وہاں ہمیں آپس میں "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کو عام کرنے کا حکم بھی جاری کیا ہے، ہمارے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر فرض نماز کا سلام پھیرنے کے بعد اس صفاتی نام مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے:

اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ [1]

اے اللہ تو ہی سلامتی دینے والا ہے اور سلامتی صرف تجھ ہی سے ملتی ہے تو بہت برکت والا ہے اے بزرگی وعزت والے۔

بعض ضعیف روایات میں "وإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلام وادْخِلْنَا دارَ السَّلام..." کا اضافہ بھی ہے جس کا پڑھنا درست نہیں ہے۔

یہاں پر ایک قابل غور بات ہے کہ جب سلامتی اللہ ہی کی طرف سے ہے اور اسی کا نام "السلام" بھی ہے تو پھر ہم آفات سے بچنے کے لئے اور سلامتی پانے کے لئے دَردَر کے دھکے کیوں کھاتے ہیں؟ اور ہمیں دہشت گردی کا طعنہ دینے والوں کو سوچ لینا چاہیے کہ ہمارا تو دین ہی اِسلام ہے اور اتارنے والا از خود "السلام" ہے اور ہمیں ہر جگہ سلام کو ہی عام کرنے کا حکم دیا گیا ہے لہٰذا اسلام اور مسلمان سراپا سلامتی ہیں۔

[1] سنن ابی داوُد: 1512، اصله في البخاري ومسلم

35 السَّمِيْعُ خوب سننے والا

اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ''السَّمِیْعُ'' قرآن مجید میں پینتالیس مرتبہ آیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صفت ''سماعت'' کو بیان کرتا ہے، ''السَّمِیْعُ'' کے معنی میں بہت وسعت ہے جس کا مطلب ہے ''ہر آواز سننے والا، خوب سننے والا اور ہمیشہ سننے والا۔''

اللہ تعالیٰ کا سننا دو طرح سے ہے:

- ہر مخلوق کی ہر آواز سنتا ہے، کائنات میں ہونے والی جنبش، آہٹ اور آواز اس سے اوجھل نہیں ہے۔
- اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا بھی ہے اور قبول بھی کرتا ہے۔

قرآن مجید میں بار بار اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حقیقت کا اعتراف کرتے نظر آئے ہیں کہ ''ہمارا پروردگار دعاؤں کو خوب سننے والا، قبول کرنے والا ہے'' آپ بھی پورے یقین اور خلوص سے اپنے پروردگار کو دعائیں سناتے رہیئے، وہ سب خیر کی، خلوص بھری دعاؤں کو خوبصورت انداز میں قبول کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو بھی سننے والی نعمت سے نوازا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا سننا ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے اور ہر اعتبار سے بے مثال ہے۔

1 دور اور قریب کا کوئی فرق نہیں ہے:

ہم تھوڑے فاصلے پر ہوں تو کچھ نہیں سن سکتے جبکہ اللہ تعالیٰ اندھیری رات میں،

زیرِ زمین چٹان پر چلنے والی چیونٹی کی آواز بھی سنتا ہے اور جنگلات میں جس درخت سے جو بھی پتہ گرتا ہے اس کے گرنے کی آہٹ بھی اس کو سنائی دیتی ہے اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کی شانِ سماعت ہے۔

ایک دفعہ ایک صحابی نے محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ فاصلے سے سلام کیا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سن سکے اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ماں خولہ اپنے خاوند کا مسئلہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو اس قدر چپکے سے باتیں کر رہی تھیں کہ مجھے قریب بیٹھے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا مگر رب العالمین نے آسمانوں سے بھی اوپر اپنے عرش پہ اسی وقت سن کر قبول بھی کر لیا اور اس کے مسئلے کا حل قرآن میں بیان کر دیا۔ آج کل بعض مولویوں نے عقیدہ گھڑ لیا ہے کہ ہمارے بزرگ قبروں میں پڑے، دور سے سن بھی لیتے ہیں اور عطا بھی کر دیتے ہیں حالانکہ اس پر قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نہیں ہے اور اس نظریے نے لاکھوں سادہ مسلمانوں کو بدترین شرک کی طرف دھکیل دیا ہے۔

❷ تمام مخلوقات کی آوازیں اور زبانیں سنتا ہے:

ان کو سمجھنے میں کسی قسم کی کسی مشکل کا کوئی شائبہ تک بھی نہیں ہے اور یہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کی شانِ سماعت ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر ایک بندہ پنجابی میں مانگ رہا تھا تو ایک توحید پرست بندے نے کہا: ''اے اللہ کے بندے! سید صاحب پنجابی نہیں جانتے، عربی میں مانگو'' اس آدمی کو یہ بات سمجھ آ گئی اور وہ دعا چھوڑ کر چلا گیا۔

3 تمام جن، انسان، فرشتے اور حیوانات بیک وقت بھی بولیں:

تو ان کی باتوں اور آوازوں کو سننے، سمجھنے اور قبول کرنے میں کسی قسم کا کوئی اشتباہ پیدا نہیں ہوتا۔ تمام کا ایک وقت میں ہزاروں لہجوں، زبانوں اور آوازوں میں بولنا، اس کے لئے بالکل ایک آواز کی طرح ہی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ آسان ہے۔

جب ایک مسلمان اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام ''السَّمِيْعُ'' کی پہچان حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے دل میں توحید کی عظمت پیدا ہو جاتی ہے وہ اپنے سب دکھڑے صرف اپنے اکیلئے اللہ کو سنانے والا بن جاتا ہے کیونکہ صرف وہی ہر ایک کی ہر جگہ سے ڈائریکٹ سنتا ہے۔

آجکل بعض بے سمجھ لوگ کتنے ظلم کی بات کہتے ہیں کہ ''فلاں بزرگ ڈائریکٹ سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ڈائریکٹ نہیں سنتے''، یعنی جس پاک ہستی کو اونگھ تک نہیں آتی اور جو شہ رگ سے زیادہ قریب ہے وہ ڈائریکٹ نہیں سنتا اور جس کی قبر بن گئی اور وہ میلوں دور ہے وہ ہر کسی کی ہر وقت ڈائریکٹ سنتا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

معاشرے میں جن کی تربیت اس صفاتی نام کی روشنی میں ہو چکی ہے وہ دن رات اللہ کو وہی کچھ سناتے ہیں جو اسے پسند ہے، ہمہ وقت ذکر، تلاوت، تسبیحات، تکبیرات اور خیر کی باتوں میں مصروف رہتے ہیں، اور جو مسلمان زبان کا آوارہ استعمال کرتے ہوئے فضولیات، گالیاں بکتے ہیں دوسروں کی چغل خوری اور کردار کشی کرتے رہتے ہیں اگر وہ لمحہ بھر کے لئے اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام پر غور کر لیں کہ وہ اپنے مہربان رب کو کیا سنا رہے ہیں...؟ تو یہی لمحہ بھر کا غور ان کی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتا ہے۔

36 اَلشَّاكِرُ قدردان

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلشَّاكِرُ'' بھی ہے یعنی ''اپنے بندے کے پاکیزہ جذبات، نیک نِیّات اور صالح اعمال کی قدر کرنے والا۔''

یہ نام قرآن مجید دو مرتبہ آیا ہے ایک جگہ نفلی عبادت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ [1]

بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، پس جو کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کہ ان کے درمیان طواف کرے، اور جو کوئی اپنی خوشی سے نیکی کرے تو بے شک اللہ قدردان خوب جاننے والا ہے۔

یعنی جو مومن بھی رب تعالی کی خوشنودی کے لئے اپنے شوق سے نفلی نیکیاں کرتا ہے تو رب تعالی اس کی قدر کرتے ہوئے بھرپور صلہ اور انعام عطا کرتے ہیں ایسا نہیں ہوتا کہ اس کے اضافی شوق اور محبت سے کیے ہوئے نفلی عمل کی قدر نہ ہو اور دوسری جگہ مومن شکر گزار بندوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کو یوں یقین دلایا کہ:

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ

---

1. البقرة: 158

شَاكِرًا عَلِيْمًا (1)

اللہ تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا اگر تم شکر گزار بنو اور ایمان لے آؤ، اور اللہ قدر دان خوب جاننے والا ہے۔

یعنی جو رب کی نعمتوں کی قدر کرتے ہوئے ان کا صحیح استعمال کرتے ہیں، ایسے شکر گزار مومن بندوں کے لئے رب شاکر اور بھرپور قدر دانی کرنے والا ہے۔

اللہ کی قدر شناسی کے درجنوں واقعات قرآن وحدیث میں موجود ہیں، ان میں سے اس واقعہ طرف اشارہ کرتے ہیں کہ:

بَيْنَما رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ علَى الطَّرِيقِ فأَخَذَهُ فَشَكَرَ اللہُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ (2)

ایک شخص نے راستے سے جاتے ہوئے رکاوٹ بنی ٹہنی کو راستے سے ہٹا دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی قدر دانی کرتے ہوئے اس کو معاف کر دیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزے کے ساتھ ساتھ جو نیکی بندوں کے ساتھ کی جائے، جس عمل کے ذریعے لوگوں سے تکلیف دور کر دی جائے اس کی قدر دانی بخشش اور اللہ کی جنت ہے اور شاکر کے بعد اللہ تعالیٰ کا نام علیم اس لئے بھی آیا کہ کون کس جذبے سے کس درجہ کے اخلاص کے ساتھ عمل کرتا ہے، سب رب کے علم میں ہے۔ کوئی شخص بھی جھوٹے دعوے اور چکر دے کر اللہ تعالیٰ کے ہاں قدر و منزلت نہیں بنا سکتا۔

---

(1) النساء:147 (2) الصحیح لمسلم: 1914

37 الشَّكُوْرُ بہت زیادہ قدردان

اللہ تعالیٰ کے نام ''الشَّاكِرُ '' کی طرح ''الشَّكُوْرُ '' بھی ایک صفاتی نام ہے اور دونوں کا معنی ایک ہے مگر ''الشَّكُوْرُ '' میں مبالغہ ہے کہ ''رب اپنے بندوں کا بہت زیادہ قدردان ہے''۔

جو شخص جس عظیم جذبے سے کوئی نیکی کرتا ہے رب بھی اس کو اس کے جذبے سے کئی گنا زیادہ بڑھ کر بھرپور صلہ عطا کرتے ہیں (یعنی بندے کا صحیح عمل پانے والے نے) اور ''الشَّكُوْرُ '' ایک ایسا صفاتی نام ہے کہ جہاں بندے کے دل میں نیکی کا جذبہ بڑھ جاتا ہے وہاں اس کو سکون اور خوشی کے سب خزانے بھی مل جاتے ہیں کیونکہ بندہ یہ بہت پسند کرتا ہے کہ اس کے جذبات اور نیک اعمال کو سراہا جائے اور ان کی قدر و قیمت کو سمجھ کر بلند رتبہ اور اعلی درجہ دیا جائے، تو جب بندہ اپنے خالق و مالک کو ہی اپنا سب سے بڑا قدردان پاتا ہے تو اس کی سب مایوسیاں ختم ہوجاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس پاکیزہ نام کا ذکر قرآن مجید کے چار مقامات پر آیا ہے اور چاروں مقامات کو اختصار سے پڑھنا ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث ہوگا۔

1. جو شخص بخل سے نکل کر رب کی راہ میں دل کھول کر خرچ کرتا ہے، رب تعالیٰ

ایسے سخی کو جہاں دنیا میں کئی گنا عطا کرتے ہیں، وہاں اس کے گناہ معاف کرتے ہوئے اس کے درجات بلند کر دیتے ہیں۔

اِنْ تُقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضَاعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ شَكُوْرٌ حَلِيْمٌ [1]

اگر تم اللہ کو قرض حسنہ دو تو وہ اُسے تمہارے لیے دوگنا کر دے گا اور تمہیں بخش دے گا، اور اللہ بڑا قدردان نہایت برداشت والا ہے۔

❷ رب تعالیٰ ایسے عظیم قدردان ہے کہ معمولی سی نیکی بھی ضائع نہیں جانے دیتے بلکہ اس نیکی میں اضافہ کر کے اجر و ثواب کے انبار لگا دیتے ہیں۔

وَمَن يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًاۚ إِنَّ ٱللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ. [2]

اور جو نیکی کمائے گا تو ہم اس میں اس کے لیے بھلائی زیادہ کر دیں گے، بے شک اللہ بخشنے والا بہت قدردان ہے

❸ اسی طرح تلاوت کرنے والے سخی نمازی بندوں کی قیامت والے دن بہت قدر ہوگی۔

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ [3]

تاکہ اللہ انہیں ان کے اجر پورے دے اور انہیں اپنے فضل سے زیادہ دے،

---

[1] التغابن: 17 [2] شوری 23
[3] الفاطر:30

بے شک وہ بخشنے والا بہت قدردان ہے۔

❹ جنتی لوگ جب جنت میں نیک اعمال پر اللہ تعالیٰ کی بے تحاشا نوازشات اور قدردانی کو دیکھیں گے اور پکار اٹھیں گے کہ:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ [1]

اور وہ کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا، بے شک ہمارا رب بخشنے والا بڑا قدردان ہے۔

ان بابرکت آیات کے بعد ہم سب کو اخلاص سے نیک اعمال میں آگے بڑھنا چاہئے اور جان لینا چاہئے کہ اصل قدردان رب ہے اور اس جیسا قدردان کوئی نہیں ہے۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام سمجھ نہیں آتا وہ دنیا داروں کے پیچھے رلتے رہتے ہیں آج ہزاروں لوگ دوسروں سے قدر کروانے کے چکروں میں زندگیاں برباد کر بیٹھے ہیں حالانکہ رب تعالیٰ صرف بندے کی سوچ اور نیت پر ہی اجر و ثواب کے انبار اور جنتی درجات اس کے نام کر دیتے ہیں۔

یاد رہے جس طرح رب ''الشَّكُوْر'' قدردان ہے اسی طرح اس کو قدردان بندے ہی پسند ہیں جو رب کی اور اس کے نیک بندوں کی قدر کریں اور ان کی خدمات کو سراہیں۔

[1] الفاطر:34

38 اَلشَّهِيْدُ گواہ

اللہ کا صفاتی نام ''الشَّھید'' قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے جس کا معنی ''نگران، دیکھنے والا اور گواہ'' ہے یعنی کوئی بھی چیز بظاہر کس قدر بھی پوشیدہ کیوں نہ ہو وہ اللہ سے چھپ نہیں سکتی، ہر چیز اس کے سامنے حاضر ہے اور وہ ہر چیز پر پورا شاہد ہے اور خاص طور پر قرآن مجید میں ہمیں مخاطب کرتے ہوئے آگاہ کیا کہ:

وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿1﴾

جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس پر پوری طرح گواہ ہے۔

یعنی تمہاری کوئی نقل و حرکت اور کوئی قول و عمل اللہ تعالیٰ سے پوشیدہ نہیں ہے بلکہ جس معاملے پر دنیا میں کوئی گواہ نہ ہو اس پر بھی اللہ شہید یعنی گواہ ہے، وہ تو چپکے سے ہونے والی بات اور دل میں آنے والے خیال پر بھی پوری آگاہی رکھتا ہے۔

کافروں نے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کا انکار کیا تو رب تعالیٰ نے تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ﴿2﴾

اور کافر کہتے ہیں آپ رسول نہیں ہیں کہہ دو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کافی گواہ ہے۔

بلکہ مزید زوردار انداز میں کہا:

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ

﴿1﴾ آل عمران :98 ﴿2﴾ الرعد :43

يَشۡهَدُوۡنَ ۚ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيۡدًا ﴿1﴾

لیکن اللہ اس پر شاہد ہے جو تم پر نازل کیا، (اللہ نے) اسے اپنے علم سے نازل کیا، اور فرشتے بھی گواہ ہیں، اور اللہ کافی ہے پوری گواہی دینے والا۔

قیامت کے دن بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام مسیحیوں کے شرک سے برأت کا اعلان کرتے ہوئے کہیں گے:

وَكُنۡتُ عَلَيۡهِمۡ شَهِيۡدًا مَّا دُمۡتُ فِيۡهِمۡ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ ؕ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿2﴾

اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا، پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا پھر تو ہی ان کا نگران تھا، اور تو ہر چیز پر پورا گواہ ہے۔

مزید اللہ تعالیٰ اس اعتبار سے بھی شہید ہیں کہ کل قیامت والے دن کوئی شخص بھی اپنے کیئے سے انکار نہیں کر پائے گا، رب تعالیٰ مخلوق کے ہر عمل پر گواہ ہوگا۔

اس صفاتی نام اور اس کے مفہوم کو سامنے رکھنے والا کسی صورت بھی تنہائی اور بند کمرے میں بھی رب کی بغاوت نہیں کر سکتا کیونکہ اس نام کا تقدس اور اس کی ہیبت انسان کے دل میں رب کا حیا پیدا کر دیتی ہے اور اس نام کے سائے تلے جینے والا رب تعالیٰ کی خاص محبت اور نگرانی میں جیتا ہے۔

اسی طرح جب ہم کسی کام میں رب کو گواہ بنائیں تو پھر ہمیں اس کی بہت لاج رکھنی چاہئے جو لوگ رب کو گواہ بنا کر بھی دغا کرتے ہیں وہ کائنات کے بدترین لوگ ہیں۔

نوٹ: یاد رہے! رب کی راہ میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والے کو بھی شہید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی راہ میں کٹ کر اللہ تعالیٰ کو اپنی سچائی کی گواہی دیتا ہے۔

---

(1) النساء: 166 (2) المائدہ: 117

39 اَلصَّمَدُ بے نیاز، عظیم سردار، باکمال

اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام صفاتی نام معانی کے اعتبار سے بڑی ہی وسعتوں والے ہیں کسی ایک نام کا بھی مکمل مفہوم اردو زبان میں منتقل نہیں کیا جا سکتا ہے، انہیں اسمائے حسنیٰ میں سے ایک جامع ترین صفاتی نام ''اَلصَّمَدُ'' بھی ہے جس کا معنی ایسا بے نیاز کہ جس کو کسی دوسرے کی کوئی ضرورت نہ ہو یعنی وہ اپنی ذات میں ایسا کامل ہو کہ اس کو کسی دوسرے کے تعاون کی کوئی ضرورت نہ ہو، وہ کھانے پینے سے بے نیاز، بیوی بچوں سے بے نیاز اور ہر قسم کے نقص اور عیب سے پاک ہو، ایسی تمام صفات صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات ہی میں موجود ہیں۔

مزید ''اَلصَّمَدُ'' کے معانی کا ہم تین حصوں میں خلاصہ تحریر کرتے ہیں:

1. ''اَلصَّمَدُ'' ایسا سردار کہ صرف اسی کا حکم چلتا ہو اور اس پر سرداری اور عظمت کی انتہا ہو۔
2. ''اَلصَّمَدُ'' ایسی ذات جو خود تو کسی کی محتاج نہ ہو باقی سب اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے میں اس کے محتاج ہوں۔
3. ''اَلصَّمَدُ'' ایسی ذات جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہو جس پر کبھی کوئی زوال نہ آئے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس صفاتی نام کا ذکر قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ. اللّٰهُ الصَّمَدُ. لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ. وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ [1]

آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک (ہی) ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی

---

[1] الإخلاص: 1-4

پیدا ہوا نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا برابری کرنے والا ہے۔

یہاں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لئے نہیں کرتے کہ وہ ہماری عبادت کا محتاج ہے یا ہماری عبادت سے اس کی بادشاہت کو تقویت ملتی ہے بلکہ ہم اس کی عبادت اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اپنے کمالات کی وجہ سے لائقِ عبادت ہے اور ہماری عبادت ہمارے لئے اس کی رحمت اور جنت کا ذریعہ بنتی ہے۔

اس عظیم نام کا ذکر اسمِ اعظم میں بھی موجود ہے جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا واضح ارشاد ہے کہ ان کلمات سے دعا کرنے والے کی پکار کو اللہ تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ [1]

اے اللہ! میں آپ سے اِس گواہی کے ساتھ سوال کرتا ہوں کہ آپ ہی میرے ایسے اللہ ہیں کہ جن کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے، آپ اکیلے اور ایسے باکمال، بےعیب اور بے نیاز ہیں کہ جس نے نہ کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور نہ ہی کوئی اُس کی برابری کرنے والا ہے۔

افسوس ہے ان لوگوں پر جو اللہ تعالیٰ جیسی باکمال اور بے نیاز ذات کو چھوڑ کر لالچی قسم کے پیروں فقیروں کے پیچھے اپنی زندگی کو برباد کر رہے ہیں، یہ جعلی مجاور جہاں مریدوں سے مال لوٹتے ہیں، ایمان لوٹتے ہیں وہاں کبھی کبھار ان بیچارے مریدوں کو اپنی عزتوں سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے، رب تعالیٰ ہم سب کو اپنے ناموں کی معرفت اور ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

[1] مسند احمد 22965

40 اَلْعَالِمُ جاننے والا

سورت رعد اور سورت حشر میں بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ " عالمُ الغیبِ والشَّهادة "پوشیدہ اور حاضر سب کو جاننے والا ہے ان دونوں آیتوں سے اہل علم نے اللہ تعالیٰ کے ایک عظیم صفاتی نام "اَلْعَالِمُ " کا ذکر کیا ہے جس کا معنیٰ "علم والا اور جاننے والا" ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کائنات کے کسی ذرّے سے بھی لاعلم اور بے خبر نہیں ہے بلکہ زمین کی کسی تہہ میں رائی کے دانے برابر بھی کوئی چیز موجود ہے تو وہ اس کے علم میں ہے اور وہ اس کے متعلق سب کچھ جانتا ہے کہ وہ کب سے ہے، کب تک ہے کیوں ہے اور کب تک رہے گا۔

علمِ الٰہی کی گہرائیوں کا ذکر قرآن کی درجنوں آیات میں موجود ہے جنہیں پڑھ کر مسلمان کو احساس ہوتا ہے کہ میرے سب معاملات میرے رب کے علم میں ہیں وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا اور کوئی چیز اس کے علم کی وسعتوں سے باہر نہیں ہے، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اسی صفت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا:

وَسِعَ رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ [1]

میرا پروردگار علم کے اعتبار سے ہر چیز پر چھا گیا ہے۔ تم نصیحت کیوں نہیں پکڑتے ہو؟

---

[1] الانعام :80

پھر فرمایا:

وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

اور اللہ نے ہر چیز کا علم سے گھیرا کر رکھا ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ کے علم کی وسعتوں اور گہرائیوں کا کچھ اندازہ لگانے کے لئے مندرجہ ذیل آیات پر ہزار بار غور کریں! آپ کو کسی لمحے اور کسی جگہ بغاوت کی جرأت نہ ہوگی، علم الٰہی کے بارے میں ارشادات باری تعالیٰ ہیں:

① اس کو ذرّے ذرّے کی حرکت و نقل کا علم ہے:

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ[2]

وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے نازل ہوتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے، اور وہ ہمیشہ سے رحم والا نہایت بخشنے والا ہے۔

② وہ تورات کی تاریکی میں گرنے والے پتے اور زمین میں دفن معمولی سے بیج کو بھی جانتا ہے:

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ[3]

---

[1] الطلاق:12 [2] السبا:2
[3] الانعام: 59

اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا، اور وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں اور دریا میں ہے، اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب روشن میں ہے۔

3 دلوں میں کدورتیں اور سازشیں چھپا کر رکھنے والے اچھی طرح جان لیں۔

وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُوْرُهُمْ وَمَا يُعْلِنُوْنَ [1]

اور تیرا رب جانتا ہے جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے اور جو ظاہر کرتے ہیں

4 اور اس کے علم کی گرفت تو یہاں تک ہے کہ وہ ہر آنکھ کے ہر اشارے کو جانتا ہے۔

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ [2]

وہ آنکھوں کی خیانت اور دل کے بھید جانتا ہے

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کو جان کر اس کا حیا کریں، اپنے معاملات پر مطمئن رہیں، سب کچھ اس کے علم میں ہے اور کبھی بھی کہیں چھپ کر بھی نافرمانی اور بغاوت نہ کریں کیونکہ وہ صرف پانچ فٹ کے انسان کو نہیں بلکہ ایک چیونٹی کی آنکھوں سے ہونے والے اشاروں کو بھی اچھی طرح جانتا ہے۔

---

[1] القصص:69 [2] غافر:19

41 اَلْعَزِيْزُ نہایت قوت و غلبے والا، بلند رتبہ

اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک نام ''اَلْعَزِيْزُ'' بھی ہے جس کا معنی ''ایسا زبردست غالب کہ جس پر کوئی غالب نہ آ سکے اور جو قوت و طاقت کے ساتھ ساتھ بلند رتبہ پر بھی ہو۔''

اس نام سے اللہ کو بہت محبت بھی ہے اور اس محبت کی دلیل یہ ہے کہ اَلْعَزِيْزُ نام قرآن مجید میں بانوے (92) مرتبہ آیا ہے اور ہر بار اس کے ساتھ مزید کسی نام اور صفت کا اضافہ بھی کیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے:

وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ [1]

اور بے شک تیرا رب نہایت غلبے والا ہمیشہ رحم کرنے والا ہے۔

ایک جگہ فرمایا:

وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ [2]

اور وہ نہایت قوت و عزت والا بخشنے والا ہے۔

اسی طرح ساتھ حکمت کی صفت بھی آتی ہے

[1] الشعراء :9 [2] الملک:2

هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ [1]

وہی اللہ نہایت غالب بہت حکمت والا ہے۔

ان تینوں آیات سے معلوم ہوا کہ ہمارا پروردگار جہاں عزیز ہے ہر ایک پر پوری قدرت، گرفت، قوت و طاقت اور غلبہ رکھنے والا ہے وہاں وہ حد درجہ رحم کرنے والا، نہایت معاف کرنے والا اور بڑی حکمتوں کا مالک بھی ہے وہ اپنی قوت اور گرفت کا معاملہ اندھا دھند زور کے بل بوتے پر نہیں کرتا بلکہ اس کی ہر پکڑ میں اول تا آخر رحمت، بخشش اور حکمت ہی کارفرما ہوتی ہے۔

اس صفاتی نام سے ایک سچے مسلمان کو بہت سکون ملتا ہے کہ میرا خالق و مالک عاجز، بے بس اور کمزور نہیں ہے بلکہ وہ زبردست طاقت اور غلبے والا ہے وہ پکڑنے پہ آئے تو لمحہ بھر میں انتقام لے لیتا ہے اور اگر اس نے چند دنوں کے لئے کسی کی رسی ڈھیلی چھوڑی ہے تو اس میں بھی حکمت ہی ہے۔

اسی طرح ''الْعَزِيْزُ'' سے یہ بھی سمجھ آتی ہے کہ عزت اور بلند رتبہ پانے کے لئے ہمیں اسی عزیز کا فرمانبردار بننا ہوگا کیونکہ حقیقی عزت صرف اور صرف اسی عزیز کا پلہ پکڑنے سے ملتی ہے۔

---

[1] السبا:27

42 اَلْعَظِيْمُ بڑی عظمت والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ”اَلْعَظِيْمُ“ بھی ہے جس کا معنی ہے ”صاحبِ عظمت، بلند شان اور اعلیٰ مقام والا“ اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن پاک میں پانچ مرتبہ آیا ہے، آیت الکرسی کے آخر میں ہے: ”وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ“ (اور وہی بہت بلندی والا، بڑی عظمت والا ہے) اسی طرح اپنی تسبیح کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ [1]

اپنے عظمتوں والے پروردگار کی پاکی بیان کرو۔

اسی طرح ہر نمازی اپنی نماز کے ہر رکوع میں بھی اسی عظمتوں والے صفاتی نام کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے ”سُبْحانَ رَبِّيَ الْعَظِيم“ بلکہ رسول اللہ ﷺ رکوع سجدے میں مندرجہ ذیل دعا بھی پڑھا کرتے تھے۔

سُبحانَ ذي الجبَروتِ والملَكوتِ والكِبرياءِ والعَظَمةِ [2]

پاک ہے بہت زیادہ غلبے والا، بہت بڑی بادشاہت والا، بڑائی اور عظمت والا

رسول اللہ ﷺ کی مبارک سیرت کا ایک ایک لمحہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ ﷺ بے پناہ عظمتوں کے باوجود ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اعتراف کرتے اور اس کے آگے جھکے رہتے تھے، کوئی لمحہ ایسا نہ ہوتا تھا جس لمحے

[1] الواقعة: 74 [2] سنن أبي داؤد: 874

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کا احساس نہ دلاتے تھے۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عظمت کے مقابلے میں کوئی بڑے سے بڑا معاملہ یا بڑے سے بڑا شخص بھی کھڑا ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منہ موڑ لیتے تھے۔

دونوں جہانوں میں حقیقی عظمت صرف اور صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہی شایانِ شان ہے اسی لئے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

الْعَظْمَةُ إِزَارِيْ ﴿١﴾

عظمت میری چادر ہے

اِزار نیچے کی چادر کو کہتے ہیں یعنی اللہ کی ذات عظمت و کبریائی کا نام ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمتوں کا کوئی شخص تصور تک بھی نہیں کرسکتا جس طرح اس کی ذات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اسی طرح اس کی عظمتوں میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور ہر قسم کی عظمت صرف رب العزت کے لئے ہے۔

آج اگر کوئی شان وشوکت اور عظمت کا متلاشی ہے تو اس کو سچے دل سے اس عظیم کی عظمتوں کے آگے جھکنا ہوگا، جو شخص جس قدر زیادہ اس کی عظمتوں کے آگے جھکے گا وہ اسے اس قدر زیادہ عظیم بنادے گا، وگرنہ یہاں بڑے بڑے نمرود اور فرعون آئے اور لمحہ بھر میں ذلیل وخوار ہوکر مر گئے اور قیامت کے لئے عبرت کا نشان بن گئے۔

(1) سنن ابی داؤد :4090

43 اَلْعَفُوُّ بہت زیادہ درگزری کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْعَفُوُّ'' بھی ہے جس کا معنی ہے ''بہت زیادہ معاف کرنے والا، حددرجہ درگزری کرنے والا'' قرآن مجید میں اس نام کی بشارت کئی مقامات پر موجود ہے، بے بسی کی وجہ سے نیکی سے پیچھے رہ جانے والوں کے متعلق فرمایا:

فَاُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّعْفُوَ عَنْهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُوْرًا (1)

پس قوی امید ہے کہ ایسوں کو اللہ معاف کردے، اور اللہ بہت زیادہ درگزری کرنے والا، نہایت معاف کرنے والا ہے۔

اسی طرح ایک جگہ احکامات کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا (2)

بلاشبہ اللہ بہت زیادہ درگزری کرنے والا نہایت معاف کرنے والا ہے

اہلِ علم نے ''اَلْعَفُوُّ'' کی لغوی حقیقت میں جس بات کا ذکر کیا ہے اس کو پڑھ کر ایک مسلمان کا دل خوشی سے باغ باغ ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس قدر زیادہ محبت کرتے ہیں کہ اگر وہ سچی توبہ کرلے تو اس کے گناہوں کو نامہ اعمال سے ختم ہی کردیا جاتا ہے گویا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں ہے، یعنی رب تعالیٰ جہاں اعمال نامے کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں وہاں گناہوں کے تمام اثرات بھی زائل کردیتے

(1) النساء:99 (2) النساء43

ہیں اور توبہ تائب ہونے والے بندے کوایسے پاک صاف کر دیتے ہیں گو یا کہ اس نے صرف نیکیاں ہی کی ہیں۔سبحان اللہ

غور کرلیں! کس قدر بدنصیب ہے وہ شخص جواَب بھی گناہوں سے توبہ کئے بغیر مر گیا؟

آپ سب جانتے ہیں کہ پورے سال میں سب سے زیادہ شرف والی رات لیلۃ القدر ہے اس رات میں بھی جس دعا کے پڑھنے کا کہا گیا اس میں اسی عظیم صفاتی نام کا ذکر ہے:

اللّٰھُمَّ إنّکَ عَفُوٌّ تُحبُّ العفوَ فَاعفُ عَنِّیْ [1]

اے اللہ تو بہت زیادہ درگزری کرنے والا ہے، درگزری کو پسند بھی کرتا ہے مجھ سے درگزری کر دے۔

اللہ تعالیٰ درگزری کرنے والے اور درگزری کو پسند کرنے والے بھی ہیں اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بہت زیادہ محبوب ہوتے ہیں جو اس کے بندوں کی خطاؤں سے بھی درگزری کر دیتے ہیں اور ان کی زیادتی کے باوجود ان سے ایسے اخلاق سے پیش آتے ہیں کہ گویا ان سے ہوا ہی کچھ نہ تھا اور اس کے برعکس جو دل کے سخت، اڑیل مزاج اور سنگ دل ہوتے ہیں وہ بھی رب تعالیٰ کی درگزری سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

[1] جامع الترمذي :3513

44 اَلْعَلِيْمُ بہت زیادہ علم والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْعَلِیْمُ" ہے جس کا معنی "بہت زیادہ علم رکھنے والا ،اس نام میں ہمیشگی کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے وہ ہمیشہ سے علیم تھا اور ہمیشہ تک علیم رہے گا ،ہر لمحہ ہر چیز کا پورا پورا علم رکھتا ہے، غیب کا علم بھی صرف اسی کو ہے اس کے علاوہ کوئی حقیقی عالمُ الغیب نہیں ہے ،اسے فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے ، ہدایت والے اور گمراہی پر چلنے والے ہر ایک کا بخوبی علم ہے،انبیائے کرام اور صلحائے عظام کو وہی علم کے خزانے عطا کرنے والا ہے،ایک ذرّے کے علم میں بھی سب نبی ولی اس علیم کے علم کے محتاج ہیں اور یہ نام قرآن مجید میں ایک سو چھپن مرتبہ آیا ہے تاکہ ہر شخص بار بار اس حقیقت کو سمجھ لے کہ وہ نہایت علم والے کی نگرانی میں ہے اور پھر لوٹ کر اسی کی بارگاہ میں پیش ہونے والا ہے،ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ [1]

وہی سب سے پہلا اور سب سے پچھلا اور وہی ظاہر اور وہی پوشیدہ ہے اور وہی ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

ہماری ہر حرکت اس کے علم میں ہوتی ہے :

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ [2]

بلاشبہ جو تم عمل کرتے ہو اللہ اس کو بہت خوب جاننے والا ہے۔

---

[1] الحدید: 3 [2] سورت نحل: 28

ایک مقام پر اپنے علم کی وسعتوں کو بیان کرتے ہوئے کہا:

رَبِّیْ یَعْلَمُ الْقَوْلَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (1)

زمین و آسمان میں جو بات بھی ہو میرا ربّ اس کو جانتا ہے اور وہ خوب سننے والا اور بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

اس صفاتی نام کو سمجھ لینے کے بعد ہم سب کو بہت محتاط زندگی گزارنی چاہیے اور ایک سچے یقین والے مومن کو اس نام سے بہت تسلی بھی ہوتی ہے کہ میرا پروردگار میرے سب پاکیزہ جذبات جانتا ہے وہ میرے اعمال اور میرے احوال سے اچھی طرح آگاہ بھی ہے وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا، میرے بِن بتلائے بھی میرے سب ارادوں سے واقف ہے اور وہ محض نیّتوں پر بھی پورا پورا اجر دینے والا ہے تو پھر مجھے ہر پل پُر امید رہنا چاہیئے۔

مزید اس نام سے دعا بھی کرتے رہیں اور خصوصاً سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی دعا تو بہت پڑھتے رہیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (2)

اے ہمارے ربّ ہم سے قبول کر، بے شک تو ہی خوب سننے والا، بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

(1) انبیاء: 4 (2) البقرة: 127

45 اَلْعَلِيُّ بلندی والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْعَلِيُّ'' بھی ہے جس کا معنی ''بلندی والا'' ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ہر چیز سے بلند و بالا اور برتر ہیں، بلندی اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ ذات، قوّت و طاقت اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ بلند ہے قرآن مجید میں اس نام کا ذکر ''العظیم'' اور ''الکبیر'' کے ساتھ بار بار آیا ہے کہ وہ بلندی کے ساتھ ساتھ بڑائی اور عظمت کا مالک ہے اور اس کے سامنے ہر چیز پست اور کم تر ہے۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ①

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جس کو وہ پکارتے ہیں جھوٹ ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند و بالا اور خوب بڑائی والا ہے۔

اسی طرح اپنے فیصلے اور اپنی حکومت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ②

سو یہ فیصلہ، حکم اللہ کا ہے جو خوب بلندی والا نہایت بڑائی والا ہے۔

① لقمان: 30 ② غافر: 12

اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے جس بلندی کا مالک ہے اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا، اللہ کی ہستی بڑی ہی بلند ہستی ہے جن جاہلوں کو اس عالی مرتبت ذات کی بلندی کا احساس نہیں ہوتا وہ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور غیروں کے لئے گمراہی کے رستے بھی کھولتے ہیں، رسول اللہ ﷺ بڑی سے بڑی پریشانی میں بھی اسی ''الْعَلِيُّ'' نام سے ربّ کو پکارتے تھے اور امت کو بھی یہی پڑھنے کی تلقین کرتے تھے؛

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ [1]

بلند و بالا عظیم تر اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، نہایت برداشت، کرم کرنے والے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی بادشاہ نہیں وہ بڑے عظیم عرش کا مالک ہے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، آسمانوں و زمین اور عظیم عرش کا ربّ ہے۔

شرم کا مقام ہے کہ اکثر مسلمان اس بلند و بالا پروردگار کی توحید کا دم بھی بھرتے ہیں اور جو بے بس منوں مٹی تلے دفن ہیں ان کو مدد کے لئے پکارتے ہیں اور ان کی قبروں پر سجدے کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ، بلند و بالا ان کو ہدایت عطا کرے۔ آمین

[1] مسند احمد: 3354

46 اَلْغَفَّارُ — بڑا بخشنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْغَفَّار" بھی ہے جس کا معنی "بہت زیادہ معاف کرنے والا۔"

غفار کے لغوی معانی میں ستر پوشی، ڈھانپنے اور بچانے کا مفہوم بھی شامل ہے عربی زبان میں ہیلمٹ وغیرہ کو بھی (مِغْفَر) کہتے ہیں،اور اس اعتبار سے غفار کا مطلب ہے اپنے بندوں کی ستر پوشی کر کے ان کو اپنی بخشش میں ڈھانپ کر جہنم کی آگ سے بچانے والا۔اللہ تعالیٰ کے اس نام کا ذکر قرآن مجید میں پانچ مرتبہ آیا ہے ایک دفعہ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے کہا:

اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا [1]

اپنے ربّ سے بخشش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خود اپنے صفاتی نام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ [2]

اور بے شک میں بڑا بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے کام کرے پھر ہدایت پر قائم رہے۔

---

[1] نوح: 10 [2] طٰہٰ: 82

اس صفاتی نام کے بعد اللہ تعالیٰ نے چار باتوں کا ذکر کیا ہے جن کو ربّ کی بخشش اور مغفرت کے حصول کے لئے سمجھنا بہت ضروری ہے۔

1 ربّ غفار ان کے لئے ہے جو شرک و بدعت اور حرام سے توبہ کر لیتے ہیں اور جو لوگ شرک وبدعت اور حرام سے توبہ تائب نہیں ہوتے ان کا معاملہ خطرے میں رہتا ہے۔

2 ربّ غفار ان کے لئے ہے جن کا اس پر ایمان ہے ورنہ کافر لوگ جہنم رسید کر دیئے جائیں گے۔

3 ربّ غفار ان کے لئے ہے جو اس کی رضا کے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق نیک عمل کرتے رہتے ہیں ورنہ بے عمل اور بد عمل اپنے کالے کرتوتوں کی وجہ سے بخشش سے محروم کر دیئے جاتے ہیں۔

4 ربّ غفار ان کے لئے ہے جو ہدایت پر قائم رہتے ہیں ساری زندگی ربّ کے وفادار بن کر زندگی گزارتے ہیں ورنہ مرتد اور ملحد لوگ اس کی بخشش کے مستحق نہیں ہیں، ہمارے ہاں شیطان نے صفتِ غفاری کے حوالے سے بعض لوگوں کو بڑے ہی دھوکے میں مبتلا کیا ہوا ہے وہ ہر بغاوت کر کے، شرک اور سود جیسے بڑے گناہوں پر اصرار کر کے ساتھ ہی کہہ دیتے ہیں: "ربّ بڑا ہی بخشن ہار اے جی" حالانکہ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی اس صفتِ غفار کا ذکر کیا ہے وہاں ساتھ اس حقیقت کو بھی کھول کر بیان کر دیا ہے کہ اس عظیم غفّار کی بخشش کے خزانے کن خوش نصیبوں کے لئے ہیں۔ اس لئے کبھی شیطان کے ہتھے چڑھ کر اس غفّار کا باغی بن کر نہ جینا چاہیے نہ مرنا چاہیے۔

47 اَلْغَفُوْرُ بہت زیادہ معاف کرنے والا

''اَلْغَفَّارُ'' کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْغَفُوْرُ'' بھی ہے جس میں ''کثرت'' کے علاوہ ''ہمیشگی'' کا معنی بھی پایا جاتا ہے یعنی وہ بہت زیادہ معاف کرنے والا ہے، وہ ہمیشہ اپنے بندوں کو بہت زیادہ معاف کرتا رہتا ہے اور اس کی بخشش کے خزانوں میں کبھی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم صفاتی نام قرآن مجید میں 91 مرتبہ آیا ہے اور ایک جگہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

نَبِّئْ عِبَادِیْۤ اَنِّیْۤ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ [1]

میرے بندوں کو اطلاع دے دیں کہ بے شک میں ہمیشہ سے بہت زیادہ بخشنے والا نہایت مہربان ہوں۔

جیتے جی اگر انسان زمین سے لے کر آسمان تک ساری فضا بھی گناہوں سے بھر دے اور پھر وہ اس کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق معافی مانگ لے وہ معاف کر دیتا ہے بلکہ ہر رات آسمان پر آکر اعلان کرتا ہے کہ ہے کوئی گنہگار مجھ سے معافی مانگنے والا؟ جو مجھ سے معافی مانگے اور میں اس کو معاف کر دوں، غرض کہ درجنوں آیات اور احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ اور معافی بہت زیادہ پسند ہے اور پسند کیوں نہ ہو، اس کا نام ہی غفور ہے اور وہ ایسا

---

[1] الحجر:49

غافر، غفار اور غفور ہے کہ حقیقی توبہ پر وہ صرف گناہوں کو ہی معاف نہیں کرتا بلکہ ان کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

لیکن آخر میں یاد رہے! کہ ہمیں معافی اسی طریقے سے مانگی چاہیئے جو طریقے اس نے قرآن و حدیث کے ذریعے بڑی تفصیل سے بیان کر دیئے ہیں جو شخص ان طریقوں سے معافی نہیں مانگتا اس کا معافی والا معاملہ بھی خطرے میں رہتا ہے:

1. کچھ گناہ قِصاص اور دیت سے معاف ہوتے ہیں جیسے قتل وغیرہ، اس لئے وکیلوں اور افسروں کو رشوت دینے کی بجائے مظلوم کو قصاص اور دیت دے کر بخشش کو حاصل کریں۔
2. کچھ گُناہ حد لگنے کے بعد معاف ہوتے ہیں جیسے زِنا اور چوری وغیرہ، آپ علیہ السلام نے حد والے گناہوں پر حد لگائی ہے اور ایسے گناہوں پر کبھی نہیں کہا کہ ربّ غفور الرحیم ہے وہ صرف حج اور عمرے سے یہ گناہ بخش دے گا۔
3. کچھ گناہ مقرر کردہ کفاروں کے بعد معاف ہوتے ہیں جیسے قسم وغیرہ کا کفارہ۔
4. کچھ گناہ صرف سچی توبہ سے ہی معاف ہو جاتے ہیں جیسے جھوٹ وغیرہ۔
5. کچھ صغیرہ گناہ ربّ تعالیٰ نماز اور ذکر کی برکت سے معاف کر دیتے ہیں۔

ہر انسان کو نہایت سنجیدگی سے اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ اس کے نامہ اعمال میں کون سے گناہ ہیں؟ اور ان کی معافی کا طریقہ خود غفور ربّ نے بیان کیا ہے اگر وہ اس کے بیان کردہ طریقوں کو اختیار کر کے معافی مانگے گا تو وہ اس کو سوچ سے بڑھ کر غفورُ الرّحیم پائے گا۔

48 اَلْغَنِيُّ ہر اعتبار سے مالا مال

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْغَنِيُّ" ہے جس کا عمومی معنیٰ "بے نیاز" کیا جاتا ہے یعنی وہ ایسے اختیارات اور کمالات کا ذاتی طور پر ہمیشہ سے مالک ہے کہ اس کو کسی دوسرے کی کوئی محتاجی نہیں ہے بلکہ وہ ہر لمحہ ہر خیر، ہر اختیار اور ہر کمال سے مالا مال ہے، کل کائنات اور تمام مخلوقات ہر پل اس کی محتاج ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس نام کا ذکر قرآن مجید میں 8 مرتبہ آیا ہے اور یہ نام ہر جگہ اس حقیقت کو بیان کرتا ہے کہ اللہ کے نیک بندے جو بھی نیک اعمال کرتے ہیں وہ اپنے ذاتی فائدے کے لئے ہی کرتے ہیں، ان کی عبادت و سخاوت کا ان کو ہی دنیا و آخرت میں فائدہ ہوتا ہے اور ہر چھوٹا بڑا ہر لمحہ اس کی عنایات کا محتاج ہے جیسا کہ فرمایا:

يَآ اَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ [1]

اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز خوب تعریف کیا ہوا ہے۔

اصل میں سب خزانوں کا مالک ربّ ہے، ہر شخص فقیر اور اللہ تعالیٰ کے در کا سوالی ہے، ربّ جب چاہے جسے چاہے جتنا چاہے علم، آواز، مال، حُسن اور دولت جیسی نعمت سے مالا مال کر دے، یعنی اللہ تعالیٰ ازل سے ابد تک غنی ہے اور ربّ کے علاوہ جس کے پاس جو کچھ ہے وہ عارضی طور پر اس غنی ذات کا دیا ہوا ہی ہے، اور جو لوگ ہر لمحہ ربّ کی رضا کی خاطر نیک اعمال کر رہے ہیں، وہ اپنا ہی فائدہ کر رہے ہیں:

---

1 فاطر: 15

وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ⁽¹⁾

اور جو شخص شکر کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا ربّ بہت غنی خوب عزت والا ہے۔

اسی طرح جو لوگ دن رات بغاوتیں کرتے ہوئے اس کو ناراض کر رہے ہیں وہ بھی اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

اِنْ تَكْفُرُوْٓا اَنْتُمْ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ حَمِيْدٌ ⁽²⁾

اگر تم اور جو لوگ زمین میں ہیں سارے کفر کرو گے تو اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔

ایک حدیث شریف میں واضح آتا ہے کہ دنیا بھر کے لوگ اگر اعلیٰ درجہ کے پرہیز گار بن جائیں تو اللہ تعالیٰ کی بادشاہت میں ایک قطرے کا اضافہ نہیں ہوتا اور اسی طرح اگر سارے لوگ پرلے درجے کے بدکار بن جائیں تو اس کی بادشاہت میں ایک قطرے کی کمی واقع نہیں ہوتی ہے، جو شخص بھی اچھا یا برا کرتا ہے اپنے لئے کرتا ہے۔

اسی طرح اس صفاتی نام کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو "داتا" یا "گنج بخش" نہ کہا جائے کیونکہ روزی روٹی دینے والا اور سب خزانوں کا مالک صرف وہی ہے اور سب نبی ولی اسی سے سب کچھ مانگتے رہے ہیں۔

---

(1) النمل: 40 (2) ابراہیم: 8

49 اَلْفَتَّاحُ خوب کھولنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام " اَلْفَتَّاحُ " ہے جس کا معنیٰ "نہایت کھولنے والا اور صاف صاف فیصلہ کرنے والا" ہے۔

یہ نام قرآن میں ایک مرتبہ آیا ہے

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ (1)

کہہ دو ہم سب کو ہمارا ربّ جمع کرے گا پھر وہ ہمارے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور وہی خوب فیصلہ کرنے والا بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

سیدنا نوح نے ربّ تعالیٰ سے کہا:

فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَنَجِّنِي وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ (2)

پس تو میرے اور ان کے درمیان خوب فیصلہ ہی کر دے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان والے ہیں نجات دے۔

اور اسی طرح شعیب علیہ السلام نے اپنے فتاح ربّ سے دعا کرتے ہوئے کہا:

وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ (3)

ہمارے ربّ کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے، ہم اللہ ہی پر بھروسہ کرتے ہیں، اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے موافق فیصلہ کر دے اور تو بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

---

(1) السبا:26 (2) الشعراء:118
(3) الاعراف:89

ان آیات سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اس لحاظ سے بھی فتاح ہیں کہ وہ حق و باطل کے درمیان فیصلہ کر کے ہمیشہ حق والوں کو غلبہ نصیب کرتے ہیں اور وہ ہی سب سے بڑا فیصلہ قیامت والے دن بھی کرنے والے ہیں۔

اسی طرح فَتح کا معنی ”کھولنا ہوتا ہے“ اسی لئے چابی کو عربی میں مِفْتاحُ کہتے ہیں کہ وہ تالے کو کھول دیتی ہے اور ربّ تعالیٰ اس اعتبار سے بھی فتّاح ہیں کہ وہ اپنے بندوں کے لئے نعمتوں اور رحمتوں کے دروازے کھولتے رہتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ مال اولاد اور رزق کے دروازے کھولتے ہیں وہاں اہل ذوق کے لئے معرفت و بصیرت کی راہیں بھی کشادہ کرتے ہیں اور جن کے لئے ربّ خیر کے دروازے کھول دے پھر ان کو کوئی بند نہیں کر سکتا چاہے حاسد اور مخالف الٹے لٹک جائیں۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [1]

اللہ بندوں کے لئے جو رحمت کھولتا ہے اسے کوئی بند نہیں کر سکتا اور جسے وہ بند کر دے تو اس کے بعد کوئی کھولنے والا نہیں اور وہ نہایت غلبے والا زبردست حکمت والا ہے۔

جب رِزق، رحمت اور سب آسانیوں کے دروازے وہی کھولتا ہے اور اس کے کھولے دروازے کوئی بند بھی نہیں کر سکتا تو پھر ہمیں درباروں مزاروں پر دھکے کھانے کی بجائے ہر پل اسی سے مانگنا چاہیے اور پورے یقین سے مانگنا چاہیے اس کو اپنے پکے مانگت اور وفادار بندے بہت ہی پسند ہیں، ربّ تعالیٰ ہم سب کے لئے خیر کے سب دروازے کھول دے۔ آمین

[1] فاطر: 2

50 اَلْقَادِرُ قدرت رکھنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْقَادِرُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "قدرت رکھنے والا" ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کام کے کرنے میں کسی کی محتاجی ہے نہ مشکل اور نہ ہی کسی قسم کی کوئی بے بسی ہے وہ جو کام جب چاہے کرے وہ ہر کام کے کرنے پر ذاتی طور مکمل طاقت، قوت اور قدرت رکھتا ہے، اس کے پاس "کُنْ فَیَکُوْن" کی قدرت ہے، جب کفار بار بار اللہ کے رسول ﷺ سے نشانیاں مانگتے تھے تو ربّ تعالیٰ نے یہی جواب دیا:

قُلْ اِنَّ اللّٰهَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ یُّنَزِّلَ اٰیَةً وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ [1]

کہہ دو! اللہ اس پر قادر ہے کہ نشانی اتارے اور لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے

اسی طرح بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مہلت کو نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی بے بسی سمجھ لیتے ہیں حالانکہ ربّ تعالیٰ نے خوب کھول کر واضح کر دیا:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ یَلْبِسَكُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ اُنْظُرْ كَیْفَ نُصَرِّفُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّهُمْ یَفْقَهُوْنَ [2]

کہہ دو! وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے کر کے ٹکرا دے اور ایک کو دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھا دے، دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

پھر مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

[1] الانعام: 37 [2] الانعام: 65

اَلَیۡسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنۡ یُّحۡیِۦَ الۡمَوۡتٰی [1]

پھر کیا وہ (اللہ) مردے زندہ کردینے پر قادر نہیں ؟۔

یعنی جو معمولی سی پانی کی بوند سے خوبصورت شکلیں اور وجود تراش سکتا ہے، جس کے حکم سے حقیر سادانہ زمین کے سینے کو پھاڑ کر مضبوط درخت بن سکتا ہے کیا اس کے حکم سے قبروں سے مردے نہیں اٹھ سکتے ؟ پھر اسی طرح وہ بندے پر جیسا چاہے کرم کردے وہ قادر ہے اور بے نیاز ہے اور وہ حدیث تو یاد ہو گی کہ جب آخری جنتی اللہ کی کمال رحمت اور قدرت سے جنت میں جائے گا اور تاحدِ نگاہ عیش و عشرت دیکھے گا تو ربّ تعالیٰ سے کہے گا میرے مولا میرے ساتھ مزاح تو نہ کریں، ربّ تعالیٰ جواب میں کہیں گے میں مزاح نہیں کر رہا:

وَلٰكِنِّي عَلَى مَا أَشَاءُ قَادِرٌ [2]

بلکہ میں جو چاہوں اس کے کرنے پر قادر ہوں۔ سبحان اللہ

اس صفاتی نام سے بھی ایک مومن کو بہت تسلی اور خوشی ہوتی ہے کہ میرا ربّ کمزور یا بے بس نہیں بلکہ پوری قدرتوں کا مالک ہے جب ہمیں وجود بھی اسی نے اپنی قدرت سے بخشا ہے پھر ہمیں قبروں سے بھی اپنی قدرت سے اٹھائے گا وہ ہر کام کے کرنے پر پورا پورا قادر ہے اور جب وہی قادر ہے تو پھر ہمیں اسی قدرت والے سے ہر کام میں مدد مانگنی چاہیے۔

افسوس ہے اُن لوگوں پر جو قادرِ مطلق ذات کو چھوڑ کر ان قبر والوں کو مدد کے لئے پکار رہے ہیں جنہیں اپنے غسل، کفن اور دفن پر بھی قدرت نہیں تھی بلکہ ورثاء نے نہلا دھلا کر گڑھے میں اتارا۔

---

[1] القیامۃ: 40 [2] الصحیح لمسلم: 187

51 اَلْقَاهِرُ غلبے اور تسلط والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْقَاهِرُ" بھی ہے جس کا معنی زبردست قوت و غلبے والا ہے، عربی زبان میں پہاڑ کی چوٹی کو بھی اسی لئے قاہر کہتے ہیں کہ وہ بہت مضبوط اور سب پر بلند ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے اس نام میں غضب اور غصے کے مفہوم کی بجائے غلبے تسلّط، قوت و شدت اور نہایت طاقتور ہونے کا معنی پایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے قاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ سرکش قوتوں کو بھی اپنے قوانین کی گرفت میں رکھتا ہے کوئی بھی اس کے مقابلے میں اپنا زور نہیں چلا سکتا، جیسا کہ موت کے احوال میں بیان ہوا ہے کہ:

فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ ①

پس اگر تمہارا احساب کتاب ہونے والا نہیں ہے تو تم اس روح کو کیوں نہیں لوٹا دیتے اگر تم سچے ہو؟

ایک جگہ فرمایا:

كَلَّآ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ . وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ. وَّظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ . وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ . اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ الْمَسَاقُ . ②

ہر گز نہیں! جب جان حلق تک پہنچ جائے گی. اور کہا جائے گا: ہے کوئی جھاڑ پھونک کرنے والا. اور آدمی سمجھ لے گا کہ یہ دنیا سے جدائی کا وقت ہے. اور پنڈلی سے پنڈلی جُڑ جائے گی. وہ دن ہو گا تیرے رب کی طرف روانگی کا.

① الواقعہ: 86-87 ② القیامۃ: 26-30

اللہ تعالیٰ کا یہ نام قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے ایک جگہ موت کے ذکر سے پہلے آیا ہے۔

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُوْنَ [1]

اور وہ اپنے بندوں پر زبردست تسلط رکھنے والا ہے اور تم پر نگہبان بھیجتا ہے، یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ پہنچتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اسے قبضہ میں لے لیتے اور وہ ذرا کوتاہی نہیں کرتے۔

دوسری جگہ مطلق طور پر اپنی قاہریت وجبروت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ [2]

اور اپنے بندوں پر اسی کا زور ہے اور وہی خوب حکمت والا نہایت خبردار ہے۔

یعنی کائنات کا بڑے سے بڑا اور ہر ذرّہ اس کے سامنے بے بس ہے اس کی ذات وصفات میں ایسا جلال ہے کہ تمام مخلوقات اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں، فرشتوں جیسی طاقتور مخلوق کی حالت یہ ہے کہ وہ اس کی مرضی کے بغیر پر بھی نہیں ہلا سکتے۔ اللہ اکبر

اس صفاتی نام کا تقاضا ہے کہ ہم دل کی خوشی سے ایسے قاہر پروردگار کی عبادت کریں اور عبادت وسخاوت کے ذریعے اس کی مدد حاصل کریں کیونکہ جس کے ساتھ قاہر ہو اور اس قاہر ربّ کی مدد ہو، اس کا کوئی نقصان نہیں کر سکتا۔

[1] الانعام: 61 [2] ایضاً :18

52 اَلْقُدُّوْسُ نہایت پاکیزہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک صفاتی نام ”الْقُدُّوس“ بھی ہے جس کا معنی ”حد درجہ پاک“ ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ عیبوں سے، اولادوں سے اور ہر قسم کے شریکوں سے پاک ہے اس کی ذات میں کوئی عیب ہے نہ اس کی صفات میں کوئی عیب ہے، وہ ہر ایک اعتبار سے پاک ہی پاک بلکہ نہایت پاک ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پاکیزہ نام کا ذکر قرآن مجید میں دو مقام پر ہے:

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (1)

اللہ وہی ذات ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ بادشاہ، نہایت پاکیزہ، سلامتی والا، امن دینے والا، خوب نگرانی کرنے والا، ہمیشہ سے غالب، قوت وطاقت والا، بڑائی والا۔

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ (2)

جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں جو بادشاہ نہایت پاک، ہمیشہ سے غلبے والا اور خوب حکمت والا ہے۔

(1) الحشر: 23 (2) الجمعة: 1

اسی طرح رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس پاک صفاتی نام کا ذکر اپنے رکوع اور سجدوں کی دعا میں بھی کیا کرتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدے میں مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (1)

بہت زیادہ پاکی اور نہایت پاکیزگی والا فرشتوں اور جبریل کا ربّ

اور اسی طرح عبدالرحمن بن ابزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز وتر سے سلام پھیرتے تو تین مرتبہ کہتے: "سُبحانَ المَلِكِ القُدُّوسِ" پاک ہے حقیقی بادشاہ، نہایت پاکیزگی والا (2)

اس نام کی روشنی میں یہ بات بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر قسم کے عیب سے پاک ہیں اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ تمام گمراہ فرقوں کی تاویلات سے بھی پاک ہیں کیونکہ اسلام میں کچھ ایسے گمراہ فرقے پیدا ہو چکے تھے جنہوں نے عقل کی بنیاد پر یا تو اللہ تعالیٰ کی اکثر صفات کا سرے سے انکار ہی کر دیا یا پھر ان کی ایسی تاویل کر دی کہ جس سے سرے سے اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی ہی ہو جاتی ہے ان گمراہ فرقوں میں معتزلہ، جہمیہ، ماتریدیہ سر فہرست ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات کے حوالے سے صرف ایک آیت اچھی طرح سمجھ لیں؛

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ (3)

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہی خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔

یعنی جس طرح اس کی ذات جیسی کوئی دوسری ذات نہیں اسی طرح اس کی صفات جیسی کسی کی صفات نہیں اور وہ ہر کمزوری سے پاک ہے۔

❀ ❀ ❀

(1) الصحیح لمسلم : 487 (2) مسند احمد : 15398، الصحیح المسند: 912
(3) الشوری: 11

53 اَلْقَدِيْرُ ہمیشہ سے بہت زیادہ قدرت والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْقَدِيْرُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "ہمیشہ سے بہت زیادہ قدرت والا" ہے اور وہ ایسا قدرت والا ہے کہ کسی کام کے کرنے میں اس کو اسباب کی محتاجی بھی نہیں ہے وہ لمحہ بھر میں جو قدرت دکھانا چاہے آنکھ جھپکنے سے پہلے دکھا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے اس مبارک نام کا ذکر قرآن مجید میں پنتالیس مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ اسی حقیقت کو سمجھایا گیا ہے کہ ہمارا ربّ ضعیف نہیں بلکہ بے تحاشا قدرتوں کا مالک ہے۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ [1]

وہ ذات بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں سب بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر ہمیشہ سے بہت زیادہ قدرت والا ہے۔

کسی بھی مسلمان کو کسی بھی گھڑی ناامید نہیں ہونا چاہیئے بظاہر سب اسباب اٹھ بھی جائیں وہ قادر قدیر پھر بھی اپنی قدرت کے کرشمے دِکھلا دیتا ہے اس نے اپنی قدرت سے ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے آگ کو گلزار بنا دیا، اپنی قدرت سے حضرت یونس کو مچھلی کے پیٹ سے زندہ باہر نکالا، اپنی قدرت سے جہاں سیّدہ مریم علیہا السلام کو بند کمرے میں پھل دیئے وہاں بِن باپ کے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو پیدا کر دیا اور ساتھ مسیحیوں کو شرک کی لعنت سے بچانے کے لئے کہا:

[1] الملك: 1

لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (1)

بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہی مریم کا بیٹا مسیح ہے، کہہ دے کہ پھر اللہ کے سامنے کس کا بس چل سکتا ہے اگر وہ چاہے کہ مریم کے بیٹے مسیح اور اس کی ماں اور جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کو ہلاک کر دے اور آسمانوں اور زمین اور ان دونوں کے درمیان کی سلطنت اللہ ہی کے لئے ہے، جو چاہے پیدا کرتا ہے اور اللہ ہر چیز پر ہمیشہ سے بہت زیادہ قادر ہے۔

وہ ایسا قدیر ہے کہ اگر چند نوجوان اس کی توحید کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو وہ بڑے بڑے بادشاہوں اور جرنیلوں کو نامراد کر کے ان جوانوں کے لئے غار کو ہی فائیو سٹار ہوٹل بنا دیتا ہے، وہ قدرت دکھانے پہ آئے تو بخاری شریف کے مطابق ایک لکڑی سے ڈاکیے کا کام لے لے۔

آج بھی ضرورت اسی عقیدے کی ہے کہ ہم کبھی مایوس نہ ہوں اس قادر قدیر ربّ کی قدرتوں پر پورا یقین رکھیں جہاں "لا إلهَ إلاَّ اللّه وحْدهُ لاَ شَرِيكَ لهُ، لَهُ المُلْكُ، ولَهُ الحمْدُ، وَهُو عَلَى كُلِّ شَيءٍ قَدِيرٌ" پڑھتے رہیں وہاں بوقت تہجد "اللَّهُمَّ أنتَ المُقَدِّمُ و أنت المُؤَخِّرُوَ أَنتَ علىٰ كُلِّ شيءٍ قديرٌ" کا وِرد بھی کبھی نہ چھوڑیں، صرف وہی قادر ہے وہی قدیر ہے وہی سب کچھ ہے اسی پہ کامل بھروسہ رکھیں باقی سب درجہ بدرجہ کمزور، بے بس، ضعیف اور کچھ نہ کر سکنے والے ہیں۔

(1) المائدة: 17

54 اَلْقَرِیْبُ انتہائی نزدیک

اللہ تعالیٰ کے وہ صفاتی نام جو مسلمان کی ساری اُداسیاں ختم کر دیتے ہیں ان میں سے ایک نام "اَلْقَرِیْبُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "انتہائی نزدیک اور قریب"۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر مُستوی ہیں جیسا کہ درجنوں نہیں سینکڑوں دلائل سے ثابت ہے، رہا مسئلہ کیسے مستوی ہیں اس کا صاف سیدھا جواب یہی ہے کہ ہم اس کیفیت کو سمجھ نہیں سکتے اس لئے وہ اُسی طرح عرش پر مُستوی ہے جس طرح اس کی شان کے لائق ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں اپنی محدود عقل کے گھوڑے دوڑانے کی کوئی ضرورت ہے نہ ہی اجازت ہے اور وہ عرش پر مستوی ہو کر بھی اپنے علم، اپنی قدرت اور رحمت کے اعتبار سے ہماری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ جیسا کہ فرمایا؛

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ۚ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (1)

اور بے شک ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم جانتے ہیں جو وسوسہ اس کے دل میں گزرتا ہے اور ہم اس سے اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

پھر وہ پکارنے والے کی سچی آہ کو اتنے قریب سے سن لیتا ہے اور قبول بھی کر لیتا ہے کہ ماں عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیّدہ خولہ رضی اللہ عنہا کی باتیں مجھے سمجھ نہیں آئیں مگر اللہ نے ساتویں آسمان کے اوپر سے سن بھی لیں اور اس کا مسئلہ ایسا حل فرمادیا کہ قیامت تک کے سب مسلمانوں کے لئے آسانی کر دی۔ سبحان اللہ

اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک نام قرآن مجید میں 3 مرتبہ آیا ہے ایک جگہ تو خود فرمایا؛ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ

(1) ق :16

فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (1)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں بہت نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

اسی طرح سیدنا ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے کہا

فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ (2)

پس اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو، بے شک میرا ربّ بڑا نزدیک، قبول کرنے والا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ'' (3)

اور اگر میں سیدھی راہ پر ہوں تو اس لئے کہ میرا ربّ میری طرف وحی کرتا ہے، بے شک وہ خوب سننے والا انتہائی قریب ہے۔

ایک دفعہ دوران سفر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت بلند آواز سے ربّ تعالیٰ کی حمد وثنا کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعض زیادہ چیخ کر ذکر کرنے والوں کو فرمایا:

''إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا قَرِيبًا'' (4)

بلاشبہ تم خوب سننے والے انتہائی نزدیک ربّ کو پکار رہے ہو۔

اس صفاتی نام اور بیان کردہ دلائل سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ خاص کر اپنے عبادت گزار بندوں کے بہت قریب ہے وہ خوب شوق سے عبادت کریں، پورے یقین سے پکاریں، دعائیں کریں وہ قبول کرتا ہے اور قریب ربّ کو چھوڑ کر سینکڑوں کلومیٹر دور درباروں مزاروں پہ جا کر شرک نہ کریں اور اسی طرح بعض صوفیائے کرام کو بھی ساؤنڈ سسٹم کھول کر چیخ چیخ کر دھمالیں ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے ربّ تعالیٰ قریب ہے اور خشیت والی پوشیدہ آواز کو زیادہ پسند کرتا ہے۔

---

(1) البقرة 186
(2) ہود: 61
(3) سبا: 50
(4) صحيح البخاري :4205

55 اَلۡقَوِیُّ سب سے زیادہ طاقتور

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلۡقَوِیُّ" بھی ہے جس کا معنی ہے "بہت زیادہ طاقتور، انتہائی قوت والا اور نہایت مضبوط" ظاہر ہے جب اللہ تعالیٰ اس کائنات کا خالق و مالک ہے اور جس نے ہزاروں طاقتور مخلوقات کو پیدا کیا ہے وہ خود بھی ایسی قوت و طاقت کا مالک ہو گا بلکہ ہے کہ جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید میں یہ صفاتی نام نو مرتبہ آیا ہے ایک جگہ فرمایا:

اَللّٰهُ لَطِيۡفٌ بِعِبَادِهٖ يَرۡزُقُ مَنۡ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ [1]

اللہ اپنے بندوں پر بڑا لطف و کرم کرنے والا ہے جسے (جس قدر) چاہے روزی دیتا ہے اور وہ بڑا طاقتور نہایت غلبے والا ہے۔

جب صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو شرک اور دیگر برے اعمال سے روکا اور رکنے کی بجائے ان کی سرکشی اور بڑھ گئی تو قرآن کہتا ہے

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّيۡنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَمِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الۡقَوِىُّ الۡعَزِيۡزُ [1]

پھر جب ہمارا حکم آ پہنچا تو ہم نے صالح کو اور جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اپنی رحمت سے بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے نجات دی، بے شک تیرا ربّ وہی بہت قوت والا نہایت غلبے والا ہے۔

پہلے دن سے انسان کی سب سے بڑی بھول یہی رہی ہے کہ وہ ربّ کی دی ہوئی عارضی قوت کو اپنی ذاتی طاقت سمجھ کر سرکشی کرتا رہا ہے جبکہ اس کو یہ حقیقت سمجھ لینی

[1] الشوریٰ: 19 [1] ہود: 66

چاہیئے تھی کہ جب قوی پروردگار کی پکڑ آتی ہے تو یہ مٹی کا پتلا نشانِ عبرت بن جاتا ہے۔

آج اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ قوی پروردگار میری مدد کرے تو وہ اس کے دین کی مدد کرے اور اس کے غلبے کے لئے کوشش کرے جیسا کہ فرمایا:

وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ [1]

اور اللہ ضرور از ضرور اس کی مدد کرے گا جو اللہ کی مدد کرے گا، بے شک اللہ نہایت طاقتور، نہایت غالب ہے۔

اللہ کی مدد اس کے دین کی مدد ہے، آج شرک کے اڈوں کو مضبوط کرنے والے ظالم قیامت والے دن پچھتائیں گے اور ربّ تعالیٰ کی قوت کا اعتراف کریں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ [2]

اور ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہیے اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور کاش دیکھتے وہ لوگ جو ظالم ہیں جب عذاب دیکھیں گے کہ سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ "قوی مومن اللہ کے ہاں کمزور مومن سے زیادہ محبوب ہے"[3] اللہ تعالیٰ کو مومن کی کمزوری اور سستی پسند نہیں ہے اور ہاں ایسے مومن ربّ کے بہت محبوب ہیں جو ربّ سے قوت وطاقت اور شان وشوکت پا کر اس کے آگے عاجزی کرتے رہتے ہیں اور کثرت سے لاحول ولا قُوَّةَ اِلابِاللّٰہ پڑھتے رہتے ہیں۔

---

[1] الحج: 40 [2] البقرة: 165

[3] الصحيح لمسلم:6774

1 اَلْقَهَّارُ سخت گرفت اور پورے غلبے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْقَهَّارُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا، سخت گرفت اور پورے غلبے والا، پورے اختیارات کا مالک اور ان کو نافذ کرنے کی پوری طاقت رکھنے والا اور سب پر ایسا بالا دست کہ کوئی اس کے قانون کی گرفت سے باہر نہیں جاسکتا"۔

اللہ تعالیٰ کا یہ جلالی اور صفاتی نام قرآن مجید مجید میں چھے مرتبہ آیا ہے اور ہر جگہ یہی بتایا گیا ہے کہ اس کی دی ہوئی مہلت کو اپنی طاقت نہ سمجھو بلکہ یہ جان لو کہ کائنات کا ہر بڑا اور ذرّہ اس کے سامنے بے بس ہے اس کے آگے زور آزمائی تو دور کی بات ہے کوئی دم نہیں مار سکتا اور جب وہ ظالموں کو ایک متعین مدت کے بعد پکڑتا ہے تو صفحہ ہستی سے اس طرح مٹا دیتا ہے گویا کہ وہ یہاں تھے ہی نہیں،اس کی مثال قومِ نوح، قومِ عاد اور قومِ ثمود کی تباہی کی صورت میں دیکھی جاسکتی ہے وہ سمجھتے تھے ہم بہت زور آور ہیں، پہاڑوں کی چٹانوں میں ہمیں کوئی ہلا تک نہیں سکتا مگر جب ربّ کی کڑک اور بجلی کی چمک آئی تو وہ سیاہ کوئلوں کی طرح زمین پر جا گرے اور آج تک ان کے تذکرے بطورِ عبرت قرآن مجید میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ لوگوں کو بتادو:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ [1]

پیدا کرنے والا صرف اللہ ہے اور وہ اکیلا سب کو اپنے قابو میں رکھنے والا ہے۔

[1] الرعد: 16

اسی صفاتی نام کا ذکر کرتے ہوئے پاکبازوں کے امام سیدنا یوسف علیہ السلام نے جیل کے قیدیوں کو کہا تھا

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَأَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١﴾

اے قید خانے کے ساتھیو! کیا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو زبردست قوت وطاقت والا ہے؟

اسی طرح قیامت والے دن سب اس قہار کے سامنے پیش ہوں گے:

يَوْمَ هُم بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿٢﴾

جس دن وہ سب (قبروں سے) نکل پڑیں گے اور ان (کے اعمال) سے کچھ بھی اللہ پر پوشیدہ نہ رہے گا، آج کس کی بادشاہی ہے؟ اللہ ہی کی جو یکتا ہے سب پر نہایت غلبہ رکھنے والا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ یہاں بڑے بڑے فرعون آئے مگر پانی میں ڈوب گئے کسی نے ان کا حال تک نہ پوچھا اس لئے انسان کو کبھی اپنی بے بسی نہیں بھولنی چاہیئے اور اسی طرح جب سب غلبوں کا مالک وہی قہار ہے تو پھر در در پہ جا کر ٹھوکریں کھانے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟ اسی قہار کے آگے سچے دل سے جھکیں اور سب خزانے پائیں۔

قہاری وجباری وقدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

---

(1) یوسف 39　(2) غافر: 16

57 اَلْکَبِیْرُ نہایت بڑائی والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْکَبِیْرُ'' بھی ہے جس کا معنی ہے ''بہت زیادہ کبریائی اور بڑائی والا''، یعنی جس کی شان و شوکت، عظمت اور بڑائی پوری کائنات پہ چھائی ہوئی ہے وہ ذات وصفات اور اپنے اختیارات کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے، اس کے مقابلے میں سب کچھ حقیر سے حقیر تر ہے:

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ (1)

اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی بڑائی ہے اور وہی نہایت غالب بہت زیادہ حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ جلالی نام قرآن مجید میں چھے مرتبہ آیا ہے اہلِ شرک کی باتوں کا رد کرتے ہوئے کہا:

سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا (2)

وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت ہی بلند خوب بڑائی والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی شان ربوبیت اور مخلوقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ (3)

---

(1) الجاثية: 37 (2) بنی اسرائیل 43

(3) لقمان 30

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جس کو وہ پکارتے ہیں جھوٹ ہے
اور اللہ ہی بلند اور بہت زیادہ بڑائی والا ہے۔

اسی طرح جب اہل شرک سخت عذاب میں گرفتار ہوں گے تو ان کو کہا جائے گا:

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ (1)

یہ عذاب اس لئے ہے کہ جب تمہیں اکیلے اللہ کی طرف بلایا جاتا تھا تو انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا تو مان لیتے تھے، سو یہ فیصلہ اللہ کا ہے جو بلند و بالا نہایت کبریائی والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کا تقاضا ہے کہ ہم اس کے حکم کو بھی بڑا سمجھ کر اس کے آگے جھک جائیں اور اپنی زبان کو "**اللہ اکبر**" اور "**اللہ اکبر کبیرا**" کے ساتھ تر رکھیں اور جو شخص بے نماز ہے اس نے ربِّ کبریا کی بڑائی کو سمجھا ہے نہ ہی حقیقی معنوں میں اس کو "**اَلْكَبِيْرُ**" تسلیم کیا ہے اور اسی طرح جب اللہ "**اَلْكَبِيْرُ**" ہے اور یہ کائنات اور اس میں بسنے والی ہزاروں مخلوقات اس پر بطور شاہد ہیں تو ہمیں غیروں کو بڑا بنا کر نہیں پوجنا چاہیے اور نہ ہی ان کے آگے جھکنا چاہیے، یہ مقدس نام جہاں توحید کی عظمت پیدا کرتا ہے وہاں عاجزی وانکساری بھی پیدا کرتا ہے کہ کبیر وہ ہے ہم کبیر نہیں ہیں بلکہ ہم تو صغیر اور حقیر سے حقیر تر ہیں نماز اور اکثر نیک اعمال میں اللہ اکبر کا ذکر ہمیں اپنی بے بسی اور کبریا کی کبریائی کا احساس دلاتا ہے۔

---

(1) مومن 12

58 اَلْكَرِيْمُ ہمیشہ سے بہت زیادہ کرم والا

اللہ تعالیٰ کے جامع ترین صفاتی ناموں میں سے ایک نام "اَلْكَرِيْمُ" ہے جس کا معنی "ہمیشہ سے بہت زیادہ کرم والا" ہے۔

عربی زبان میں "کریم" ایک جامع ترین لفظ ہے اور اہل عربؔ اِس لفظ کو اُس شخص کے لئے بولتے ہیں جس میں تمام تر بلند خصلتیں موجود ہوں یعنی جو ہر اعتبار سے شرف و مجد کا مالک اور ہر لحاظ سے عزت و تکریم کا مستحق ہو، جس کی سخاوت، عنایات اور نوازشات کا سلسلہ وسیع تر ہو، اب آپ خود اندازہ لگائیں جب یہ جامع لفظ عرش و فرش کے خالق و مالک کے لئے بطور صفت آئے گا تو اس میں کیا جمال، کمال اور جلال ہو گا؟

جب اس جیسا خالق مالک اور رازق کوئی نہیں تو پھر اس جیسا کریم بھی کون ہو سکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم نام قرآن مجید میں ربِّ کریم کے لئے دو مرتبہ آیا ہے اور ایک جگہ تو ایسے اسلوب میں لایا گیا ہے کہ اگر کوئی زندہ ضمیر انسان اس پر غور کر لے تو کبھی اپنے کریم ربّ کی نافرمانی نہ کرے، فرمایا

يٰۤاَيُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ [1]

اے انسان! تجھے اپنے نہایت کرم کرنے والے ربّ کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا؟۔

یعنی جس ربّ نے ماں کے پیٹ سے لے کر موت تک ہر طرح کا کرم کیا تو اس کا ہی باغی اور نافرمان بن گیا اور اس کے مقابلے میں تو نے اپنے اور اپنے ربّ کے دشمن شیطان کو چن لیا۔

---

[1] الا نفطار: 6

جن لوگوں کو ربّ نے دنیا کے انمول کمالات دیئے تھے ان میں ایک نام سیدنا سلیمان علیہ السلام کا بھی ہے آپ علیہ السلام نے ایک معجزہ کے ظہور پہ کہا تھا کہ یہ سارا ربّ کا فضل ہے اور اس فضل پر ہم اس کے شکر گزار ہیں اور اس شکر گزاری کا فائدہ بھی ہمیں ہے ورنہ:

وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ رَبِّي غَنِيٌّ كَرِيمٌ [1]

اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا ربّ بھی ہر اعتبار سے مالا مال نہایت کرم والا ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی نہایت خوبصورت پیرائے میں ربّ تعالیٰ کی نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے اس صفاتی نام کا تذکرہ فرمایا ہے؛

إِنَّ اللهَ حِيِيٌّ كرِيمٌ يَسْتَحِيِيْ إذا رَفَعَ الرَّجُلُ إِلَيْهِ يَدَيْهِ أَنْ يَّرُدَّهُمَا صِفْرًا خائِبَتَيْنِ [2]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت زیادہ حیادار نہایت کرم والے ہیں اس بات سے شرماتے ہیں کہ جب بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھائے اور وہ ان کو نامراد خالی لوٹا دے۔ اللہ اکبر

افسوس تو اُن پر ہے جو کریم ربّ کو چھوڑ کر مفاد پرستوں اور جاہلوں کو کرنی دھرنی والا سمجھتے ہیں، ان کے آگے گھٹنے ٹیکتے ہیں اور پھر وہ بھی نذر و نیاز کے نام پر دن رات مریدوں سے مال لوٹنے میں مصروف رہتے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

[1] النمل: 40
[2] سنن الترمذی: 3556

59 اَللَّطِيْفُ نہایت لطف وکرم والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اللَّطِيْفُ'' بھی ہے جس کا معنی ''نہایت نرمی کرنے والا، باریک بین'' ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بڑی شفقت و محبت کا معاملہ کرتے ہیں، دل کے رازوں سمیت باریک سے باریک ترین چیز کا بھی علم رکھتے ہیں اور خود نظروں سے اوجھل مگر ایسے خفیہ طریقے سے اپنے بندے کی مدد کرتے ہیں کہ وہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔

یہ مبارک نام قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے ایک جگہ پر ارشاد فرمایا:

لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [1]

اسے آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں اور وہ آنکھوں کو دیکھ سکتا ہے اور وہ نہایت باریک بین بہت زیادہ باخبر ہے۔

اور وہ ربّ ایسا کیوں نہ ہو؟

أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ [2]

بھلا وہ نہیں جانے گا جس نے (سب کو) پیدا کیا وہ بڑا باریک بین نہایت باخبر ہے۔

خفیہ شرارتیں کرنے والوں کو جان لینا چاہیے کہ وہ اپنے لطیف خالق و مالک سے کہیں نہیں چھپ سکتے وہ ان کے نفاق بھرے زہریلے ہر وار کو اچھی طرح سے

---

[1] الأنعام: 103 [2] الملك: 14

جانتا ہے اگر وہ فوری پکڑ نہیں کرتا تو یہ اس کی رحمت اور حکمت ہے اور کچھ نہیں ،ورنہ آپ سب کے علم میں ہے کہ سیدنا یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے کنویں میں پھینک دیا تھا مگر ربُّ العزت نے نہایت باریک بینی اور لطافت سے مصر کا تخت عطا کر دیا اور اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے سیدنا یوسف علیہ السلام نے خود کہا؛

إِنَّ رَبِّي لَطِيفٌ لِّمَا يَشَآءُ إِنَّهُۥ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ [1]

بے شک میرا ربّ جو چاہتا ہے اس کے لئے نہایت باریک بین، دقیقہ رس ہے، بے شک وہی خوب جاننے والا نہایت حکمت والا ہے۔

پھر پانچ مقامات پر لطیف کے ساتھ خبیر بھی آیا ہے جو اس صفاتی نام کے معنی میں مزید لطافت پیدا کر دیتا ہے جس سے مومن بندے کی تسلی اور یقین میں اور اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے کہ میرا ربّ لطیف و خبیر ہے یعنی وہ میرے اندر کے جذبات اور سارے حالات کو خوب جانتا ہے اس لئے وہ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

ایک سچے مومن پر بھی فرض ہے کہ وہ کڑے سے کڑے حالات میں بھی اس صفاتی نام کو یاد رکھے اور پر امید رہے کہ میرا ربّ لمحہ بھر میں میرے لئے ایسے انداز سے خیر کے وہ دروازے کھول دے گا کہ میرا وہم و گمان بھی وہاں نہیں پہنچ سکتا۔

---

1 یوسف: 100

60 اَلْمُؤْمِنُ امن دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام " اَلْمُؤْمِنُ " بھی ہے اور یہ نام سورت حشر کی آیت 23 میں ایک مرتبہ آیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ " اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے، وہ کسی پر ظلم کرتا ہے نہ کسی کا حق مارتا ہے اور نہ ہی وہ کسی کے اجر کو ضائع کرتا ہے۔ اس جہان میں اس کا امن پوری کائنات کے لئے ہے اور وہ قیامت والے دن بھی اپنے سب وعدوں کو پورا کرتے ہوئے اپنے فرمانبردار بندوں کو امن عطا کرے گا۔" قرآن مجید کی کئی آیات سے اللہ کے اس صفاتی نام کی مزید وضاحت ہوتی ہے ایک مقام پر قریشِ مکہ کو احساس دلاتے ہوئے فرمایا

فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ. اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ [1]

پس ان کو ضرور اس گھر کے ربّ کی عبادت کرنی چاہیئے جس نے ان کو بھوک میں کھلایا اور ان کو خوف سے امن دیا۔

آج ہمیں بھی پاکستان سے شرک کے اڈّے ختم کر کے اللہ تعالیٰ کی توحید، عبادت اور رسول ﷺ کی سنت کو فروغ دینا چاہیے کیونکہ ہمارے ربّ نے ہمیں انگریز اور ہندوؤں کی غلامی سے بچا کر امن والی جگہ عطا کی ہے۔

اسی طرح اپنے نیک بندوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

[1] القریش: 3-4

اَلَآ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ [1]

خبر دار! بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ غمگیں ہوں گے۔

اسی طرح قیامت والے دن نیکیاں لے کر آنے والوں کے متعلق فرمایا

مَنۡ جَآءَ بِالۡحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيۡرٌ مِّنۡهَا وَهُمۡ مِّنۡ فَزَعٍ يَّوۡمَئِذٍ اٰمِنُوۡنَ [2]

جو نیکی لائے گا سو اسے اس سے بہتر بدلہ ملے گا اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بھی امن میں ہوں گے۔

اگر کسی وقت اللہ تعالیٰ ہماری آزمائش کرتے ہوئے وقتی طور پر امن کو چھین بھی لیں اور ہم پر غیروں کو مسلط بھی کر دیں تو ہمیں اپنے اعمال کا جائزہ لینا چاہیے اور حقیقی استغفار کرنا چاہیے، کیونکہ بعض اوقات حکمت کے پیش نظر بد عمل قوموں سے امن چھین بھی لیا جاتا ہے اور اسی طرح مومن بندہ بھی وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور بات پر پورا یقین رکھے اور دوسرے کو امن دے، ایک حدیث میں مومن بندے کی تعریف کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ "جس کے شر سے دوسرے محفوظ ہوں ایسا شخص مومن ہے۔" جب اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام "المؤمن" ہے تو وہ امن دینے والے بندے کو ہی پسند کرتے ہیں، ہمیں بھی چاہیے کہ اللہ سے امن مانگتے رہیں اور خود دوسروں کو امن دیتے رہیں۔

---

[1] یونس:62 [2] النمل: 89

61 اَلْمُتَعَالِیْ نہایت بلند، بہت بلند

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الْمُتَعَال" بھی ہے جس کا معنی ہے "بہت بلند" یعنی اللہ تعالیٰ ذات، شان اور مقام کے اعتبار سے سب سے بلند ہیں اللہ تعالیٰ اپنے صفاتی ناموں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ①

پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے سب سے بڑا، بلند ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر یہ آیت پڑھی:

وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ ②

اور آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے اور وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند تر ہے۔

پھر آپ نے فرمایا اللہ عزوجل کہیں گے "میں جبار ہوں، میں متکبر ہوں، میں ہی بادشاہ ہوں (أَنَا الْمُتَعَالُ) اور میں ہی بلند تر ہوں" اللہ تعالیٰ اپنی بزرگی بیان کریں گے، ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں آپ نے اتنے وجد میں بار بار یہ صفاتی نام

① الرعد: 9 ② الزمر: 67

بولے کہ منبر، کانپ اٹھا یہاں تک کہ ہمیں شک گزرا آپ اس سے کہیں گر نہ جائیں گے (اللہ اکبر) (1)

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم نام اس مفہوم میں بھی آیا ہے کہ مشرک لوگ ربّ کے جو شریک ٹھہراتے ہیں ربّ تعالیٰ ان شریکوں سے اور ان کے شرک سے بہت بلند ہیں:

فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ (2)

پس اللہ بہت ہی بلند ہے جو برحق حقیقی بادشاہ ہے، اس کے سوا اور کوئی الہ نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

ایک جگہ بڑے زوردار انداز میں کہا:

سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا (3)

وہ پاک ہے اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے وہ بہت ہی زیادہ بلند ہے۔

اسی طرح فرمایا:

أَتَى أَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ (4)

اللہ کا حکم آپہنچا تم اس میں جلدی مت کرو، وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور بلند ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کا تقاضا ہے کہ بزرگوں اور پیروں کو خدائی صفات اور اختیارات میں ربّ کا شریک نہ بنایا جائے وہ اکیلا دستگیر ہے اور باقی سب اس کے در کے فقیر ہیں اور ربّ مشرکوں کے شرک سے بہت بلند اور عالی مرتبت ہے۔

❀ ❀ ❀

---

(1) مسند احمد 5608
(2) المؤمنون: 116
(3) اسرائیل: 43
(4) النحل: 1

62 اَلْمُتَكَبِّرُ بڑائی، کبریائی والا

اللہ تعالیٰ کی عظمت، برتری، بڑائی اور کبریائی بیان کرنے کے لئے کبیر، اکبر، کبریاء اور المتکبر کے الفاظ قرآن و حدیث میں آئے ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ بغیر کسی غیر کی شراکت کے ذاتی طور پر کائنات کا سب سے بڑا صرف ربّ ہے اور بڑائی و کبریائی، صرف اسی کی شان ہے جب بڑی سے بڑی چیز کا خالق بھی وہی ہے تو پھر کبریائی بھی اسی کا خاصہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن میں ایک مرتبہ آیا ہے

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ [1]

وہی اللہ ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ حقیقی بادشاہ، نہایت پاک سلامتی والا، امن دینے والا، نگہبان، زبردست غالب، حقیقی غلبے والا، بڑی بڑائی والا ہے، اللہ پاک ہے اس سے جو اس کے شریک ٹھہراتے ہیں۔

انسان کی عظمت اور بڑائی اسی میں ہے کہ وہ کبیر اور متکبر اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے

---

[1] الحشر: 23

جھک کر رہے اس کے احکامات خوشی سے قبول کرے، جو شخص جس قدر زیادہ عاجزی و انکساری اختیار کرے گا ربّ کبریا کی طرف سے اس قدر زیادہ شان و شوکت حاصل کرلے گا بصورت دیگر ربّ کی کبریائی کو فراموش کر کے خود بڑا بننے والا جہاں دنیا میں ہر خیر سے محروم کر دیا جاتا ہے وہاں جس کے دل میں روز قیامت رائی کے دانے برابر کبر نکل آیا وہ جنت جیسی عظیم نعمت سے بھی محروم کر دیا جائے گا اور ایک روایت میں تو یہاں تک فرمایا کہ:

"تکبر میری چادر ہے جس نے اس کو ہاتھ ڈالا میں اس کو عبرت کا نشان بنادوں گا۔" (1)

اسی طرح ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ:

"قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اعلان فرمائیں گے کہاں ہیں دنیا میں تکبر کرنے والے؟ کسی طرف سے کوئی جواب نہیں آئے گا سارے لوگ اس روز جھکے ہوئے چہروں کے ساتھ اللہ کی بڑائی اور کبریائی کے سامنے بے بس ہوں گے" (2)

لیکن اس بے بسی کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا، اصل عاجزی یہ ہے کہ یہاں نعمتیں، رتبے اور عہدے پا کر بندہ اللہ تعالیٰ کے سامنے بھی جُھکا رہے اور اس کے بندوں کے ساتھ بھی نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ ورنہ تاریخ ان عبرت ناک مناظر پر بھی شاہد ہے کہ بڑے بڑے بادشاہ اور جنرل کرنل غاروں میں چھپتے چھپاتے پیاسے مر گئے اور کسی نے ان کا حال تک نہ پوچھا۔

---

(1) سلسلہ احادیث صحیحہ: 2557 (2) الصحیح لمسلم: 7051

63 اَلْمَتِيْنُ نہایت قوت والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''اَلْمَتِیْنُ'' بھی ہے اور اس نام کا معنی ہے ''بہت زیادہ قوت والا'' ایسا قوت والا کہ جس کی قوت میں شدت ہو کہیں کوئی ڈھیل یا کسر نہ ہو، جس کی تمام تدبیریں پائیدار ہوں اور جس کے سب فیصلے مضبوط ہوں اور بعض اہل لغت نے ''متین'' کے معنی میں وُسعت اور کاملیت کا مفہوم بھی شامل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نہایت قوت و وُسعت والے ہیں اور اس کی ذات اور اس کی تمام صفات کامل و اکمل ہیں۔

یہ نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رزّاق ہونے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: جب میں عطا کرنے پہ آجاؤں تو پھر میں حالات اور اسباب کا بھی محتاج نہیں ہوں بلکہ؛

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ [1]

بلاشبہ اللہ ہی خوب رزق دینے والا، قوت والا، نہایت زور آور ہے۔

یعنی اگر وہ کسی کو غنی کرنے پہ آجائے تو پوری کائنات مل کر بھی اس متین کی نوازشات سے محروم نہیں رکھ سکتی۔

[1] الذاریات:58

چشمِ فلک نے کئی دفعہ ایسے مناظر بھی دیکھے کہ پوری قوم ایک طرف تھی اور اللہ تعالیٰ کے کمزور ترین چند نیک بندے دوسری طرف تھے، پوری قوم کے پورے زور کے باوجود نہ وہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا رزق کم کر سکے اور نہ ہی ان کے مستقبل کو تاریک کر سکے۔ یہ اسی متین پروردگار کی خفیہ اور مضبوط تدبیر تھی کہ جس کا مقابلہ بڑے بڑے ظالم فرعون بھی نہ کر سکے۔

آپ علیہ السلام کو اس نام سے خاص محبت بھی تھی جس کی ایک واضح دلیل حدیث میں موجود ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

أَقْرَأَنِي رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے پڑھایا ہے أني أنا الرزاق ذو القوة المتين [1]

"بلاشبہ میں ہی رزق دینے والا، قوت والا اور خوب زور آور ہوں۔"

اس صفاتی نام سے جہاں ایک مومن کے سب اندیشے ختم ہو جاتے ہیں وہاں ایک سچے مسلمان کا تعلق بھی اللہ تعالیٰ سے بہت مضبوط ہو جاتا ہے اور وہ مطمئن ہو جاتا ہے کہ وہ متین ذات مجھے کبھی بھی بے سہارا نہیں چھوڑے گی۔

ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها

من أحصاها دخل الجنة

[1] سنن ابی داؤد:3993

64 اَلْمُجِیْبُ قبول کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الْمُجِیْبُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "جواب دینے والا، دعا قبول کرنے والا" ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی پکار سنتے بھی ہیں اور قبول بھی کرتے ہیں حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے کہا کہ:

فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُجِيبٌ (1)

پس اس سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو، بے شک میرا ربّ قریب ہے، قبول کرنے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (2)

اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق سوال کریں تو میں نزدیک ہوں، دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے، پھر چاہیے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

پھر فرمایا کہ اور کون ہے جو کڑے وقت میں اللہ کے علاوہ پکاریں قبول کرے؟:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَعَ اللَّهِ قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ (3)

---

(1) هود: 61 (2) البقرة 186
(3) النمل: 62

بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمہیں زمین میں نائب بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔

بلکہ جو سمجھتے ہیں کہ ربّ ہماری پکار قبول نہیں کرتا اور وہ ربّ کو پکارنے میں غفلت کرتے ہیں ان کے متعلق سخت وعید بیان فرمائی:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ [1]

اور تمہارے ربّ نے فرمایا ہے مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔

یاد رہے! کوئی دعا اور سچی پکار ایسی نہیں جو رائیگاں چلی جائے صرف قبولیت کے تین مراتب ہیں، جو مانگا فوری عطا کر دیا گیا، جو مانگا تھا اس کے بدلے دعا قبول کر کے کسی حادثے سے بچا لیا گیا یا بندے کی دعا کو قبول کر کے اس کو اجر و ثواب کی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔

اس لئے ہر وقت پکاریں اور صرف اکیلے ربّ کو ہی پکاریں وہی سنتا اور قبول کرتا ہے ربّ کے علاوہ جو فوت شدگان کو مدد کے لئے پکارتے ہیں ان کی وہ پکار سنتے ہیں نہ قبول کرتے ہیں بلکہ ایسا پکارنا شرک میں چلا جاتا ہے۔

❀ ❀ ❀

[1] غافر: 60

65 اَلْمَجِيْدُ بہت زیادہ شان والا

اللہ تعالیٰ کا ایک بزرگی والا صفاتی نام "اَلْمَجِيْدُ" بھی ہے جس کا معنی بہت زیادہ شان والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات "كَثِيْرُالْمَجْدِ" بہت زیادہ جلالت و کرامت والی ہے، اس کی ذات، صفات اور اختیارات میں ایسی بلندی ہے کہ اس کی عظمت شان اور بزرگی کو کوئی نہیں پہنچ سکتا، حُسن و جمال اور کمال کی وسعتوں نے اس شان اور بزرگی کو ہر اعتبار سے بے مثال بنا دیا ہے۔ قرآن مجید میں یہ نام دو مرتبہ آیا ہے۔

ایک دفعہ جب بچے کی بشارت پر سیدہ سارہ علیہا السلام نے حیرانی کا اظہار کیا تو فرشتوں نے کہا:

قَالُوٓا أَتَعۡجَبِينَ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۖ رَحۡمَتُ ٱللَّهِ وَبَرَكَٰتُهُۥ عَلَيۡكُمۡ أَهۡلَ ٱلۡبَيۡتِۚ إِنَّهُۥ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ [1]

تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے، تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، بے شک وہ تعریف کیا ہوا نہایت بزرگی والا ہے۔

اسی طرح تیسویں پارے میں جہاں اللہ تعالیٰ کے دیگر صفاتی ناموں کا ذکر آیا ہے وہاں فرمایا

[1] هود: 73

ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ (1)

عرش کا مالک بہت بڑی شان والا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ رکوع سے اُٹھ کر اور تشہد میں درود شریف پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے اسی صفاتی نام کا ذکر کرتے تھے اور ہم بھی ہر نماز میں اس صفاتی نام کو دہراتے ہیں تاکہ جہاں اللہ تعالیٰ کی جلالت اور شان ہمارے دل میں موجزن رہے وہاں یہ عقیدہ بھی مضبوط رہے کہ ہر قسم کی بلند شان، اعلیٰ مقام، نہایت بزرگی اور عظیم شرف کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ربّ کے علاوہ جس کو شان اور بزرگی بھی ملی ہے وہ عطا کرنے والا وہی اکیلا مجید ہے اور جب ہر قسم کے مجُد کے لائق صرف وہی ہے تو پھر دعائیں بھی اسی کے آگے ہونی چاہئیں اور ہماری ہر قسم کی عبادت کے لائق بھی وہی ہونا چاہیئے۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے ہاں جن لوگوں کو صاف ستھرا انسان نہیں کہا جا سکتا مسلمان ہو کر کئی لوگ ان کے آگے جھکتے ہیں، ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہیں اور جو ہر قسم کی شان کے لائق نہایت بزرگی والا پروردگار ہے کبھی اس کے حق اور اس کی توحید کی فکر تک نہیں ہوتی۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

قرآن پاک چونکہ اللہ تعالیٰ کی کلام ہے اس کی صفت بھی مجید بیان ہوئی ہے اور جو شخص جس قدر زیادہ قرآن مجید سے رشتہ مضبوط کرتا جائے گا اس کی شان اور بزرگی میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا ورنہ بصورت دیگر سوائے ذلت کے اور کچھ نہیں ہے۔

---

(1) البروج 15

66 اَلْمُحِيْطُ گھیرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "المُحِیُط" بھی ہے جس کا معنی "احاطہ کرنے والا، گھیرنے والا" ہے اور عربی زبان میں دیوار کو بھی حائط اسی لئے کہتے ہیں کہ ہر چیز اس کے اندر ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کے مفہوم میں علم، حفاظت اور گرفت کا معنی بھی شامل ہے یعنی بڑی سے بڑی اور چھوٹی سے چھوٹی کوئی چیز بھی اللہ تعالیٰ کے علم ،اس کی حفاظت اور اس کی گرفت سے باہر نہیں ہے، کوئی جن، فرشتہ اور انسان کائنات میں کہیں بھی راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتا۔

یہ عظیم صفاتی نام قرآن مجید میں آٹھ مرتبہ آیا ہے ایک مقام سے اس صفاتی نام کو پڑھ کر بہت ہی تسلی اور سکون ہوتا ہے، اللہ فرماتے ہیں؛

وَإِنْ تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ (1)

اور اگر تم صبر کرو اور پرہیز گاری کرو تو ان کے فریب سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا، بے شک اللہ ان کے سب کاموں کو گھیرنے والا ہے۔

یعنی صبر اور تقویٰ اختیار کرنے سے ہم اپنے دشمنوں کی چالوں سے بچ سکتے ہیں کیونکہ ہمارے دشمن کا کوئی وار بھی ربّ کے احاطے سے باہر نہیں ہے بلکہ فرمایا؛

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُحِيطًا (2)

---

(1) آل عمران: 120 (2) النساء: 126

اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اللہ سب چیزوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

مزید اپنے اس صفاتی نام کا تعارف کرواتے ہوئے کہا کہ زمین و آسمان کا خالق میں ہوں، میرے حکم اور امر کے بغیر مکھی پَر تک نہیں مار سکتی، میں ہی ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہوں۔

وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (1)

اور اللہ نے ہر چیز پر علم سے احاطہ کر رکھا ہے۔

ہمارے بعض اولیاء کرام کہا کرتے تھے کہ اگر کسی کو ضرورت سے زیادہ ہی گناہ کرنے کی ضد ہے تو وہ کم از کم ایسی جگہ کا انتخاب کرے جو ربّ کے احاطے اور اس کی گرفت سے باہر ہو اور جب ایسا ممکن نہیں تو پھر کامیابی اسی میں ہے کہ گناہ چھوڑ دے۔
انسان بہت کمزور ہے اس کے مقابلہ میں جن اور فرشتوں کے بعض معاملات بہت زور آور ہیں، کسی انسان نے ربّ تعالیٰ سے نعمتیں پا کر جب بھی یہ سمجھ لیا کہ اب وہ ربّ کی گرفت سے باہر ہو گیا ہے تو محیط ذات نے اس کو ایسا پکڑا کہ رہتی دنیا تک وہ عبرت کا نشان بن گیا۔ ایک جگہ فرمایا؛

وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ (2)

اور اللہ ہر طرف سے ان کو گھیرے ہوئے ہے۔

اس لئے ایک کامیاب انسان کو کسی صورت بھی عاجزی اور عبادت والا رستہ نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اسی میں انسان کی نجات اور سعادت ہے۔

(1) الطلاق: 12
(2) البروج: 20

67 اَلْمُصَوِّرُ صورت بنانے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمُصَوِّرُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "شکل وصورت بنانے والا" ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا ہی خاصہ ہے کہ وہ پانی کی بوند سے نوک پلک درست کر کے صحیح صحیح نقشہ مرتب کرتا ہے پھر اس میں حُسن و جمال کی ایسی رعنائیاں بھر دیتا ہے کہ ایک حسین و جمیل شکل وصورت ہر ایک کو حیران کر کے رکھ دیتی ہے یہ صرف اُسی مصوّر کی شان ہے کہ بغیر کسی نقل اور نمونے کے ایسی خوبصورت شکلیں بناتا ہے کہ ایک کا نقشہ دوسرے سے ملتا ہے نہ حسن و جمال میں کوئی ایک جیسا ہے۔ سچ کہا قرآن نے:

فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (1)

پس برکت والا ہے پروردگار سب سے خوبصورت پیدا کرنے والا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں دیگر صفاتی ناموں کے ساتھ ایک مرتبہ آیا ہے:

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (2)

وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، ٹھیک ٹھیک بنانے والا، صورت دینے والا، اس کے اچھے اچھے نام ہیں، سب چیزیں اسی کی تسبیح کرتی ہیں جو آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور وہی زبردست غلبے والا نہایت حکمت والا ہے۔

(1) المومنون: 14 (2) الحشر: 24

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال مصور ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ فَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (1)

اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو آرام گاہ بنایا اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں اور پاکیزہ چیزوں سے تمہیں رزق دیا، وہی اللہ تمہارا پالنے والا ہے، پس سارے جہان کا پالنے والا اللہ بابرکت ہے۔

جب قد کاٹھ اور شکل وصورت دینے والا صرف وہی ہے تو عبادت کا حقدار بھی صرف وہی ہے ایسے احسان فراموش جو خوبصورت شکل اور ربّ سے ہزاروں نعمتوں کو پاکر، پھر بھی شرک کرتے ہیں، اللہ کے ساتھ دوسروں کو سجدہ تک کر دیتے ہیں انہیں کے متعلق ربّ نے بڑی دل موہ لینے والی صدا لگائی:

يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيمِ. الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ . فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ رَكَّبَكَ (2)

اے انسان تجھے اپنے ربّ کریم کے بارے میں کس چیز نے دھوکے میں ڈال دیا۔ جس نے تجھے پیدا کیا پھر تجھے ٹھیک کیا پھر تجھے برابر کیا۔ جس صورت میں چاہا تیرے اعضاء کو جوڑ دیا۔

(1) غافر: 64 (2) الانفطار: 6-8

68 اَلْمُقْتَدِرُ نہایت قدرت والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمُقْتَدِرُ" بھی ہے یعنی "ہر کام کے کرنے پر ہر وقت پوری قدرت رکھنے والا۔"

قرآن مجید میں درجنوں مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور قدرت کے کرشموں کا ذکر کیا ہے اور اس حقیقت کو بندوں کے سامنے کھول کر رکھ دیا ہے کہ وہ جب کسی کام کو کرنے پہ آجائے تو کسی فرد و بشر کا محتاج نہیں ہے بلکہ سب اس کی قدرت کے آگے بے بس ہیں، سادہ لفظوں میں قوّتِ خداوندی کو قدرت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔

قرآن میں جب دنیا کی رعنائیوں کے ختم ہونے کو ہرے بھرے باغوں کی ویرانی کے ساتھ بیان کیا گیا تو ساتھ فرمایا:

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ أَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيَاحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقْتَدِرًا [1]

[1] الکھف: 45

اور ان سے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو جو ایک پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے برسایا پھر زمین کی انگوری پانی کے ساتھ مل گئی پھر وہ ریزہ ریزہ ہوگئی کہ اسے ہوائیں اڑاتی پھرتی ہیں اور اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے۔

یعنی جو دنیا کو بنانے، سجانے پر قادر ہے وہ ویران کھیت کی طرح اس کو ختم کرکے آخرت لانے پر بھی پورا پورا مقتدر ہے۔

اسی طرح جنتی مہمانوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ [1]

بلاشبہ پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے سچائی کی مسندوں پر نہایت قدرت والے عظیم بادشاہ کے پاس۔

کوئی بھی مسلمان جب اللہ کے قادر قدیر اور مقتدر ہونے پر غور کرتا ہے تو اس کی ساری مایوسی ختم ہو جاتی ہے اور ہمت سے کھڑا ہو جاتا ہے کہ مجھے دعا اور کوشش کو کسی صورت نہیں چھوڑنا کیونکہ میرا پروردگار میری مانگ پوری کرنے پر قادر ہے اور وہ قادر مَن کی مراد پوری نہ کرے تو دل سے جان لیں کہ اس میں پھر ایک نہیں ہزاروں حکمتیں ہوں گی۔

---

[1] القمر: 54-55

69 اَلْمُقِيْتُ — روزی دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمُقِيْتُ" بھی ہے اور اس نام کا معنی کو بیان کرتے ہوئے اہل علم نے اس نام کے مفہوم میں چند ایک معانی بیان کئے ہیں جو ہم ترتیب سے پڑھتے ہیں:

1. بِمعنَى الحفيظِ و الشَّهيدِ و القديرِ: یہ حفیظ شہید اور قدیر کے معنی میں ہے یعنی "حفاظت کرنے والا، ہر شے پر گواہ اور پوری قدرت رکھنے والا۔"
2. القائمُ على كلِ شيءٍ بالتَّدبيرِ: "ہر چیز کا نگران، نگہبان اور بڑی تدبیر سے ہر چیز کو سنبھالنے والا۔"
3. الذِى يُعطى القُوتَ: "جو ہر ایک کو روزی دینے والا ہے۔"

یعنی اللہ تعالیٰ محافظ، نگران نگہبان اور ہر ایک کو روزی عطا کرنے والے "المقیت" ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں صرف ایک مرتبہ آیا ہے؛

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ مُقِيتًا [1]

---

[1] النساء: 85

جو کوئی اچھی بات میں سفارش کرے اسے بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا

اور جو کوئی بری بات میں سفارش کرے اس میں سے ایک بوجھ اس پر بھی ہے

اور اللہ ہر چیز پر طاقت رکھنے والا ہے۔

یعنی اللہ بہترین محافظ اور نگران ہے اور اس کو ہر ایک کے کردار کا مکمل علم ہے ہر سفارش کرنے والا اس کی نگرانی میں ہے اور وہ ہر ایک کو اس کے کردار کے مطابق حصہ دینے کی پوری قدرت اور طاقت بھی رکھتا ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں قابل انسان کی سفارش پر اجر ہے وہاں پر نااہل کی سفارش کرنے پر گناہ بھی برابر کا ہے۔

اس عظیم صفاتی نام کی جامعیت بھی ایک مومن کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے کہ جو روزی دینے والا، نگرانی کرنے والا اور پوری قدرتوں کا مالک ہے وہی اس قابل ہے کہ سب سے بڑھ کر اس سے محبت کی جائے اور دل کی خوشی سے اس کی عبادت کی جائے۔

بدنصیب ہیں وہ لوگ جو "المقیت" ذات کو چھوڑ کر دنیا کے حریص اور الخبیث لوگوں کے پیچھے زندگیاں برباد کر رہے ہیں ربّ تعالیٰ ایسے لوگوں کو ہدایت عطا کرے۔آمین

وللہ الأسماء الحسنىٰ فادعوہ بہا

من أحصاھا دخل الجنۃ

70 اَلْمَلِكُ بادشاہ

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمَلِكُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "بادشاہ" ہے یعنی وہ پوری کائنات بلکہ دونوں جہانوں کا حقیقی بادشاہ ہے ہر ایک پر صرف اسی کا حکم چلتا ہے کائنات کے ذرّے ذرّے سمیت ہر چیز اسی کی ملکیت میں ہے، کوئی اس کے اختیار، اقتدار، غلبے اور قبضے سے باہر نہیں ہے اور صرف وہ ہی حقیقی فرمانروا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں پانچ مرتبہ آیا ہے۔ایک جگہ فرمایا:

فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ (1)

پس اللہ حقیقی بادشاہ ہے برحق۔

سورت یٰسین میں کہا "بِيَدِهٖ ملكُوتُ كلِّ شيءٍ" ہر چیز کی بادشاہت اسی کے ہاتھ میں ہے "و لم يكُن له شريكٌ في المُلكِ" اور بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، بلکہ وہ جب چاہے جسے چاہے تخت سے اتار کر عبرت کا نشان بنا دے۔

قُلِ اللَّهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (2)

کہہ دو اے اللہ! شہنشاہِ مطلق جسے تو چاہتا ہے بادشاہت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت چھین لیتا ہے، جسے تو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے تو

(1) طٰہٰ: 114 (2) آل عمران: 26

چاہے ذلیل کرتا ہے، سب خوبی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر نہایت قدرت رکھنے والا ہے۔

دنیا کے جس شخص کے پاس جو بھی بادشاہت ہے وہ عارضی ہے اور اللہ کی عطا کی ہوئی ہے اور آپ نے درجنوں ایسے بادشاہ پڑھے اور سنے ہوں گے جو قیدیوں کی طرح ذلیل وخوار ہو کر دنیا سے گئے، ربّ کے مقابلہ میں ان بادشاہوں کی کیا حیثیت جو اپنا دَرد روک سکتے ہیں نہ موت روک سکتے ہیں۔

ہمارے ہاں بعض لوگوں نے غوث، قطب اور ابدال ربّ کی بادشاہت میں شریک بنا رکھے ہیں جو کہ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور بادشاہت کے منافی ہیں اور اسی طرح قیامت والے دن بھی بادشاہی صرف ربّ کی ہوگی قرآن بیان کرتا ہے

يَوْمَ هُمْ بَارِزُونَ لَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ [1]

جس دن وہ سب (قبروں سے) نکل پڑیں گے اور کچھ بھی ان میں سے اللہ پر پوشیدہ نہ رہے گا (ارشاد ہوگا) آج کس کی بادشاہی ہے؟ (پھر ارشاد ہوگا) اللہ ہی کی جو یکتا ہے سب پر نہایت غالب ہے۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ پوری انسانیت میں ذرّے ذرّے کا حساب کریں گے اور اعلان کریں "أنَا المَلِكُ أنَا الدَّيَّانُ"[2] میں بادشاہ ہوں اور میں ہی خوب حساب لینے والا ہوں۔

اس صفاتی نام سے جو بااختیار اور صاحبِ اقتدار لوگ ہیں ان کو چوکنّا رہنا چاہیے اور کسی صورت بھی اپنی بادشاہت، اپنے اختیار اور اقتدار میں ربّ سے بے نیاز اور بے خوف نہیں ہونا چاہیئے ورنہ انجام دنیا اور آخرت میں ذلت کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

---

[1] غافر: 16 [2] مسند احمد: 16042

71 اَلْمَلِيْكُ حقیقی اور دائمی بادشاہ

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمَلِيْكُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "ہمیشہ سے ایسا بادشاہ کہ جس کی بادشاہت سے اوپر کسی کی بادشاہت ہے اور نہ کوئی اس کی بادشاہت سے باہر ہے"

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے اور آیا بھی ایسے مقام پر ہے جہاں پرہیزگار اور وفادار بندوں کی مہمان نوازی کا ذکر ہوا ہے؛

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ . فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (1)

بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں میں ہوں گے عزت کے مقام میں نہایت قدرتوں والے بادشاہ کے پاس۔

ویسے تو معنیٰ کے اعتبار سے ملک، مالک اور ملیک تینوں بادشاہت کے معنیٰ میں ہیں مگر ملیک نام ایک تو صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آیا ہے اور دوسرا اس کے معنیٰ میں مزید زیادتی پائی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی بادشاہتوں کی وسعت اور مضبوطی کی طرف خوب اشارہ کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بادشاہت ہر قسم کی شراکت سے مکمل پاک ہے اور اس پاکی کو درج ذیل آیت خوب بیان کرتی ہے؛

الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهُ تَقْدِيرًا (2)

(1) القمر: 54-55 (2) الفرقان: 2

وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں بادشاہت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ کوئی بادشاہت میں اس کا شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اس کی بناوٹ بنائی۔

قریشِ مکہ یہیں سے گمراہ ہوئے تھے وہ کہتے تھے کہ کچھ بادشاہی میں ربّ کے ایسے شریک بھی ہیں جو اس نے خود بنائے ہیں یا ان کو کچھ اختیار دے رکھا ہے، جبکہ قرآن پاک نے اور رسول پاک ﷺ نے ان کے اس مشرکانہ عقیدے کی خوب تردید کی ہے مگر افسوس کہ یہی عقیدہ آج بھی بعض مسلمانوں میں رواج پاچکا ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے کہنے پر ایک دعا سکھلائی اور فرمایا اس کو صبح و شام اور بستر پر لیٹتے پڑھا کرو، اس دعا میں بھی اس صفاتی نام کا ذکر موجود ہے؛

اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ عَالِمَ الغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، ربَّ كُلِّ شَيءٍ وَمَلِيكَهُ. أَشْهَدُ أَن لاَ إِله إِلاَّ أَنتَ، أَعُوذُ بكَ منْ شَرِّ نَفسي وشَرِّ الشَّيْطَانِ وَشِرْكِهِ [1]

اے اللہ آسمانوں و زمین کو پیدا کرنے والے، غیب اور حاضر کو جاننے والے، ہر چیز کی پرورش کرنے والے اور اس کے حقیقی بادشاہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے میں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر اور شرک سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

یاد رہے! ربّ کے علاوہ کسی کو بادشاہوں کا بادشاہ یعنی شہنشاہ کہنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ بادشاہوں کا بادشاہ یعنی شہنشاہ صرف ربّ ہے۔

[1] سنن أبي داؤد:5067

72 اَلۡمَوۡلٰی آقا، کارساز، حامی، مشکل کشا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلۡمَوۡلٰی" بھی ہے جس کا معنی "مددگار اور خبر گیری کرنے والا" ہے یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا آقا، حامی و ناصر اور خبر گیری کرنے والا ہے وہ کسی صورت بھی اپنے بندوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا بلکہ ہر پل ان کی حفاظت، حمایت اور مکمل دیکھ بھال کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم صفاتی نام بارہ مرتبہ قرآن میں بھی آیا ہے جس سے ایک مسلمان کے دل میں یہ یقین پیدا ہوتا ہے کہ حقیقی سرپرستی اور کارسازی کے لئے میرا مولیٰ و داتا میرا اللہ مجھے کافی ہے:

وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّ اللّٰهَ مَوۡلٰٮكُمۡ‌ؕ نِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ [1]

اور اگر وہ پھر جائیں تو جان لو کہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور بہت اچھا کارساز اور بہت اچھا مددگار ہے۔

ایک اور جگہ حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

واعتَصِمُوا بِاللّٰهِ هُوَ مَوۡلٰٮكُمۡ فَنِعۡمَ الۡمَوۡلٰى وَنِعۡمَ النَّصِيۡرُ [2]

اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو، وہی تمہارا کارساز ہے، پھر کیا ہی اچھا کارساز اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

قرآن مجید سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ربّ تعالی صرف اہل اسلام کا مولیٰ ہے، انہیں کو اللہ تعالیٰ کی خاص حمایت اور مدد حاصل ہے اور کافر اس شرف سے محروم ہیں۔

---

1 الانفال: 40 2 الحج: 78

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ⁽¹⁾

یہ اس لئے کہ اللہ ان کا کارساز ہے جو ایمان لائے اور کفار کا کوئی بھی کارساز نہیں۔

اسی طرح جنگ احد کے موقعہ پر جب کفّار نے کہا کہ ہمارا کارساز، حمایتی اور مددگار عُزّٰی ہے اور تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا کہ جواب دو اور کہو:

اللّٰه مَوْلَانَا، وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ ⁽²⁾

اللہ ہمارا حقیقی مددگار اور کارساز ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے

اسی طرح سورت بقرہ کی آخری دو آیات کی بہت شان بیان ہوئی ہے ان آیات میں بھی اللہ تعالیٰ کے اسی صفاتی نام کا ذکر ہے کہ تو ہی ہمارا مولیٰ ہے، ہم ہر پل تیری ہی مدد اور حمایت کے محتاج ہیں۔

یاد رہے! "مولیٰ" دوست کے معنی میں بھی آتا ہے جیسا کہ رسول ﷺ نے فرمایا تھا جس کا میں دوست ہوں، پیارا ہوں یہ علی رضی اللہ عنہ بھی اس کا دوست اور پیارا ہے یعنی ہر مومن سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتے ہوئے ان کا دوست اور ان سے پیار کرنے والا ہے کئی لوگ اس کا معنی مشکل کشا کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا کہتے ہیں۔

جبکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہر مشکل سے نکلنے کے لئے ربّ سے مدد مانگتے تھے اور اگر آپ رضی اللہ عنہ از خود مشکل کشا ہوتے تو کبھی آپ پر تکالیف نہ آتیں اور نہ آپ شہید ہوتے۔

⁽¹⁾ محمد: 11 ⁽²⁾ صحیح البخاری: 3039

73 اَلۡمُھَیۡمِنُ نگران، نگہبان، محافظ

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام " المُھَیمِن " بھی ہے اور یہ " نگران، نگہبان اور محافظ " کے معنی میں ہے۔

عربّ لوگ کہتے ہیں (هَيْمَنَ الطَّائِرُ عَلى فَرَاخِه) پرندے نے اپنے چوزے پر، پَر بچھا دیئے، جیسے خطرے کے وقت مرغی اپنے چوزوں کو پروں میں چھپا لیتی ہے اور اسی لفظ سے نام "المُھَیمِن" نکلا ہے اور اللہ تعالیٰ "المُھَیمِنُ" بھی ہیں جس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات پل پل بندے کی نگرانی کرتی ہے، اس کو خطرات سے بچاتی ہے اور خصوصاً مشکل میں جو اس کی طرف لپکے تو اس کو مکمل پناہ دیتی ہے۔

اسی طرح "المُھَیمِنُ" کا ایک معنی "شاہد" بھی ہے یعنی جو دیکھ رہا ہو کہ کون کیا کر رہا ہے اور کوئی ذرّہ بھی اس کی نگرانی سے باہر نہ ہو۔ اللہ کے "المُھَیمِنُ" ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ ہر ایک کے ہر عمل کو دیکھ رہا ہے اور کوئی حرکت اس کے مشاہدے سے ہٹ کر نہیں ہے اور اسی طرح کچھ اہل علم نے "المُھَیمِنُ" کا

معنی(قَائِمٌ بِامُورِالْخَلْقِ)مخلوق کی تمام ذمہ داری اٹھانے والا بھی کیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات "الْمُهَيمِن" بھی ہے جو مخلوق کو پیدا کر کے اس کو دیکھ بھی رہی ہے، ہر ایک اس کی نگرانی اور نگہبانی میں ہے اور وہ ذات ہر ایک کی تمام حاجات اور ضروریات کو پورا بھی کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم نام قرآن مجید میں ایک مرتبہ آیا ہے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ (1)

اللہ وہی ذات ہے جس کے سوا کوئی الہ نہیں وہ بادشاہ، نہایت پاکیزہ، سلامتی والا، امن دینے والا، خوب نگرانی کرنے والا، ہمیشہ سے غالب، قوت و طاقت والا، بڑائی والا۔

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ بعض اُس پَل پَل نگہبانی کرنے والی "الْمُهَيمِن" ذات کو چھوڑ کر غیروں کے دَر پر جھکے ہوئے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ شاید ہماری ضروریات یہاں سے پوری ہو جائیں گی حالانکہ جہاں پر وہ سر جھکاتے اور دھکے کھاتے ہیں وہاں بیٹھنے والے بھی اسی "الْمُهَيمِن" کے ہر گھڑی محتاج ہیں۔

یاد رہے! اللہ تعالیٰ کی " الْمُهَيمِن "ذات کو چھوڑ کر یا اس کے ساتھ دوسروں کو پکارنا، ان کے آگے جھکنا یہ پُوجا ہے اور اللہ کے علاوہ ہر قسم کی پُوجا شرک ہے۔

(1) الحشر:23

74 اَلنَّصِیْرُ خوب مدد کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''النَّصِیْرُ'' بھی ہے جس کا معنی ہے'' ہمیشہ سے خوب مدد کرنے والا۔'' ربّ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق ہی اس انداز میں کی ہے کہ ہر انسان کو ہر پل مدد کی ضرورت ہے یہی وجہ ہے کہ جو کچھ انسان کی استطاعت و قوت میں ہے اس کے تحت اپنے بھائی سے تعاون کرنا ضروری قرار دیا گیا ہے اور جو انسان کی طاقت میں نہیں اس میں صرف اللہ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارنا ہی اصل توحید ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء سے لے کر اولیاء تک ربّ کے سارے نیک بندے آسانی اور مشکل غرض ہر وقت اپنے ربّ ہی سے مدد کا سوال کیا کرتے تھے کسی بھی نبی، ولی یا سیدنا علی سے یا قبروں سے مدد مانگنا ثابت نہیں ہے، نیک لوگ صرف راہ نمائی کرتے ہیں، ربّ کی راہ بتاتے ہیں اور یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے ڈاکٹر صرف اپنے علم کی بنیاد پر دوائی دیتا ہے اور اصل شفا صرف ربّ تعالیٰ کے پاس ہے آج تک کسی نے بڑے سے بڑے ڈاکٹر صاحب کو بھی مشکل کشا نہیں کہا لیکن نیک لوگوں کی راہ نمائی پر ان کو ہی سب کچھ سمجھ لیا جاتا ہے جو کہ شرک کی بدترین قسم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں چار مرتبہ آیا ہے اور ایک جگہ فرمایا؛

وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا [1]

اور ہدایت کرنے اور ہمیشہ سے خوب مدد کرنے کے لئے تیرا ربّ کافی ہے۔

مزید کہا ربّ سے بہترین مدد کوئی کر ہی نہیں سکتا:

بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النَّاصِرِينَ [2]

---

[1] الفرقان: 31 [2] آل عمران: 150

بلکہ اللہ تمہارا کارساز ہے اور وہ بہترین مدد کرنے والا ہے۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ ربّ کی مدد بندے کے لئے صرف کافی نہیں بلکہ بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنگ بدر کا ذکر کرتے ہوئے اپنی بہترین مدد کا ذکر یوں بھی کیا ہے کہ:

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (1)

اور اللہ بدر کی لڑائی میں تمہاری مدد کر چکا ہے حالانکہ تم کمزور تھے، پس اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر کرو۔

جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے صرف ربّ تعالیٰ کو مدد کے لئے پکارا اور پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھوں کافروں کی جماعت کو شکست دی اور پھر اسی طرح غار ثور میں بھی رسول اللہ ﷺ نے مدد کے لئے اللہ تعالیٰ کو ہی پکارا تو ربّ تعالیٰ نے دشمنوں کے سارے منصوبے خاک میں ملا دیئے۔اس کے علاوہ بھی درجنوں مقام ایسے ہیں کہ جب بھی کوئی مشکل آئی فوری طور پر ربّ کے آگے جھکے اور مدد کے لئے ربّ ہی سے سوال کیا، لیکن صد افسوس کہ آج مدد کے لئے کوئی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو پکارتا ہے کوئی "یا غوث اعظم مدد" کے نعرے لگاتا ہے اور ہمارا سوال یہ ہے کہ جب ربّ کے علاوہ پیر فقیر بھی رزق دیتے ہیں، خزانے دیتے ہیں اور اولادیں دیتے ہیں تو پھر ربّ العالمین کی شان کیا بچی ؟؟؟ اگر یہ ربّ تعالیٰ کی مدد میں سفارشی ہیں تو یہی عقیدہ تو قوم عاد کا تھا اور قریش مکہ کا تھا پھر فرق کیا رہا؟

(1) آل عمران: 123

75 اَلۡوَاحِدُ ایک

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الوَاحِدُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "ایک" ہے یعنی اللہ تعالیٰ ذات کے اعتبار سے ایک ہے اور وہی اکیلا اِلٰہ ہے اس کے سوا کوئی اور اِلٰہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قران مجید کی متعدد آیات میں آیا ہے اور زیادہ تر اس کا ذکر اِلٰہ کے ساتھ ہوا ہے کہ اس کائنات میں عبادت کے لائق صرف وہی اکیلا ہے اس کے سوا کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں ہے، ہر دور کے لوگوں کا بنیادی مسئلہ ہی یہی رہا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو اِلٰہ بنا لیتے تھے بلکہ تلخ حقیقت تو یہ ہے کہ فرشتوں، نبیوں، ولیوں، اور پتھروں سمیت وہ ہر کسی کی پوجا کرتے آئے ہیں، سیدنا نوح علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی اور رسول نے پہلی دعوت ہی یہی دی کہ ربّ تعالیٰ جہاں ذات کے اعتبار سے اکیلا ہے وہاں اس کی صفات اور اسکے اختیارات میں بھی کوئی فرشتہ، نبی اور ولی اس کا شریک نہیں ہے اور قرآن مجید نے تو اس عقیدے کو روز روشن کی طرح کھول کر بیان کیا۔

وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ [1]

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں بڑا مہربان ہمیشہ رحم والا ہے۔

---

[1] البقرة: 163

سیدنا یوسف علیہ السلام نے بھی یہی وعظ کیا

يَا صَاحِبَيِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ (1)

اے قید خانہ کے ساتھیو! کیا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا اکیلا اللہ جو نہایت طاقت والا ہے۔

اس سلسلے میں سب سے زیادہ مکروہ کردار مسیحی حضرات کا ہے کہ انہوں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا سِرے سے انکار کر کے توحید باری تعالیٰ کی دھجیاں اڑا کر رکھ دیں ہیں اور اِس وقت انہوں نے اربوں لوگوں کو شرک فی الذات میں مبتلا کیا ہوا ہے اور عقیدہ بھی اس قدر گھٹیا ہے کہ عقل و نقل دونوں کے سراسر خلاف ہے وہ کہتے ہیں باپ خدا، بیٹا خدا اور روح القدس خدا تینوں مل کر ایک خدا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَقُوْلُوْا ثَلَاثَةٌ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ سُبْحَانَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ لَّهٗ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (2)

اور نہ کہو کہ خدا تین ہیں، اس بات کو چھوڑ دو تو تمہارے لئے بہتر ہوگا، بے شک اللہ اکیلا معبود ہے، وہ اس سے پاک ہے اس کی اولاد ہو، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ کارساز کافی ہے۔

(1) یوسف:39 (2) النساء: 171

اسی طرح ہمارے بعض مسلمانوں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں تشویش ناک صورت حال پیدا کر دی ہے، آپ کو "نورٌ مِنْ نور اللہ" کہتے ہیں، مشکل میں پکارتے ہیں آپ کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہوئے آپ کو اِلٰہ کے درجہ پر لے جاتے ہیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان کرتے ہوئے کہا:

اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَاۗءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (1)

کہہ دو کہ میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، پھر جو کوئی اپنے ربّ سے ملنے کی امید رکھے تو اسے چاہیے کہ اچھے کام کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔

ایک موقعہ پر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیتے ہوئے کہا تھا کہ تم عیسائیوں کی طرح میری محبت میں آگے نہ بڑھنا میں صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں مگر صد افسوس کہ اس قدر واضح تعلیمات کے باوجود شیطان نے لوگوں کو عشق کا نام دے کر ان سے شرک کروانا شروع کر دیا ہے۔

(1) الکہف: 110

76 اَلْوَارِثُ حقیقی وارث، اصل مالک

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْوَارِثُ" بھی ہے جس کا معنیٰ "حقیقی وارث اور اصل مالک" ہے یعنی سب کچھ ختم ہو جانے کے بعد بھی باقی رہنے والا۔ یہ بقا صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو ہے کہ وہ تمام موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی ہمیشہ رہے گا، اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ کا حقیقی وارث تھا، ہے اور وہی حقیقی وارث رہے گا۔

اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے کہ:

اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ (1)

بے شک ہم ہی زمین کے وارث ہوں گے اور ان کے بھی جو اس پر ہیں اور ہماری طرف لوٹائے جائیں گے۔

دوسری جگہ اپنے حقیقی وارث ہونے کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

وَاِنَّا لَنَحْنُ نُحْيٖ وَنُمِيْتُ وَنَحْنُ الْوٰرِثُوْنَ (2)

اور بے شک ہم ہی زندہ کرتے اور مارتے ہیں اور حقیقی وارث بھی ہم ہی ہیں۔

اسی طرح کمزور لوگوں کو کچھ وقت کے لئے اقتدار دینے والا اور وارث بنانے والا بھی صرف وہی ہے۔

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ (3)

(1) مریم: 40 (2) الحجر: 23

(3) القصص:5

اور ہم چاہتے تھے کہ ان پر احسان کریں جو ملک میں کمزور کیے گئے تھے اور انہیں سردار بنادیں اور انہیں وارث کریں۔

مگر تاریخ شاہد ہے کہ اکثر جب ربّ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے کسی قوم کو غلبہ دے کر وارث بنایا تو وہ اپنی اوقات ہی بھول گئے بلکہ احسان فراموشی اس حد تک کر دی کہ وہ ربّ کی بغاوت کو ہی اپنی بادشاہت سمجھنا شروع ہو گئے، لہذا اگر ربّ تعالیٰ کسی کو نوازتے ہوئے وارث بنائے تو اس کو اپنا لمحہ لمحہ ربّ کی فرمانبرداری میں دے دینا چاہیئے۔

اسی طرح سید نا زکریا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے بیٹے کا سوال کرتے ہوئے کہا:

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوٰرِثِیْنَ [1]

اے ربّ مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

یعنی اپنی نسل اور علم کا وارث بھی حقیقی وارث سے مانگنا یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

یاد رہے جس کو جو ملا ہے وہ سب عارضی ہے اور بطور امتحان ہے، رسمِ دنیا ہے کہ ایک کے بعد دوسرا وارث بنتا رہتا ہے اور آخر میں سب نے ربّ کی دی ہوئی ہر چیز کو چھوڑ کر یہاں سے خالی چلے جانا ہے، اس لئے جو ملا ہے اس پر اترانے کی بجائے شکر گزار بنیں اور حق والے تک اس کا حق پہنچا دیں بصورت دیگر سوائے دنیا و آخرت کی ذلت کے، بندے کے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔

[1] الانبیاء: 89

77 اَلْوَاسِعُ کشادگی والا، فراخی والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الوَاسِعُ" بھی ہے جس کا معنی "فراخی و کشادگی والا" ہے یعنی اللہ بے پناہ وسعتوں کا مالک ہے۔ جب ہم اس کائنات پر اور آخرت پر غور کرتے ہیں تو ایک ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ کی لاتعداد وسعتیں بغیر حساب کے ہیں کوئی فرشتہ، جن یا انسان اس کا اندازہ تک نہیں لگا سکتا اور اندازہ لگ بھی کیسے سکتا ہے، ہم تو صرف زمین کی لمبائی، آسمان کی چوڑائی اور سمندروں کی گہرائی میں جو وسعتیں ہیں ان کا ماپنا تو درکنار ان کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں. سورج بظاہر ایک ٹکی کی طرح چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر اس کی وسعتوں کا عالم یہ ہے کہ لاکھوں زمینیں مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [1]

اور مشرق اور مغربّ اللہ ہی کا ہے، سو تم جدھر بھی رخ کرو ادھر ہی اللہ کا رخ ہے، بے شک اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

وُسعتوں کا مالک پروردگار جسے جو چاہتا ہے کچھ حصہ بھی دے دیتا ہے

وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ [2]

اور اللہ اپنا ملک جسے چاہے دیتا ہے اور اللہ کشائش والا جاننے والا ہے۔

پھر اسی طرح فرمایا:

---

(1) البقرة :115 (2) ایضاً:247

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (1)

ان سے کہہ دو کہ فضل اللہ کے اختیار میں ہے جسے چاہے وہ دیتا ہے اور اللہ وسعت والا جاننے والا ہے۔

قرآن میں زیادہ تر اس صفاتی نام کے ساتھ ''علیمٌ'' آیا ہے جس کا خاص کر مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم و حکمت کی وسعتیں لا محدود ہیں ہمارا نہایت محدود ساذہن ان وسعتوں کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

پھر اسی طرح اللہ تعالیٰ کا واسع ہونا ہر اعتبار سے ہے بلکہ قرآن نے تو پروردگار کا تعارف بھی یہی پیش کیا ہے:

اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ (2)

بلاشبہ تیرا ربّ وسیع بخشش والا ہے۔

وہ رزق ،قدرت ، محبت ،علم ، حلم اور قوت و طاقت کے لحاظ سے اس قدر وسعتوں کا مالک ہے کہ کوئی شخص اس کے پیدا کردہ رزق کی وسعتوں کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا چہ جائے کہ اس کی ساری وسعتوں کو سمیٹ لے اور آپ سوچیں تو انسانی ذہن کی وسعتیں بھی آسمان کی وسعتوں سے کم نہیں ہیں انسان بیٹھے بیٹھے کہاں سے کہاں تک کی سوچ لیتا ہے اور یہ ساری صلاحیت اسی واسع کی عطا کی ہوئی ہے۔

الغرض اس ''واسع'' نام کا تقاضا ہے کہ ایسی کشادگی اور فراخی والے مالک پروردگار کے آگے سچے دل سے جھکا جائے اور وہ وسیع خزانوں کا مالک ہے اسی سے مانگا جائے اور اسی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ وہ کشادہ دلی اور اپنے بندوں کے لئے آسانی پسند کرتا ہے تو ہمیشہ اس کے بندوں کے لئے دامن فراخ رکھا جائے۔

❀ ❀ ❀

(1) آل عمران: 73 (2) النجم: 62

78 اَلْوَدُوْدُ بہت زیادہ محبت کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الْوَدُوْدُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "بے انتہاء محبت کرنے والا، والہانہ پیار کرنے والا اور حد درجہ شفقت کرنے والا۔"

یہ پاکیزہ نام قرآن مجید میں دو مرتبہ آیا ہے ایک دفعہ سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کرتے ہوئے کہا

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ (1)

اور اپنے اللہ سے معافی مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو، بے شک میرا ربّ بہت مہربان نہایت محبت والا ہے۔

دوسرا جہاں جزا و سزا کا تذکرہ ہو، وہاں فرمایا:

وَهُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ (2)

اور وہی ہے خوب بخشنے والا نہایت محبت کرنے والا۔

ایک جگہ "الرحیم" کے ساتھ اور دوسری جگہ "الغفور" کے ساتھ اس صفاتی نام کا ذکر ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ ربّ تعالیٰ کی ذات حد درجہ بخشش، کمال رحمت اور والہانہ شفقت کرنے والی ہے اور کسی صورت بھی اپنے پر ظلم گوارہ نہیں کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی ناموں میں محبت ہی محبت ہے مگر یہ پیارا نام سب سے

(1) ہود: 90 (2) البروج: 14

بڑھ کر سکون دیتا ہے اور مومن بندے کی ساری بے قراری ختم کر دیتا ہے، محبت اور رحمت ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں اور اللہ تعالیٰ کا بندوں کے ساتھ پیار و محبت کا معاملہ اس قدر زیادہ ہے کہ شرمندگی کا ایک قطرہ آنکھ سے بہہ جائے تو وہ دوزخ کی آگ کو بھی ٹھنڈا کر دیتا ہے پھر اس سے بڑھ کر اپنے صالحین کے ساتھ درجات اور جنتوں کی صورت میں جو اس کی مہمان نوازی ہے اس کا تو اس جہان میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

قرآن مجید کی ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگ ربّ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لئے محنت کرتے ہیں اور پھر کسی ملامت گر کی پروا نہیں کرتے ربّ العزت ان کو اپنی خاص محبتوں کے سب خزانے عطا کر دیتے ہیں اور جو خوش نصیب ربّ کا محبوب ہوتا ہے وہ آسمان پر نورانی فرشتوں کا بھی محبوب ہوتا ہے اور فرش پر بھی نیک لوگ اس سے محبت کرتے ہیں۔

آج تھوڑی سی تنگی آنے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ربّ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے محبت نہیں ہے بلکہ مومن پر دکھ، تکلیف اور آزمائش کا آنا بھی اللہ تعالیٰ کے پیار کی نشانی ہے۔

ایسے وَدود پروردگار کو چھوڑ کر مفاد پرست لوگوں کے پیچھے زندگی برباد کر لینا کسی صورت بھی فائدے کا سودا نہیں ہے۔

79 اَلْوَكِيْلُ كارساز

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الوَکِیْلُ" بھی ہے جس کا معنی "کارساز، بگڑے کام سیدھے کرنے والا" ہے یعنی ربّ کی ذات ہی ایسی ذات ہے جس پر پورا بھروسہ کر کے اپنے سارے معاملات اس کے سپرد کر دینے چاہئیں اور جو شخص دل کی سچائی سے مکمل اعتماد کر کے اپنے معاملات ربّ کے حوالے کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ پوری پوری نگہداشت اور حفاظت کرتے ہوئے اپنے بندے کو اس کی منزل اور کامیابی عطا کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں چودہ مرتبہ آیا ہے ایک جگہ فرمایا

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ (1)

یہی اللہ تمہارا ربّ ہے، اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے پس اسی کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا ہمیشہ سے کارساز ہے۔

ایک مسلمان کو ہر معاملہ میں اپنے ربّ کو ہی اپنا وکیل سمجھنا چاہیئے اور قرآن مجید میں اس کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا (2)

(1) الأنعام: 102 (2) المزمل :9

وہ مشرق اور مغربّ کا مالک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں پس اسی کو کارساز بنالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مخالفوں نے رات دن آپ کے خلاف سازشیں کیں اور آپ کو بہت تکالیف دیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہی حکم دیا:

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا (1)

پس تو ان کی پروانہ کر اور اللہ پر بھروسہ کر اور اللہ کافی کارساز ہے۔

اس وقت ہر دوسرے مسلمان کے معاملات بکھرے ہوئے ہیں، وہ الجھا ہوا بے قرار بن کر زندگی گزار رہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ بھی یہ ہے کہ ہم زندگی کے سفر میں غیروں کو اپنا وکیل، سہارا اور سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں، ربّ کے احکامات پر عمل کر کے اُس پر صحیح بھروسہ کرتے ہیں نہ حفاظت طلب کرتے ہیں اور نہ ہی ہمیں اللہ تعالیٰ کے وکیل ہونے کا احساس رہتا ہے ورنہ جو شخص شرک، دل کے تذبذب، ایمان کی کمزوری اور وساوس سے اوپر اٹھ کر اپنے ربّ پر سچا بھروسہ کرتے ہوئے" حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيل" پکار اٹھتا ہے تو ربّ تعالیٰ اس کے لئے آگ کو صرف ٹھنڈا نہیں کرتے بلکہ گلزار اور بہار بنادیتے ہیں۔

ہمیشہ اپنے ربّ پر پورا یقین رکھیں ہر دیر میں مومن کے لئے خیر ہی خیر ہے اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيل کا وِرد کرتے رہیں ربّ آپ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

(1) النساء:81

80 اَلْوَلِیُّ دوست، مددگار، قریبی

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام " اَلْوَلِیُّ" بھی ہے جس کا معنی "قریبی، مددگار اور دوست" ہے، اللہ تعالیٰ کے ولی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے فرمانبردار بندوں کی مدد کرتا ہے، ان کو خاص توفیقات سے نوازتا ہے، ان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لاتا ہے اور کڑے سے کڑے وقت میں بھی خوب ان کا ساتھ دیتا ہے اور اسی طرح ولایت میں غلبہ واقتدار اور حکومت وسلطنت کا معنی بھی پایا جاتا ہے۔ یہ عظیم نام قرآن مجید میں سات مرتبہ آیا ہے ایک جگہ اپنی رحمت کو بیان کرتے ہوئے کہا

وَهُوَ الَّذِىْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَه وَهُوَ الْوَلِىُّ الْحَمِيْدُ [1]

اور وہی ہے جو ناامید ہو جانے کے بعد مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے اور وہی حقیقی مددگار نہایت حمد کے لائق ہے۔

مشکل وقت میں پکارنے کے لئے جو ربّ کے علاوہ غیروں کو اپنا ولی سمجھتے ہیں وہ عقیدے کی سخت خرابی میں مبتلا ہیں

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ [2]

کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی ولی بنا رکھے ہیں، پس اللہ ہی خاص مددگار ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر چیز پر ہمیشہ سے نہایت قدرت رکھنے والا ہے۔

---

[1] الشوریٰ: 28 [2] الشوریٰ: 9

اسی طرح ربّ ان کا ولی ہے جو اس کی سچی فرمانبرداری کرتے ہیں یعنی مسلمان کو ربّ کی خاص ولایت تب حاصل ہوتی ہے جب وہ ساری زندگی اس کی خوشنودی کے لئے نیک اعمال کرتا ہے اسی لئے اہل جنت کے متعلق کہا گیا ہے:

لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَهُوَ وَلِيُّهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ①

ان کے لئے سلامتی کا گھر ہے ان کے ربّ کے ہاں اور وہ ان کا خاص مددگار ہے اس لئے کہ جو تھے وہ عمل کرتے۔

یاد رہے! نافرمان ہمیشہ ربّ تعالیٰ کی خاص ولایت سے محروم رہتے ہیں بلکہ ایسے لوگوں کا ولی شیطان ہوتا ہے جو ان کو ہمیشہ نافرمانی پر اکساتا رہتا ہے۔

اس لئے درج ذیل دو دعائیں اپنا معمول بنالیجئے:

1. أَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَ ②

تو ہی ہمارا کارساز ہے سو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

2. فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيِّیْ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصَّالِحِيْنَ ③

اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے! دنیا اور آخرت میں تو ہی میرا کارساز ہے، تو مجھے اسلام پر موت دے اور مجھے نیک بختوں میں شامل کر دے۔

① الانعام: 127 ② اعراف: 155
③ یوسف: 101

81 اَلْوَهَّابُ بہت زیادہ دینے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الوَهَّابُ" بھی ہے جس کا معنی "خوب دینے والا، نوازنے والا" ہے یعنی اللہ کی ذات وہ ہے جو اپنی مخلوق کو بے شمار رحمتوں، نعمتوں اور برکتوں سے مالا مال کرتی ہے ہم میں سے جس کے پاس جو کچھ بھی ہے وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ ہے۔ ہر جمال، کمال اور خوشی اسی کی عطا کی ہوئی ہے اور اس کے عطا کرنے میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ عظیم نام قرآن مجید میں تین مرتبہ آیا ہے اور ایک جگہ تو ایسی انمول دعا میں ہے کہ جس کو ہر پل پڑھتے رہنا چاہیے:

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ [1]

اے ربّ ہمارے! ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ کرنا اور اپنے ہاں سے ہمیں رحمت عطا فرما، بے شک تو بہت زیادہ دینے والا ہے۔

یہ دعا اس قدر اہم اور جامع دعا ہے کہ آپ اس کو "اُم الأدعیه" بھی کہہ سکتے ہیں اس میں بھی ربّ کے صفاتی نام "الوھّاب" کا ذکر کر کے اس سے رحمت کی بھیک مانگی گئی ہے۔

اسی طرح تمام رسولوں میں سب سے بڑی بادشاہت اور دنیا کی فراوانی سیدنا سلیمان علیہ السلام کو عطا کی گئی تھی وہ ربّ سے خزانے مانگتے ہوئے اسی نام سے دعا کیا کرتے تھے۔

[1] آل عمران: 8

ایک دفعہ توانہوں نے یہاں تک کہہ دیا

رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ⁽¹⁾

اے میرے رب! مجھے معاف کر اور مجھے ایسی حکومت عنایت فرما کہ کسی کو میرے بعد شایاں نہ ہو، بے شک تو بہت بڑا عنایت کرنے والا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے بندوں کو اعلیٰ سے اعلیٰ نعمتیں اور بلند رتبے دینے والا صرف وہی ہے، وہی گنج بخش اور داتا ہے اس کے علاوہ کوئی حقیقی نوازنے والا نہیں ہے اگر کوئی اپنی طاقت کے مطابق کسی کو کچھ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے سے دیتا ہے، اپنے پاس سے نہیں دیتا۔ اللہ نہ دے تو کوئی قطرہ پانی بھی نہیں پی سکتا اور خاص کر جو وفات پا کر قبروں میں جا پہنچے ہیں وہ تو فریاد تک نہیں سن سکتے، چہ جائے کہ کسی کو اولاد، رزق اور خزانے عطا کریں؟

یہ سب اللہ "الوہاب" کی عنایات اور نوازشات ہیں کہ ہر ایک کو ضرورت اور حیثیت سے کئی گنا بڑھ کر عطا کرتا ہے، بڑے بدنصیب ہیں جو اس وہاب ذات کو چھوڑ کر غیروں کو داتا اور گنج بخش سمجھ کر ان کی قبروں سے مانگتے ہیں اور ساری زندگی شرک جیسی خطرناک بیماری میں مبتلا رہتے ہیں۔

(1) ص: 35

82 اَلْجَمِيْلُ نہایت حسن و جمال والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْجَمِيْلُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "خوب حسن و جمال والا" یعنی وہ ذات، صفات، افعال اور اسماء کے اعتبار سے حد درجہ جمیل ہے اس جیسی حسین کسی کی ذات ہے نہ صفات ہیں اور نہ ہی اس جیسے حسین کسی کے کام اور نام ہیں وہ ہر اعتبار سے جمیل ہی جمیل ہے، کچھ اہل علم نے جمیل کا معنی حسن و جمال دینے والا بھی کیا ہے یعنی دنیا و آخرت میں جس قدر خوبصورتی اور جمال ہے وہ اسی جمیل کا عطا کیا ہوا ہے، ہمارے بعض بزرگ فرمایا کرتے تھے کہ جس نے اس قدر حسین کائنات بنائی ہے وہ خود کس قدر حسین ہو گا؟ اور یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دعا کیا کرتے تھے کہ میرے اللہ تیرے کرم والے چہرے کے دیدار سے جو لذت ملنی ہے میں تجھ سے اس لذت کا سوال کرتا ہوں۔

ویسے تو قرآن مجید کی ہر آیت اللہ تعالیٰ کے جمال کی گواہ ہے مگر بطور عَلَم اللہ تعالیٰ کے اس عظیم صفاتی نام کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے جس کو غور سے پڑھنا از حد مفید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

لا يَدْخُلُ الجَنَّةَ مَن كانَ في قَلْبِهِ مِثْقالُ ذَرَّةٍ مِن كِبْرٍ قالَ رَجُلٌ: إنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أنْ يَكونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا ونَعْلُهُ حَسَنَةً، قالَ: إنَّ اللَّهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الجَمالَ، الكِبْرُ بَطَرُ الحَقِّ، وغَمْطُ النَّاسِ [1]

جس بندے کے دل میں ذرّہ برابر بھی تکبر ہوا وہ جنت میں داخل نہیں ہو گا، ایک شخص نے کہا آدمی تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے خوبصورت ہوں اور اس کے جوتے اچھے ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے، تکبر تو حق کو جھٹلانے اور لوگوں کو دھتکارنے کا نام ہے

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنی صفائی ستھرائی اور خوبصورتی کا خیال رکھنا تکبر میں شامل نہیں ہے بلکہ اسلام اس کا حکم دیتا ہے اور یہ اچھے مومن کی نشانی ہے اور رب تعالی بھی ایسے شخص کو پیار کرتے ہیں جس کی چال ڈھال میں جمال ہو۔

جہاں تک مسئلہ تکبر کا ہے تو وہ انانیت کا نام ہے، بلا وجہ کی ضد اور ہٹ دھرمی اسی تکبر سے پیدا ہوتی ہے بلکہ آپ یوں سمجھ لیں کہ بداخلاقی کی وجہ ہی تکبر بنتا ہے اور متکبر وہ شخص ہے جو حق کو قبول کرنے کی بجائے اس کو ٹھکرا دیتا ہے اور دوسرے لوگوں کو حقیر جانتا ہے۔

اور آج کل یہ بیماری معاشرے میں عام ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی بجائے تکبر کی لعنت میں مبتلا ہو جاتے ہیں، حق کو قبول کرنے کی بجائے خالص توحید و سنت والے عقیدے کی مخالفت شروع کر دیتے ہیں اور اسی طرح غریب طبقے کو دھتکارنا اور ان کی تحقیر کرنا اکثر لوگوں کا معمول بنتا جا رہا ہے۔

---

[1] الصحيح لمسلم: 91

83 اَلْجَوَّادُ بہت زیادہ سخی، نہایت عمدہ

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الجَوَادُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "نہایت سخی اور حد درجہ عمدہ ذات"، یعنی اللہ کی ذات ہر پہلو سے بے مثال اور عمدہ ہے اور بندوں کو نوازنے میں ایسا سخی ہے کہ ہر لمحہ اس کے جود و کرم کی بارش ہو رہی ہے بلکہ اس کائنات کا وجود ہی اس کے جوّاد ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے، سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ اللّٰهَ عز وجل جَوَادٌ يُحِبُّ الجُودَ، وَيُحِبُّ مَعَالِيَ الأَخْلاَقِ، وَيُبْغِضُ سَفْسَافَهَا[1]

بلاشبہ اللہ عزوجل بہت زیادہ سخی ہے اور سخاوت کو پسند کرتا ہے اور اسی طرح اعلیٰ اخلاق کو پسند کرتے ہوئے بداخلاقی سے نفرت کرتا ہے۔

[1] السلسلة الصحيحة : 1627, 1378, 236

یعنی اس جوّاد رب کو اعلی اخلاق والا سخی بہت زیادہ پسند ہے

رب تعالی کے جوّاد ہونے کی عظمت دیکھیں کہ ساری زندگی انکار اور بغاوت کرنے والوں کو بھی مسلسل نعمتوں اور رزق کی فراوانیوں سے مالا مال رکھتا ہے۔

اور اس کے جود و کرم کا عالم یہ ہے کہ کائنات کو بنا کر اس میں رہنے سہنے اور کھانے پینے کی اتنی سہولتیں رکھ دی ہیں کہ کوئی شخص بڑے سے بڑا کمپیوٹر بھی لے کر بیٹھ جائے اس کی نعمتوں کا شمار تک بھی نہیں کر سکتا۔ اور اسی طرح جس کے پاس عارضی طور پر کچھ بھی ہے وہ اسی جوّاد کا دیا ہوا ہے۔

اس حدیث میں جہاں رب تعالیٰ کے صفاتی نام جوّاد کا علم ہوتا ہے وہاں یہ اشارہ بھی ملتا ہے کہ وہ اپنے بندوں میں سے انہیں کو پسند کرتا ہے جو سخاوت کرنے والے اور اس کے بندوں کو بے لوث نوازنے والے ہیں، جس طرح اس کو بخل سے نفرت ہے اسی طرح اس کو بخیل سے بھی سخت نفرت ہے اس لئے رب العزت کی خاص نوازشات کو پانے کے لئے اپنی طاقت سے بڑھ کر سخاوت کرتے رہیں ورنہ دنوں کی سختیوں سے بچنا بہت مشکل ہو جائے گا۔

84 اَلْحَكَمُ فیصلہ کرنے والا، حاکم

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الحَکَمُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "نہایت انصاف ساتھ فیصلہ کرنے والا، حقیقی حاکم"، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے شرعی، دنیوی اور اخروی سارے فیصلے نہایت انصاف اور معیار پہ کرتے ہیں اور ایک مسلمان ہونے کے لحاظ سے ہم پر بھی فرض ہے کہ ہم عملی زندگی کے ہر شعبے میں اللہ تعالی کے فیصلے کو دل کی خوشی سے قبول کرتے ہوئے اس کو اپنے لئے حرف آخر سمجھیں، کچھ منافق مزاج مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو رب کے فیصلے پر دل میں گھٹن رکھتے ہیں ایسے لوگوں کو درج ذیل آیت پر غور کرنا چاہیے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس موقع پر کہا تھا

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ مُنَزَّلٌ مِّنْ رَّبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ [1]

کیا میں اللہ کے سوا اور کسی کو منصف بناؤں حالانکہ اس نے تمہاری طرف ایک واضح کتاب اتاری ہے، اور جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جانتے ہیں کہ یہ ٹھیک تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے، پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔

پھر آپ نے فرمایا:

---

[1] الانعام: 114

وَاِنۡ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنۡكُمۡ اٰمَنُوۡا بِالَّذِىۡۤ اُرۡسِلۡتُ بِهٖ وَطَآئِفَةٌ لَّمۡ يُؤۡمِنُوۡا فَاصۡبِرُوۡا حَتّٰى يَحۡكُمَ اللّٰهُ بَيۡنَنَا‌ ۚ وَهُوَ خَيۡرُ الۡحٰكِمِيۡنَ [1]

اور اگر تم میں سے ایک جماعت اس پر ایمان لے آئی ہے جو میرے ذریعے سے بھیجا گیا ہے اور ایک جماعت ایمان نہیں لائی پس صبر کرو جب تک اللہ ہمارے درمیان فیصلہ کرے، اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہے اسی کے فیصلوں میں دنیا و آخرت کی کامیابی اور سعادت ہے، مزید جو حق کے متلاشی ہوں وہ بھی رب سے فیصلہ مانگیں کہ وہ ان کو صراط مستقیم عطا کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رات بوقت تہجد دعا کیا کرتے تھے

اللَّهمَّ ربَّ جبريلَ وميكائيلَ وإسرافيلَ فاطرَ السَّمواتِ والأرضِ عالِمَ الغيبِ والشَّهادةِ أنتَ تحكُمُ بينَ عبادِكَ فيما كانوا فيهِ يختلِفونَ اهدِني لما اختُلِفَ فيهِ منَ الحقِّ بإذنِكَ إنَّكَ تهدي من تشاءُ إلى صِراطٍ مستقيمٍ [2]

اے اللہ جبریل میکائیل اسرافیل کے رب، زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے، غیب و حاضر کو جاننے والے، تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے اپنے بندوں کے درمیان جن (مسائل) میں وہ اختلاف کرتے ہیں اپنے حکم سے حق کے پہلو میں اختلاف سے اس میں میری راہ نمائی کر دیں آپ جس کو چاہتے ہیں سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی دیتے ہیں۔

---

[1] الاعراف: 87 [2] الصحیح لِمسلم: 770

85 اَلْحَيِيُّ بہت زیادہ حیا کرنے والا

اللہ تعالی کا ایک صفاتی نام "الحَیِیُّ" بھی ہے جس کا معنی ہے" بہت زیادہ حیا کرنے والا"، یعنی اللہ تعالی اپنے بندے کی محبت اور اس کے اخلاص کی وجہ سے اس کا حیا کرتے ہوئے اس کے جذبات کا مکمل لحاظ رکھتے ہیں اور اس کو قرب اور قبولیت کے سب خزانے عطا کر دیتے ہیں اور ایک مطلب یہ بھی ہے کہ رب تعالی کی ذات حیا والی ہے اور وہ شرم وحیا ہی پسند کرتی ہے اس لئے ہمیں بھی بے حیائی، عریانی اور فحاشی کے تمام کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے۔

عقیدے کی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے حیا والی صفت کو جہاں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے وہاں ساتھ یہ وضاحت بھی کر دی گئی ہے کہ رب کی حیا بندوں کی شرم وحیا جیسی نہیں ہے بلکہ ویسی ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے جس طرح اس کی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں ہے اسی طرح اس کی صفتِ حیا جیسی کسی کی حیا نہیں ہے۔

اللہ تعالی کا یہ عظیم نام احادیث میں موجود ہے جن میں سے دو کا پڑھنا ہمارے ایمان میں اضافے کا باعث ہے۔سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

إِنَّ ربَّكم حَيِيٌّ كريمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهِ أنْ يَرفَعَ إليه يدَيْهِ فيَرُدَّهُما صِفْرًا أَوْ قال خائِبتَيْن (1)

بلاشبہ تمہارا رب بہت زیادہ حیا کرنے والا نہایت کرم کرنے والا ہے جب بندہ اس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے تو ان کو نامراد خالی لوٹاتے ہوئے اس کو حیا آتی ہے

اس حدیث سے آپ کچھ حد تک تو اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ربُّ العالمین ہو کر بھی اپنے بندے سے کس قدر زیادہ پیار کرتا ہے؟

اسی طرح حضرت یعلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

رَأَى رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَلِيمٌ حَيِيٌّ سِتِّيرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَإِذَا اغْتَسَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ (1)

ایک آدمی کو کھلی جگہ میں غسل کرتے دیکھا، آپ منبر پر تشریف فرما ہوئے، پھر اللہ کی حمد و ثنا کی اور کہا اللہ عزوجل بہت بردبار، حیادار اور پردے والا ہے۔ حیا اور پردے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردے میں کرے۔

اس حدیث سے بھی آپ بہت حد تک سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو شرم و حیا والے معاملات کس حد تک پسند ہیں اور وہ حیادار رب عریانی و فحاشی سے کس قدر زیادہ نفرت کرتا ہے۔

(1) سنن ابی داود: 1488 (2) سنن النسائی: 404

86 اَلرَّبُّ پالنے والا، خبر گیری کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الرَّبُّ" بھی ہے جس کا معنیٰ "نشوونما کرنے والا، پالنے والا، پرورش کرنے والا" ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے مظاہر تو ماں کے پیٹ سے شروع ہو جاتے ہیں آپ یوں سمجھ لیں کہ تخلیق کے بعد پہلا مرحلہ ربوبیت کا ہے وہ ابتداء سے لیکر انتہاء تک لمحہ لمحہ پوری پوری نگہداشت کرتا ہے ایک بیج کے ثمر آور درخت اور ایک قطرے سے کڑیل جوان بننے تک وہ تمام مراحل میں پرورش کا ایسا انتظام وانصرام کرتا ہے کہ عقلیں اس کی ربوبیت پر دنگ رہ جاتی ہیں، وہ اکیلا **ربُّ العالمین، ربُّ کلِّ شیءٍ ، ربُّ الناس ، ربُّ السّموات والارض** اور **ربُّ العرش** ہے، ایک مومن شخص کو جب رب تعالیٰ نے برکتوں سے نوازا تو وہ ایک منکر کے آگے پکار اُٹھا؛

لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا [1]

لیکن میرا تو اللہ ہی رب ہے اور میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کروں گا۔

اسی سے ملتی جلتی دعا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھی سکھلائی ہے جس کے پڑھنے سے سب غم دور ہو جاتے ہیں

اللّٰهُ اللّٰهُ رَبِّی لا أُشْرِكُ به شيئًا [2]

صرف اللہ ہی مجھے پالنے والا ہے نہ میں اس کے ساتھ شرک کر رہا ہوں اور نہ کروں گا۔

---

[1] الكهف: 38
[2] صحيح ابن حبان: 864

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں سینکڑوں مرتبہ آیا ہے اور تقریباً ہر پارے میں بار بار آیا ہے جس کا مفہوم اور تقاضا یہی ہے کہ صرف اللہ تعالی ہی ہمارا مالک، دیکھ بھال کرنے والا اور زوال سے درجہ کمال تک پہنچانے والا ہے اور یہ سب کچھ کرنے میں وہ اکیلا ہے اور اس کی خدائی میں کسی دوسرے کو کوئی عمل دخل نہیں ہے، جب کسی کا ربوبیت میں حصہ ہی کچھ نہیں تو پھر ہر قسم کی عبادت کے لائق بھی صرف وہی ہے۔

سیدنا نوح علیہ السلام سے لیکر خاتم الانبیاء حضرت محمد ﷺ تک اگر پہلی قوموں کا شرک دیکھیں تو وہ زیادہ تر یہی تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو رب مانتے تھے بلکہ سب کچھ مانتے تھے مگر وہ ساتھ یہ عقیدہ بھی رکھتے تھے کہ بعض فرشتے اور اللہ کے برگزیدہ بندے بھی خدائی میں عمل دخل رکھتے ہیں اور ان کے پاس اختیارات ہیں وہ ربّ کے قریب کرنے والے ہیں لہذا وہ بھی کچھ نہ کچھ پکار کے مستحق ضرور ہیں۔

قرآن مجید نے بار بار اسی عقیدے کی تردید کی اور واضح کیا کہ وہ اکیلا ربّ العالمین ہے اس کی ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے، جب ربوبیت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے تو اس کے علاوہ کوئی اور پکار کا حق دار کیسے ہو سکتا ہے؟

قرآن و حدیث نے تو اس ظلم کو بھی کھول کر بیان کر دیا ہے کہ ربّ کے علاوہ اپنے بزرگوں کو حلال و حرام کا اختیار دینا اور ان کی باتوں کو دین کا درجہ دینا یہ بھی ان کو ربّ ماننے کے برابر ہے اور یہ مکروہ سلسلہ ہمارے برّصغیر پاک وہند میں بڑے عروج پر ہے کہ قرآن و حدیث بعد میں، پیر فقیر اور باباجی کا فرمان پہلے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جب ہر نبی ربّنا کہہ کر پکارتا رہا اور ربّ کی نازل کردہ وحی کا پابند رہا تو پھر ولیوں کے واسطے وسیلے کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ کیا ان کو شریعت میں مداخلت کا حق ہو سکتا ہے؟

آیئے! رب کا معنی سمجھ کر خوش ہو جائیں اور ساری زندگی ربوبیت کے تقاضے پورے کرتے ہوئے مندرجہ ذیل وظیفہ کم از کم صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھتے رہیں اور جنتوں کے حق دار بنیں:

رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسلامِ دِينًا، وَبِمحمدٍ نَّبِيًّا

87 اَلرَّفِيْقُ نرمی والا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الرّفِیْق" بھی ہے جس کا معنیٰ "نرمی والا" ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی مخلوقات کے ساتھ بہت زیادہ لطف وکرم سے پیش آتے ہیں اور خصوصاً اپنے بندوں کے ساتھ بہت زیادہ شفقت، محبت اور نرمی والا معاملہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے اس نام کا ذکر صحیح حدیث میں موجود ہے آپ علیہ السلام نے ایک موقعہ پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا:

يَاعائِشَةُ إنَّ اللَّهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، ويُعْطِي علَى الرِّفْقِ ما لا يُعْطِي علَى العُنْفِ، وما لا يُعْطِي علَى ما سِواهُ. [1]

اے عائشہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نرمی والے ہیں نرمی کو پسند کرتے ہیں اور نرمی پر وہ خزانے عطا کر دیتے ہیں جو سختی پر یا اس کے علاوہ عطا نہیں کرتے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس نام سے ایک مسلمان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت بڑھ جاتی ہے کہ وہ اپنے بندوں کے ساتھ بہت نرمی والا معاملہ کرنے والے ہیں اور اگر دیکھا جائے تو ولادت سے لیکر جنت تک ہر مرحلے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندے کیلئے نرمی ہی نرمی ہے جب اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہونے کے باوجود نرمی والے ہیں اور نرمی پسند کرتے ہیں تو ہمیں بھی ہر قسم کی سختی چھوڑ دینی چاہئے اس سے جہاں

[1] صحيح البخاری : 6927

ہمیں خوبصورت زندگی نصیب ہوگی وہاں ہم رسول اللہ ﷺ کی دعائے رحمت کے بھی حق دار بن جائیں گے کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

رَحِمَ اللَّهُ عَبْدًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ ، سَمْحًا إِذَا اشْتَرَى ، سَمْحًا إِذَا اقْتَضَى (1)

اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر رحم کرے جو چیز بیچتے ہوئے نرمی کرتا ہے، چیز خریدتے ہوئے نرمی کرتا ہے، تقاضا کرتے ہوئے نرمی کرتا ہے

إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ ، وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ (2)

نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو خوبصورت بنادیتی ہے اور جہاں سے نرمی چھین لی جاتی ہے اس کو بدصورت بنادیتی ہے۔

اسی طرح ایک روایت میں آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی گھرانے سے بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کو آپس میں ایک دوسرے کیلئے نرمی والا بنادیتے ہیں اس لئے اگر آپ ساری زندگی پر سکون رہنا چاہتے ہیں تو نرمی کو بطور غذا اپنے ساتھ رکھیں وقفے وقفے سے بار بار نرمی کا مظاہرہ کرتے رہیں اور سختی کو صرف بطور دوا لینے کی کوشش کریں جب کبھی جس کی جتنی غلطی ہو بس اسی قدر سختی ہو اگر آپ ضرورت سے زیادہ سختی کرتے رہیں گے تو آپ کی زندگی کی ہر خوشی خراب ہوجائے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کے ساتھ پیش آنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

---

(1) صحيح البخارى : 2076 (2) الصحيح لمسلم : 2594

88 اَلسُّبُّوحُ بہت زیادہ پاکی والا

اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاکیزہ ناموں میں سے ایک پاکیزہ نام "السُّبّوح" بھی ہے جس کا معنی "بہت زیادہ پاکی والا" ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے ہر کمی، کوتاہی اور عیب سے پاک ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پاک نام کا ذکر رسول اللہ ﷺ کی اس دعا میں موجود ہے جو دعا آپ ﷺ اپنے رکوع وسجود میں کیا کرتے تھے، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سجدے میں مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ [1]

بہت زیادہ پاکی اور نہایت پاکیزگی والا فرشتوں اور جبریل کا رب۔

ہمیں بھی یہ دعا اپنے رکوع وسجود میں بہت زیادہ پڑھنی چاہئے کیونکہ ہم اس دعا کے ذریعے اپنے اللہ کے سامنے اس عقیدے اور جذبے کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات ہر قسم کی کمی، کمزوری اور عیب سے پاک ہیں، مزید اس سلسلے میں پانچ باتیں اچھی طرح یاد کرلیں:

1. اللہ تعالیٰ کی ذات ہر عیب، نقص اور کمزوری سے پاک ہے۔
2. کائنات کا نظام بنانے اور چلانے میں وہ ہر شریک کی شراکت سے پاک ہے۔
3. اس کی ہر مخلوق بیکارپن سے پاک ہے یعنی اس نے جو کچھ بھی پیدا کیا ہے کسی نہ کسی مقصد اور حکمت کے پیشِ نظر پیدا کیا ہے اس کی ہر تخلیق بے

[1] الصحیح لمسلم : 487

مقصدیت سے پاک ہے حتیٰ کہ کیڑوں، مکوڑوں اور زہریلے جانوروں کو پیدا کرنے میں بھی ہزاروں حکمتیں کار فرما ہیں جن کا ہمیں علم نہیں۔

4 اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہر فیصلہ ہر قسم کے ظلم اور ہر قسم کی زیادتی سے پاک ہے یعنی وہ اپنے بندوں کیلئے رحیم و کریم ہے اور وہ اپنے کسی بندے یا کسی مخلوق پر ادنیٰ سا بھی ظلم نہیں کرتا اس کا ہر فیصلہ اور ہر امر ہر قسم کے ظلم سے مکمل طور پر پاک ہے۔

5 اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت ہر قسم کی غلطی سے پاک ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین میں کوئی عیب، کوئی کمی اور کوئی کوتاہی نہیں ہے بلکہ اس کا نازل کردہ دین، دین اسلام بھی تمام عیبوں سے پاک ہے۔

جب کوئی بھی مسلمان تسبیح کے اس مفہوم کو ذہن میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہے یا "سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ" پڑھتا ہے تو اللہ تبارک و تعالیٰ ایسے بندے سے محبت کرتے ہوئے اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں اور اس کیلئے خیر و برکت کے سارے دروازے کھولتے ہوئے جنت میں اس کے درجات کو بلند فرما دیتے ہیں۔

وہ لوگ جو صرف زبان کے رٹّے کی حد تک اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتے ہیں اور عملی زندگی میں جہاں وہ غیروں کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں وہاں وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر بھی خوش نہیں رہتے ان کو اپنے عقیدے اور عمل کی اصلاح کرنی چاہئے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ صرف زبانی کلامی تسبیح کو قبول نہیں فرماتے۔

89 اَلسَّیِّدُ آقا، سردار، پیشوا

اللہ تعالی کا ایک صفاتی نام "السَّیِّدُ" بھی ہے جس کا معنی "سردار، بادشاہ اور آقا" ہے یعنی اللہ تعالی ہی بغیر کسی کی شراکت کے از خود پوری کائنات کے بڑے، سردار، آقا اور حقیقی پیشوا ہیں باقی سب نبی ولی اس کے غلام ہیں اور جس کے پاس عارضی طور پر کوئی شرف اور سرداری ہے بھی تو یہ صرف اسی کی عطا کردہ ہے۔

اللہ کریم کا یہ صفاتی نام واضح طور پر حدیث شریف میں موجود ہے حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے بیان کیا کہ؛

انْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقُلْنَا: أَنْتَ سَيِّدُنَا، فَقَالَ: السَّيِّدُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى، قُلْنَا: وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا، وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا، فَقَالَ: قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ، وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ.[1]

[1] سنن ابی داؤد: 4806

میں بنو عامر کے وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو ہم نے کہا: آپ ہمارے سید (سردار) ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا سید یعنی حقیقی سردار صرف اللہ ہے، ہم نے کہا: آپ ﷺ ہمارے صاحب فضل و فضیلت اور صاحب جود و سخا ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا "تم اس طرح کی بات کہہ سکتے ہو۔ مگر کہیں شیطان تمہیں اپنا وکیل نہ بنا لے (کہ کوئی ایسی بات کہہ دو جو میری شان کے مطابق نہ ہو)۔

اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حقیقی سردار اور سچی سرداری صرف اللہ تعالی کی ہے باقی ہر ایک کو شان مقام اور سرداری عارضی طور پر اسی سے ملی ہے اور دوسری یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی محبت میں بھی ایک حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے کیونکہ شیطان عقیدت کی آڑ میں بھی عقیدے خراب کرتا ہے اور انسان بظاہر عشق میں مبالغہ کرتا ہوا عقیدے سے ہاتھ دو بیٹھتا ہے اور آج عقیدت میں آکر شرک کرنا اور اللہ کی صفات رسول اللہ ﷺ میں ثابت کرنا عام ہوتا جا رہا ہے جبکہ آپ نے دو ٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ "عیسائیوں کی طرح میری محبت میں مبالغہ نہ کرنا میں صرف اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔"

اسی طرح آپ ﷺ کی نسل کو بھی بطور عزت سیّد کہا جاتا ہے مگر ہمارے ہاں برصغیر پاک و ہند میں ایسے اشراف کی تعداد بہت زیادہ کم ہے البتہ جعلی سیّد ہر طرف برساتی ٹڈیوں کی طرح گھوم پھر رہے ہیں۔

90 اَلشَّافِيُّ شفا دینے والا

اللہ تبارک و تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام "الشَّافِيُّ" بھی ہے جس کا معنی ہے "شفا دینے والا" یعنی جب کوئی شخص کسی بھی چھوٹی بڑی بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کو اسباب میں سے کسی سبب کے ذریعے بھی حقیقی شفا دینے والا صرف اور صرف اللہ ہے اور یہی وجہ ہے کہ سب نبی ولی اللہ تعالیٰ سے ہی شفا مانگتے رہے ہیں، سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہی ارشاد فرمایا تھا:

وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ (1)

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں پس وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ مبارک نام احادیث میں موجود ہے جیسا کہ سید عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک معروف حدیث ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ مندرجہ ذیل دعا پڑھا کرتے تھے:

اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ، اشْفِ أَنْتَ الشَّافِي، لاَ شِفَاءَ إِلاَّ شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لاَ يُغَادِرُ سَقَمًا (2)

انسانوں کے رب تکلیف کو لے جا، شفا دے دے، تو ہی شفا دینے والا ہے اور تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں ایسی شفا دے دے جس کے بعد کبھی بیماری نہ ہو۔

اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کو اس کے صفاتی نام "الشافی" سے پکارا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے اس نام کے وسیلے سے شفا کا سوال کیا کرتے تھے۔ کیونکہ جس پروردگار نے مرض پیدا کی ہے اس پروردگار نے ہر مرض کی ایسی دوا بھی پیدا کی ہے جس کی وجہ

(1) الشعراء: 80 (2) صحیح البخاری 5243

سے وہ مرض سے شفا عطا کر دیتے ہیں، جیسا کہ امام ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً، إِلاَّ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً (1)

جو بھی بیماری اللہ تعالیٰ نے نازل کی ہے اس کے لئے شفا کو بھی اتارا ہے۔

باقی یہ اس کی کمال قدرت ہے کہ کبھی وہ بغیر دوائی کے صرف دعا اور ذکر سے ہی شفا عطا کر دیتے ہیں جیسا کہ قرآن وحدیث کے درجنوں واقعات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس رب نے بغیر دوائی کے بیمار کیا تھا اس نے بغیر دوائی کے شفا بھی عطا فرما دی، بلکہ آپ ﷺ کا فرمان تو یہاں تک ہے کہ اگر کسی مریض کے پاس مندرجہ ذیل دعا سات دفعہ پڑھ دی جائے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس مریض کو شفا عطا کر دیتے ہیں:

أَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَظِيمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ أَنْ يَشْفِيَكَ (2)

میں عظمت والے رب سے سوال کرتا ہوں جو عظیم عرش کا بھی رب ہے یہ کہ وہ تجھے شفا دے۔

اس دعا کی برکت سے یا تو اللہ تعالیٰ فوری شفا کے اسباب پیدا کر دیتے ہیں یا پھر کچھ وقفے سے اپنے بندے کو شفا والی نعمت عطا فرما دیتے ہیں۔ آخر میں اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کی روشنی میں یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ شفا دینے والا صرف اللہ ہے اور شفا کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے بیماری کے دنوں میں بے صبری اور بے قراری کی بجائے اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہیں کیونکہ بیماری بھی مومن کے لئے اللہ کی رحمت ہے جہاں اس کو بیماری کے دنوں میں نیک اعمال کا پورا پورا ثواب ملتا رہتا ہے وہاں اس کے گناہوں کو مٹا کر اس کے درجات کو بلند کر دیا جاتا ہے اور یہ سب کچھ اس مریض کے لئے ہے جو درباروں مزاروں پر جا کر شرک نہ کرے اور تکلیف میں بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا ہے کہ وہ سب بیماروں کو اپنی رحمت سے شفا عطا کرے۔ آمین ثم آمین

(1) صحیح البخاری: 5678 (2) سنن ابی داؤد: 3106

91 اَلطَّیِّبُ پاک

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک صفاتی نام ''الطیّب'' بھی ہے جس کا معنی ''پاک'' ہے، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے اعتبار سے پاک ہیں اور پاکیزگی کو ہی پسند کرتے ہیں اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو صاف ستھرا رہنے اور حلال طیّب کھانے کا حکم دیا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس صفاتی نام کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ايهاالنَّاسُ، إنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لا يَقْبَلُ إلَّا طَيِّبًا، وإنَّ اللَّهَ أمَرَ المُؤْمِنِينَ بما أمَرَ به المُرْسَلِينَ، فقالَ: {يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ} (1)، وقالَ: {يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ} (2)، ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أشْعَثَ أغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ إلى السَّماءِ، يا رَبِّ، يا رَبِّ، ومَطْعَمُهُ حَرامٌ، ومَشْرَبُهُ حَرامٌ، ومَلْبَسُهُ حَرامٌ، وغُذِيَ بالحَرامِ، فأنَّى يُسْتَجابُ لذلكَ؟! (3)

اے لوگو بلاشبہ اللہ طیّب ہے اور طیّب ہی کو پسند کرتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اسی بات کا حکم مومنوں کو بھی دیا ہے جس کا حکم دیتے ہوئے اس نے اپنے رسولوں کو فرمایا! اے رسولو طیّبات میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بلاشبہ تم جو بھی عمل کرتے ہو میں اس کو خوب جاننے والا ہوں اور

---

(1) المؤمنون: 51 (2) البقرة: 172
(3) صحيح مسلم: 1015

فرمایا: اے مومنوں ہمارے عطا کردہ پاکیزہ رزق میں سے کھاؤ، پھر رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے خاک آلودہ بکھرے بالوں والا اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلاتے ہوئے یارب یارب کہتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا پہننا حرام ہے اور اس کی غذا حرام سے ہے پس کیسے اس کی دعا کو قبول کیا جائے گا؟

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ناجائز اور حرام کمائی سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ایسے حرام مال کو قبول نہیں کرتے، چاہے وہ اپنے حرام مال کے ساتھ بیت اللہ کے حج عمرے ہی کیوں نہ کرتے رہیں ہمارے دائیں بائیں ایسے لوگوں کی کافی تعداد موجود ہے جو رشوت، سود اور حرام خوری کے دھندوں میں ملوث ہیں اور بار بار بیت اللہ بھی جاتے ہیں ایسے احباب کو فوری طور پر اپنی اصلاح کر لینی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ طیّب ہے اور وہ طیّب مال کو ہی قبول فرماتے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس پاکیزہ نام کو جان کر جہاں ہمیں اپنا عقیدہ شرک کی نجاست سے پاک کرنا ہے وہاں ہم سب کو اپنے کھانے، پینے اور پہننے میں بھی حرام کو مکمل طور پر چھوڑنا ہے کیونکہ جس شخص کے عقیدے میں شرک جیسی نجاست ہو اور وہ کھانے پینے اور پہننے میں حلال طیّب کا اہتمام نہ کرتا ہو اس نے صحیح معنوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو پہچانا ہے نہ اس کی صفات کو پہچانا ہے اور نہ ہی اس کے ناموں کی قدر کی ہے۔

❀ ❀ ❀

92 اَلْقَابِضُ کنٹرول میں رکھنے والا

اللہ تعالی کا ایک صفاتی نام "اَلقَابِضُ" بھی ہے جس کا معنی "قبض کرنے والا، پکڑنے والا، کنٹرول کرنے والا اور تنگی کرنے والا" ہے۔

یعنی جس طرح پوری کائنات کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح پوری کائنات پر مکمل قبضہ اور کنٹرول بھی صرف اور صرف رب تعالی کا ہی ہے اور وہ جب چاہتا ہے حکمت کے پیشِ نظر کشادگی دینے کے بعد تنگی پیدا کر دیتا ہے اور حالات میں تنگی کا آنا بھی رب کی رحمت اور حکمت ہے ورنہ ساری زمین فساد سے بھر جائے، اللہ تعالیٰ اپنی اس صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مَّنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗۤ اَضْعَافًا كَثِیْرَةً وَاللّٰهُ یَقْبِضُ وَیَبْصُۜطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ [1]

ایسا کون شخص ہے جو اللہ کو اچھا قرض دے پھر اللہ اس کو کئی گنا بڑھا کر دے، اور اللہ ہی تنگی کرتا ہے اور کشائش کرتا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

---

[1] البقرۃ: 245

یعنی بندوں کے رزق میں کشادگی کے بعد تنگی بھی اسی کی طرف سے ہوتی ہے اور یہ تنگی کبھی بندوں کی کوتاہی کی وجہ سے ہوتی ہے اور کبھی کبھی سراسر حکمت کارفرماہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ نام قرآن مجید میں تو موجود نہیں ہے البتہ صحیح حدیث میں اس کا ذکر لازمی آیا ہے، سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قال النَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ غَلَا السِّعْرُ فَسَعِّرْ لَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللهَ هُوَ الْمُسَعِّرُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الرَّازِقُ وَإِنِّي لَأَرْجُو أَنْ أَلْقَى اللهَ وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُطَالِبُنِي بِمَظْلَمَةٍ فِي دَمٍ وَلَا مَالٍ [1]

لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! ریٹ بہت بڑھ گئے ہیں، لہٰذا آپ ریٹ مقرر فرمادیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ اللہ عزوجل ہی ریٹ مقرر کرنے والا ہے، وہی تنگی کرنے والا، وسعت دینے والا، روزی رساں ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں اللہ سے اس حال میں ملوں گا کہ تم میں سے کوئی بھی مجھ پر کسی خون یا مال کے معاملے میں کوئی مطالبہ نہ رکھتا ہو گا۔

قرآن وحدیث کے تمام دلائل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالی اس کائنات کے خالق، مالک اور قابض ہیں ذرہ بھی اس کے قبضہ سے باہر نہیں ہے اسی طرح رزق اور حالات کی تنگی بھی مختلف وجوہات کی بنا پر اسی کی طرف سے ہوتی ہے اور وہ بھی سراسر مبنی بر انصاف ہوتی ہے اور رب تعالی اس اعتبار بھی قابض ہیں کہ فرشتے اسی کے حکم اور اذن پر روحوں کو قبض کرتے ہیں اور وہ اس میں لمحہ بھر کی غفلت نہیں برتتے ہیں۔

❀ ❀ ❀

[1] سنن ابی داود: 3451

93 اَلْبَاسِطُ کشادگی کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْبَاسِطُ" بھی ہے جس کا معنی ہے "کشادگی اور فراخی دینے والا" یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے رزق میں اضافہ کرتے ہوئے ان پر نعمتوں کی بارش کرتے رہتے ہیں، زندگی میں ملنے والی ہر آسانی، فراخی اور کشادگی اسی "الباسط" پروردگار کی طرف سے ہوتی ہے اگر کسی کے لئے رب فراوانی کے دروازے کھول دے تو اسے شکر گزاری میں آگے بڑھنا چاہئے یہ صرف اسی کا کرم ہے اور یہ سوائے امتحان کے کچھ نہیں ہے، اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ

اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ وَفَرِحُوْا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ [1]

اللہ ہی جس کے لیے چاہتا ہے روزی فراخ اور تنگ کرتا ہے، وہ دنیا کی زندگی پر خوش ہیں، اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلے میں کچھ نہیں مگر تھوڑا سا فائدہ۔

پھر اللہ تعالیٰ اپنی کمال حکمت کے پیش نظر کشادگی اور فراخی میں ایک توازن رکھتے ہیں ورنہ اگر سبھی کو کھلم کھلا سب کچھ مل جائے تو زمین بغاوت سے بھر جائے۔

1 الرعد: 26

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ [1]

اور اگر اللہ اپنے بندوں کی روزی کشادہ کر دے تو زمین پر سرکشی کرنے لگیں لیکن وہ ایک اندازے سے اتارتا ہے جتنی چاہتا ہے، بے شک وہ اپنے بندوں سے خوب خبر دار دیکھنے والا ہے۔

مزید اگر کوئی شخص برکت سے مالامال کشادگی چاہتا ہے تو وہ بہت زیادہ صلہ رحمی کرے، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ أَوْ يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ [2]

جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا عمر کی درازی چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔

اسی طرح اگر آپ زندگی کے ہر شعبے میں اپنے لئے فراخی چاہتے ہیں تو اللہ کے بندوں کے لئے آسانی اور کشادگی کیا کریں ورنہ دوسروں کے لئے تنگی پیدا کرنے والے بہت ساری الجھنوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

وللہ الأسماء الحسنى فادعوه بها

من أحصاها دخل الجنة

---

[1] شوری: 27 [2] صحیح البخاری: 2067

94 اَلْمُقَدِّمُ — آگے کرنے والا

اللہ تبارک وتعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام "اَلْمُقَدِّمُ" بھی ہے، جس کا معنی آگے کرنے والا، اللہ تبارک وتعالیٰ رتبے اور مقام ومرتبے کے لحاظ سے جس کو چاہتے ہیں دنیا وآخرت میں آگے کر دیتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں دونوں جہانوں میں بلند تر مقام عطا فرما دیتے ہیں، جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ آگے کرنا چاہیں پوری کائنات مل کر بھی اس شخص کو پیچھے نہیں کر سکتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس نام کا ذکر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ایک دعا میں موجود ہے جو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تہجد کے وقت مانگا کرتے تھے، سیّدنا ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تہجد کے قیام میں ایک طویل دعا پڑھا کرتے تھے جس کے آخر میں آپ کہتے:

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ [1]

(اے اللہ) آپ ہی آگے کرنے والے اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں آپ ہی الٰہ ہیں یا (یہ کہا) آپ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت ابو موسی اشعری رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سے جو دعا منقول ہے اس میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [2]

---

[1] صحیح البخاری : 1120
[2] ایضاً : 6398

(اے اللہ) آپ ہی آگے کرنے والے اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں اور آپ ہی ہر چیز پر ہمیشہ سے پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے اس نام کی شرح کرتے ہوئے اولیائے کرام نے جو کچھ لکھا ہے اس سب کا خلاصہ یہ ہے کہ "اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کمال حکمت کے ساتھ جس کو چاہتے ہیں آگے کرتے ہیں" یعنی اس کو پہلا درجہ اور پہلا نمبر دیتے ہیں اور یہ سلسلہ مخلوقات میں بھی ہے کہ بعض مخلوقات طاقت وقوت اور حسن میں بعض مخلوقات سے آگے ہیں اور یہ آگے کرنے کا سلسلہ کردار و عمل اور فضیلت میں بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فضیلت میں بعض کو بعض سے آگے کر دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا آگے کرنا آگے ہونے والے کے کردار اور عمل کے ساتھ ہی جڑا ہوا ہے جو شخص جس قدر زیادہ باکردار ہو گا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں مقام ومرتبہ میں اسی قدر زیادہ آگے ہو گا جیسا کہ یہ بات ہمیں اللہ تعالیٰ کے نبیوں رسولوں اور ولیوں میں نمایاں نظر آتی ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس عظیم صفاتی نام "الْمُقَدِّمُ" کا ایک مظہر امت محمدیہ بھی ہے ہم ترتیب کے لحاظ سے سب سے بعد میں ہیں لیکن مقام ومرتبہ اور جنت میں جانے کے اعتبار سے سب سے آگے ہیں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کمال رحمت بھی ہے اور خاتم الانبیا حضرت محمد ﷺ کی وجہ سے اس امت کی فضیلت بھی ہے۔

آپ بھی اپنے اِخلاص اور عمل میں خوب محنت کریں اللہ تبارک وتعالیٰ ہر صورت آپ کو آگے کریں گے اور اگر آپ اِخلاص اور کردار میں آگے بڑھنے کے باوجود بھی کسی وقت دنیا میں خود کو تھوڑا سا پیچھے محسوس کریں تو اس میں بھی اللہ تعالیٰ

کی کمال حکمت ہی کار فرما ہو گی اور آپ کو قیامت والے دن آگے سے آگے کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنكُمْ وَلَقَدْ عَلِمْنَا الْمُسْتَأْخِرِينَ [1]

اور البتہ تحقیق ہم نے ان لوگوں کو جان رکھا ہے جو تم میں سے بہت آگے جانے والے ہیں اور بلاشبہ ہم نے ان کو بھی جان رکھا ہے جو بہت پیچھے آنے والے ہیں۔

اس آیت کا جہاں یہ مطلب ہے جو آگے گزر چکے ہیں اور جو پیچھے آنے والے ہیں سب اللہ کے علم میں ہے، وہاں اس آیت کا یہ مفہوم بھی ہے کہ جو لوگ اذان کا پہلا لفظ اللہ اکبر سنتے ہی اللہ تعالیٰ کو بڑا سمجھتے ہوئے سب سے آگے اور سب سے پہلے نماز کیلئے چل پڑتے ہیں اور جو لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں سب کو اللہ جانتا ہے۔

ہمارے ہاں بعض لوگ آگے بڑھنے کیلئے رب رسول کی حدود کو بھی کراس کر جاتے ہیں حالانکہ ایسا کرنے سے وہ حقیقی اعتبار سے سب سے پیچھے چلے جاتے ہیں اور اسی طرح جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے وزارتوں، عہدوں اور آسائشوں میں آگے کیا ہوا ہے، ان کو شکر گزاری اور خلقِ خدا کی خدمت میں بھی آگے بڑھنا چاہئے اسی میں دونوں جہانوں کی سعادت ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہاں عزت و فضیلت میں آگے کرے وہاں وہ ہم سب کو جنت میں بھی سب سے آگے کر دے۔ آمین ثم آمین

---

[1] الحجر:24

95 اَلْمُؤَخِّرُ پیچھے کرنے والا

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام " اَلْمُؤَخِّرُ " بھی ہے اس کا معنی پیچھے کرنے والا ہے یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی کمال حکمت کے پیشِ نظر جس کو چاہتے ہیں پیچھے ہٹا دیتے ہیں اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ پیچھے ہٹا دیں کوئی قوت اس کو آگے نہیں کرسکتی ہے اور اسی طرح اس صفاتی نام کے مفہوم میں "مہلت دینے والا" معنی بھی آجاتا ہے کہ وہ قوموں کو ایک حد تک مہلت دیتا ہے اور پھر جب مہلت کا وقت ختم ہوجائے تو پھر اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو کوئی پیچھے نہیں ہٹا سکتا۔

اللہ تعالیٰ کا یہ صفاتی نام قرآن مجید میں وارد نہیں ہوا البتہ کئی ایک صحیح احادیث میں اس نام کا ذکر موجود ہے جیسا کہ آپ ﷺ تہجد کی نماز میں کہا کرتے تھے:

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ [1]

(اے اللہ) آپ ہی آگے کرنے والے اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں آپ ہی الٰہ ہیں اور آپ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری سے جو دعا منقول ہے اس میں مندرجہ ذیل الفاظ ہیں

أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ ، وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ [2]

(اے اللہ) آپ ہی آگے کرنے والے اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں اور آپ ہی ہر چیز پر ہمیشہ سے پوری قدرت رکھنے والے ہیں۔

یاد رہے! اللہ تبارک وتعالیٰ ان ہی لوگوں کو پیچھے کرتے ہیں جو نیک عمل اور اعلیٰ کردار میں سستی کرتے ہوئے خود پیچھے رہتے ہیں جیسا کہ بعض روایات میں بھی آتا ہے کہ کچھ

---

[1] صحیح البخاری : 1120 [2] ایضاً : 6398

لوگ مسجد میں پیچھے پیچھے رہتے تھے، شوق سے اگلی صفوں میں نہیں بیٹھتے تھے اور نیکی کے کاموں میں آگے آگے نہیں بڑھتے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتَّى يُؤَخِّرَهُمُ اللَّهُ (1)

لوگ ہمیشہ پیچھے رہتے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ بھی ان کو پیچھے کر دیتا ہے۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کے اس صفاتی نام کی روشنی میں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ جو لوگ دنیا کی فضیلت اور جنت میں درجات کی بلندی سے پیچھے رہ جائیں گے وہ اِخلاص اور نیک اعمال میں پیچھے رہنے کی وجہ سے پیچھے ہٹا دیئے جائیں گے، ایسے نہیں ہو گا کہ کوئی شخص اِخلاص میں بھی پیچھے نہ ہو اور اس کو درجات میں پیچھے کر دیا جائے، دنیا میں ایسا معاملہ حکمت کے پیشِ نظر کسی شخص کے ساتھ کیا جاسکتا ہے آخرت میں ایسا سلسلہ کسی شخص کے ساتھ نہیں ہو گا۔ کیونکہ اس سلسلے میں قرآن مجید کا اٹل فیصلہ ہے:

وَالسَّابِقُونَ السَّابِقُونَ .أُولَئِكَ الْمُقَرَّبُونَ (2)

آگے بڑھنے والے ہی سبقت لے جانے والے ہیں، وہی لوگ خاص قرب دیئے جائیں گے۔

اسی طرح اگر کسی بد عمل شخص سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی پکڑ کو مؤخر کر رکھا ہے اور اس کی مہلت کو دراز کر دیا ہے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی گرفت سے باہر چلا گیا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ سے ڈر جانا چاہئے کہ وہ کسی وقت بھی اس کی پکڑ میں آسکتا ہے۔

(1) صحیح مسلم :438
(2) الواقعہ:10-11

96 اَلْمُحْسِنُ حسنِ سلوک کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "الْمُحْسِنُ" بھی ہے جس کا معنی "بھلائی کرنے والا، مہربانی کا برتاؤ کرنے والا، خوبصورت انداز سے پیش آنے والا اور بھلا کرنے والا" ہے۔ اس نام کا ذکر تین صحیح روایات میں آتا ہے جن میں سے دو ہم تحریر کرتے ہیں۔

سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ مُحْسِنٌ فَأَحْسِنُوا وَإِذَا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا قِتْلَتَكُمْ وَإِذَا ذَبَحْتُمْ فَلْيُحِدَّ أَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهُ [1]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اچھا سلوک کرنے والے ہیں تم بھی حسن سلوک کرو جب تم قتل کرو تو قتل کی نوعیت کو اچھا رکھو اور جب تم ذبح کرو تو تم میں سے ہر ایک اپنی چھری کو تیز کرلے اور اپنے جانور کو آرام دے۔

دوسری روایت خادم رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا حَكَمْتُمْ فاعْدِلُوا وإذا قَتَلْتُمْ فَأَحْسِنُوا فإِنَّ اللهَ مُحْسِنٌ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ [2]

جب تم فیصلہ کرو تو انصاف کرو اور جب تم قتل کرو تو اچھا طریقہ اختیار کرو بلاشبہ اللہ تعالی احسان کرنے والے ہیں اور احسان کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔

اسی طرح قرآن مجید کی متعدد آیات میں بڑی صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حسنِ سلوک اور نیک برتاؤ کا ذکر ہے جو وہ صرف فرماں بردار نہیں بلکہ اپنے نافرمان بندوں سے بھی کرتے ہیں، مثال کے طور پر ایک نیکی کا اجر کئی گنا دینا اور پھر بڑے سے بڑے گناہ کو بھی

[1] مصنف عبدالرزاق: 4 / 292 ، المعجم الكبير : 7 / 257 ، صحيح الجامع 1824
[2] المعجم الاوسط: 6 / 40 ،صحيح الجامع :494

اپنے عظیم احسان سے معاف کر دینا اسکی کمال مہربانی اور خاص شفقت کا ہی نتیجہ ہے اور پھر اسی طرح موت کے آخری وقت تک توبہ کا دروازے کھولے رکھنا اس کے عظیم محسن ہونے کی دلیل ہے۔

"محسن" کا ایک معنی "خوبصورت بنانے والا" بھی ہے جیسا کہ قرآن میں ارشاد ہے:

الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ

وہ ذات جس نے اپنی پیدا کردہ ہر چیز کو خوبصورت بنایا۔ (1)

محسن کے مفہوم میں دو چیزیں آگئی ہیں، اچھا سلوک کرنے والا اور ہر چیز کو سوہنا بنانے والا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے متعلق بھی یہی فرمایا:

وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ (2)

اور جو شخص اپنا چہرہ اللہ کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو بلاشبہ اس نے مضبوط کڑے کو اچھی طرح پکڑ لیا۔

یعنی وہ اصل اسلام کی راہ پر چل نکلا جو اس کو جنت تک لے جائے گی، نماز روزے کے ساتھ آپ احسان کرنے والے بھی بنیں اور ہر اچھا کام نہایت خوبصورتی سے سرانجام دیں، جس طرح وہ خود احسان کرنے والا ہے اسی طرح احسان کرنے والوں کو خوب نوازتا ہے اور ان کو اپنا محبوب بناتا ہے قرآن کی درجنوں آیات میں جہاں جہاں جس جس خاص بندے پر خاص کرم فرمایا وہاں بتادیا کہ ہم اسی طرح احسان کرنے والوں کو نیک بدلہ دیتے ہیں اور اگر آپ بھی چاہتے ہیں کہ رحمن آپ پر مہربان ہو تو کسی کا نقصان نہیں بلکہ اس پر احسان کریں اور کرتے جائیں پھر دیکھیں نوازشات کی بارشیں اور اس کی خاص رحمتیں کتنی کثرت سے نازل ہوتی ہیں۔

(1) السجدہ: 7 (2) لقمان: 22

97 اَلْمُعْطِي عطا کرنے والا

اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی نام "اَلْمُعْطِي" بھی ہے جس کا معنی "عطا کرنے والا" ہے اس دنیائے کائنات میں اور آخرت میں جس جس کو جو جو انعامات، کمالات اور درجات ملے ہیں اور مزید ملیں گے ان سب کو عطا کرنے والا اور نوازنے والا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے، ہمیں وجود عطا کرنے والا، عافیت، صحت، طاقت اور کام کرنے کی قوت عطا کرنے والا، نیک اعمال کی توفیق، نبیوں کو نبوت، ولیوں کو ولایت اور حکمرانوں کو بادشاہت عطا کرنے والا وہی "اَلْمُعْطِي" ہے اور اس کے عطا کرنے میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے:

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاۗءِ وَهٰٓؤُلَاۗءِ مِنْ عَطَاۗءِ رَبِّكَ ۭ وَمَا كَانَ عَطَاۗءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا [1]

[1] الإسراء:20

ہم ہر ایک کی مدد کرتے ہیں ان (طالبانِ دنیا) کی بھی اور ان (طالبانِ آخرت) کی بھی یہ آپ کے رب کی عطا سے ہے، اور آپ کے رب کی عطا (کسی کے لئے) ممنوع نہیں ہے۔

اللہ تعالی کے اس مبارک نام کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے

آپ ﷺ نے فرمایا:

من يردِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ وَاللَّهُ الْمُعْطِي وَأَنَا الْقَاسِمُ [1]

جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اس کو دین میں سمجھ عطا کر دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والے ہیں اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

یعنی حقیقی مُعطی اور داتا بھی ربّ ہے اور میں مال غنیمت بھی اسی کی منشا اور مرضی کے مطابق تقسیم کرتا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے "اَلْمُعْطِي" ہونے کا ذکر رسول اللہ ﷺ ہر نماز میں اور نماز کے بعد کیا کرتے تھے:

اللهُمَّ لا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ [2]

اے اللہ جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جس کے لئے تو روک دے اسے کوئی عطا کرنے والا نہیں

اسی طرح ہم دعائے وتر میں اپنے معطی رب سے یہی سوال کرتے ہیں "وبارِكْ لِيْ فيما أَعْطَيْتَ" جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔

یادر ہے! آپ علیہ السلام کا یہ فرمان بھی ہے:

---

[1] صحيح البخاري:3116 [2] الصحيح لمسلم: 478، صحيح البخاري:844

وإنَّ اللهَ يُعطي الدُّنيا من يُحبُّ ومن لا يُحبُّ، ولا يُعطي الإيمانَ إلَّا من أحبَّ [1]

دنیا تو اللہ جس محبت کرتا ہے اور جس سے نہیں کرتا دونوں کو دے دیتا ہے البتہ ایمان صرف اپنے پیارے کو عطا کرتا ہے۔

بہت خوش نصیب ہیں وہ شخصیات جن کو رب نے ایمان اور ہدایت جیسی انمول نعمت عطا کر دی ہے، عقیدہ توحید و سنت کی عطا سب سے قیمتی عطا ہے اور جب عقل، علم، حسن اور خوبصورت شکل دے کر ہزاروں نعمتیں عطا کرنے والا صرف وہی ہے اور سارے نبی ولی اسی سے مانگتے رہے ہیں اور وہ عطا کرتا آرہا ہے تو پھر ہمیں عبادت بھی اسی کی کرنی چاہیئے اور سب کچھ اسی سے مانگنا چاہیے، وہی گنج بخش ہے آپ علیہ السلام نے تو یہاں تک فرمادیا کہ "جوتے کا تسمہ بھی اپنے رب سے مانگا کرو" چہ جائے کہ ہم اولاد اور خزانے قبر والوں سے مانگتے پھریں۔

آخر میں اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لیں کہ وہ "الْمُعْطِي" پسند بھی ایسے لوگوں کو ہی کرتا ہے جو اس کی توفیق سے اس کے بندوں کو کوئی نہ کوئی خیر خوشی دیتے رہتے ہیں، بخیل، کنجوس اور تنگ دل لوگ ہمیشہ اس کی خاص عطا سے محروم رہتے ہیں۔

[1] السلسلة الصحيحة: 27141

98 المنّان بہت زیادہ احسان کرنے والا

اللہ تعالی کا ایک عظیم صفاتی نام "المَنَّانُ" بھی ہے اس کا معنی ہے "بڑی بڑی نعمتیں خوب عطا کرنے والا اور بِن مانگے بندے کی محنت ومشقت کے بغیر اُس پر اِحسانات کی بارش کر دینے والا۔"

بعض اہل علم لکھتے ہیں "المنَّان يُعطى قبلَ السؤال" منان وہ ذات ہے جو سوال سے پہلے ہی عطا کر دے اور بغیر احسان جتلائے سب مفت میں دے دے، جیسا کہ ہوا پانی روشنی اور بے شمار کھانے پینے کی اشیاء بلاناغہ روز اپنے بندوں کو عطا کرتا رہتا ہے۔

یہ نام اگرچہ قرآن مجید میں نہیں آیا البتہ ایک صحیح حدیث میں اس کا ذکر اس طرح موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ایک صحابی کو اس نام سے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا: "یہ اسم اعظم ہے اب اسکی دعا ضرور قبول ہو گی:

اللَّهمَّ إنِّي أسألُكَ بأنَّ لَكَ الحمدُ لا إلَهَ إلَّا أنتَ المنَّانُ بديعُ السَّمواتِ والأرضِ يا ذا الجلالِ والإكرامِ يا حيُّ يا قيُّومُ [1]

اے اللہ میں تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں بلاشبہ سب تعریفیں تیری ہیں تیرے سوا کوئی الہ نہیں تو ہی خوب فضل و کرم کرنے والا، آسمانوں وزمین کو

[1] سنن أبي داؤد :1495

انو کھا بنانے والا ہے اے بزرگی و جلال والے اے ہمیشہ زندہ و قائم رہنے والے۔

اللہ تعالیٰ کے اس مبارک نام "المنّان" پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر پل اپنے بندے پر اس کے مانگے بغیر ہی فضل و کرم کی بارش کرتی رہتی ہے اور پھر انعامات کا سلسلہ ساری زندگی بغیر کسی معاوضے کے جاری رہتا ہے، ہمارا انسانی وجود ہی اس منّان کا احسان ہے پھر عافیت و سلامتی، نیکی کی توفیق، محبتوں بھری رشتے داریاں، کھانے پینے اور پہننے کی بے شمار نعمتیں اس کا عظیم احسان ہیں اور احسانات و انعامات کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ کوئی شمار نہیں کر سکتا۔

اس نام کے حوالے سے قرآن مجید کے مطالعہ سے چار چیزیں سامنے آتی ہیں:

1. نبوت و رسالت بھی اس منّان کا بہت بڑا احسان ہے، تمام نبی رسول یہی کہتے تھے کہ ہم بھی تم جیسے اس کے بندے ہیں۔

وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَمُنُّ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ (1)

اور لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے

2. ہدایت بھی اس منّان کا عظیم احسان ہے تبھی تو بعض لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ کلمہ پڑھ کر احسان نہ کرو:

بَلِ اللَّهُ يَمُنُّ عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ (2)

بلکہ اللہ تمھیں ایمان کی طرف ہدایت دے کر تم پر احسان کرتا ہے

3. حلال دولت اور عدل والی حکومت بھی اس منّان کا بہت بڑا احسان ہے جیسا کہ فرمایا:

---

(1) ابراهيم: 11 (2) الحجرات: 17

وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ (1)

اور چاہتے تھے کہ زمین میں کمزور لوگوں پر احسان کریں اور امامت اور اقتدار عطا کریں۔

4 غلامی سے نجات اور قوموں کی آزادی بھی اس منّان ذات کا بہت بڑا احسان ہے اور اس احسان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَى مُوسَى وَهَارُونَ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ (2)

اور ہم نے البتہ موسی وہارون پر احسان کیا اور ان دونوں کو اور ان دونوں کی قوم کو بہت بڑے دکھ سے نجات دی۔

غرض کہ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد موت تک قدم قدم پر اس کے احسانات ہی احسانات ہیں اہل ایمان پر اس کا ایک سب سے بڑا احسان جنت بھی ہے جس خدائی مہمان خانہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کو ٹھہرایا جائے گا۔

اب ہم سب کا فرض ہے کہ ہم صرف اسی کی عبادت کریں اور ہر پل اس کی رضا تلاش کرتے ہوئے اس کے فضل و کرم کے قدردان بنیں۔

یاد رہے! ایسا شخص اللہ تعالی کو بہت زیادہ محبوب ہے جو بغیر لالچ کے صرف اس کی رضا کے لئے اس کے بندوں پر عملی طور پر احسان کرے اور پھر احسان کر کے ساری زندگی کبھی نہ جتلائے، کیونکہ نیکی کر کے جتلانے والے سے اس منّان ذات کو بہت زیادہ نفرت ہے۔

---

(1) القصص: 5 (2) الصافات: 114

99 اَلْوِتْرُ اکیلا، یکتا، طاق

دیگر مذاہب میں اللہ تعالی کا تعارف بہت دھندلا ہے۔لوگوں کے کئی خدا، کئی دیوتے اور کئی ایک الٰہ ہیں مگر اسلام نے انسانیت پر سب سے بڑا احسان یہ کیا ہے کہ اللہ تعالی کی ذات وصفات کا تصور بہت پاکیزہ اور صاف شفاف دیا کہ وہ ہر عیب سے پاک، ہر خوبی سے مزین اکیلا و یکتا ہے اسکی ذات و صفات میں کوئی اس کا شریک نہیں ہے۔

ہماری کتاب کے اسمائے حسنی میں آخری نام الوتر ہے اور عمومی طور پر وتر کا استعمال جفت کے مقابلے میں ہوتا ہے اور اللہ تعالی کے وتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ”وہ اکیلا ہے اور اسکی ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس جیسا ہے۔“

ایک تفسیر کے مطابق اللہ تعالیٰ کے اس نام کا ذکر قرآن مجید کے تیسویں پارے میں موجود ہے:

وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ [1]

جفت اور طاق کی قسم

یہاں جفت سے مراد مخلوق ہے اور وتر سے مراد اللہ تعالی کی ذات ہے اور وتر کی واؤ پر زبر اور زیر دونوں درست ہیں۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّ اللّٰهَ وِتْرٌ، يُحِبُّ الْوِتْرَ [2]

بلاشبہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ وتر ہے اور طاق کو پسند فرماتا ہے۔ اس سے نیک اعمال اور اکثر اطاعت کے کاموں میں عددِ طاق کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔ جیسے وتر نماز کی تعداد ایک، تین، پانچ، سات، نو وغیرہ اور آپ ﷺ کا عید کے روز طاق کھجوریں کھانا وغیرہ، اسی طرح ایک حدیث میں ارشاد ہے:

يا أَهلَ القُرآنِ ،أَوتِروا؛ فإنَّ اللّٰهَ وِترٌ يُحِبُّ الوِترَ [3]

اے اہل قرآن وتر پڑھا کرو، بلاشبہ اللہ وتر ہے اور وتر کو پسند کرتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری کے بہت بڑے ولی امام ابو سلیمان خطابی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

---

(1) الفجر :3 (2) صحیح البخاری:6410

(3) صحیح ابن خزیمۃ 1067

" ومَعْنَى الوِتْرِ في صِفَةِ اللهِ جل وعَلَا : الواحدُ الذي لا شَرِيكَ لَهُ، ولا نظيرَ له ، المتفردُ عنْ خَلْقِهِ ، البائنُ منهم بِصِفَاتِهِ : فهو سبحانه وِتْرٌ ، وَجَميعُ خَلْقِهِ شَفْعٌ ، خُلِقُوا أَزْوَاجاً ، فَقَالَ سبحانه: (وَمِنْ كُل شيءٍ خَلَقْنا زَوْجين) (1)

وتر کا مطلب ہے کہ ایسا اکیلا جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور نہ ہی اس جیسا کوئی ہے ،وہ اپنی مخلوق سے منفرد ہے اور اپنی صفات میں بے مثال ہے صرف وہ سبحان ذات وتر ہے باقی تمام مخلوق جفت اور جوڑا جوڑا پیدا کئے گے ہیں، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے اور ہم نے ہر چیز سے باہم جوڑا جوڑا پیدا کیا (2)

آخر میں تمام قارئین کو یہی پیغام ہے کہ اگر ہم ساری زندگی میں اللہ تعالی کی ایک ذات کو بھی خوش نہ کر سکے تو ہم سے زیادہ بد نصیب کون ہو گا؟ اس مختصر زندگی مین اپنے پیارے اللہ تعالیٰ سے پیار کریں اور ساری زندگی اس کے نام کر دیں۔

ولله الأسماء الحسنى فادعوه بها

من أحصاها دخل الجنة

(1) الذاريات:49
(2) شان الدعاء للخطابي :1/ 30-29

عبدالمنان راسخ حفظہ اللہ کی دیگر تالیفات

1 معجم اصطلاحات الاحادیث النبویۃ (عربی)
2 معجم اصطلاحات اصول الفقہ (عربی)
3 الطالبات مع احادیث الرسول (عربی)
4 خوشبوئے خطابت
5 منہاج الخطیب
6 مصباح الخطیب
7 حسن الخطیب
8 ترجمان الخطیب
9 بستان الخطیب
10 معراج الخطیب
11 میزان الخطیب
12 بیان الخطیب
13 ریان الخطیب
14 ریحان الخطیب
15 برھان الخطیب
16 معجم اسمائے حسنی
17 ترجمہ وتکملہ صحیح سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
18 ترجمہ اطیب المنح
19 ذکرِ الٰہی سے معرفتِ الٰہی تک
20 کیا ہم اللہ کا ادب کرتے ہیں؟
21 آپ پر سلامتی ہو
22 گھر برباد کیوں ہوتے ہیں؟
23 اللہ، رسول کی لعنت پانے والے
24 اصلاح کی راہیں
25 وہ ہم میں سے نہیں!
26 گالی ایک سنگین جرم
27 انسانیت کا زیور نرمی
28 شانِ حسن و حسین رضی اللہ عنہما
29 کتاب الاذکار
30 خواتین کے لئے حدیث کی کتاب
31 تاریخ و مصطلح الحدیث
32 رحمت کے فرشتے آپ کے پاس
33 طلاقیں کیوں ہوتی ہیں؟
34 ترجمہ وفوائد سلسلہ احادیث صحیحہ

✳ فوائد وتخریج سنن الدارمی (35)
✳ شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم (36)

ادارہ کتاب وحکمت
فیصل آباد

راسخ اکیڈمی
بانی حکیم عبدالرحمن راسخ رحمہ اللہ